ebooks.i360.pk

اسلام کو مولوی سے بچاؤ!

رانا تنویر عالمگیر

ebooks.i360.pk

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

کتاب : اسلام کو مولوی سے بچاؤ

مصنف : رانا تنویر عالمگیر

2srarukh@gmail.com

اشاعت : اپریل 2016ء

قیمت : 200 روپے

ebooks.i360.pk

فہرست

مشتملات	صفحہ
انتساب	
پیش لفظ (مرزا یسٰین بیگ)	
حرفِ آغاز	
اسلام......دینِ حق	
مولویت............ایک پیشہ	
مولوی کا اسلام اور دین اسلام	
لوگوں کو اسلام سے متنفر کرنے میں مولوی کا ہاتھ	
خدمتِ خلق یا خدمتِ مولوی	
مولوی اور پاکستان	
مولوی اور فتوے	
مولوی فرنگی کے جال میں	
مذہب، سائنس اور مولوی	
آج کا مدرسہ اور اسلامی علوم کے کرشمے	
مولوی کی ایجادات اور مسلمان سائنس دان	
مدارس اور پرائیویٹ سکول......بنیادی فرق	
اسلام میں آج کے مولوی کے لیے وعید	
آج کے خواہش پرست مُلّا کی نشانیاں......حدیث نبوی میں	
عالم دین اور مولوی میں فرق	
مُلّا ازم اور اقبال	
مُلّا ازم سے نجات کیسے ممکن ہے اور حقیقی اسلام کیسے نافذ ہوگا......؟	
مولوی صاحبان سے کچھ سوالات	

ebooks.i360.pk

انتساب!

پاک فوج کے جوانوں کے نام جنہوں نے اسلام کا لبادہ اوڑھے دہشت گردوں کے خلاف لڑتے ہوئے جامِ شہادت نوش کیا اور آج بھی اندرونی و بیرونی دشمن سے نبرد آزما ہیں۔

آرمی پبلک سکول کے معصوم شہیدوں کے نام جن کا خون اسلام کا لبادہ اوڑھے دہشت گردوں کے خلاف قوم کے اتحاد کی علامت بن گیا۔

پاکستان کے روشن مستقبل طلباء و طالبات کے نام جن سے توقع ہے کہ وہ عظیم مسلمان ثابت ہوں گے جس سے انسانیت فیض یاب ہوگی۔

ebooks.i360.pk

پیش لفظ

اے اللہ ہمیں مولوی کے اسلام سے بچا

مجھے ای میل سے پی ڈی ایف پر ایک کتاب موصول ہوئی ''اسلام کو مولوی سے بچاؤ'' صاحب کتاب رانا تنویر عالمگیر نے پیغام میں لکھا ''مرزا صاحب میں فیس بک پر آپ کی تحریروں سے بہت متاثر ہوں' میری خواہش ہے کہ آپ میری کتاب چھپنے سے پہلے کتاب پر اپنی رائے لکھ دیں۔'' میں نے چند دنوں بعد کتاب پر نظر ڈالی تو چونک گیا۔ توقع کے برعکس کتاب پڑھنے کے لائق محسوس ہوئی۔ جیسے جیسے کتاب پڑھتا گیا مجھے یوں محسوس ہونے لگا کہ یہ تو کتاب نہیں آج کے پاکستان کا نوحہ ہے۔ زخم، زخم پاکستان اور پاکستان کے اسلام کی آپ بیتی ہے۔ کتاب ختم ہونے تک مجھے کتاب کے مصنف پر رشک آنے لگا اور دل میں اس کے بارے میں کچھ جاننے کی خواہش بیدار ہوئی۔ رابطہ کرنے پر پتہ چلا کہ رانا تنویر عالمگیر ملتان سے چالیس کلومیٹر دور ایک گاؤں کے رہائشی ہیں۔ طالب علم ہیں اور یہ ان کی پہلی تصنیف ہے۔ عمر صرف چوبیس سال۔ چوبیس سال کا سن کر میرا دماغ چکرا گیا۔ اب جبکہ میں زندگی کے بے شمار تجربات اور مشاہدات سے گذر کر اپنی حیرانی کھو چکا ہوں۔ عرصے بعد ایک بار پھر پھٹی آنکھیں لئے سوچ رہا تھا کہ کیا واقعی اتنی اچھی زبان و بیان، تحقیق اور منفرد سوچ کے ساتھ اس عمر کا پاکستانی آج کے گمراہ کن پاکستان میں ایسی کتاب لکھ سکتا ہے؟ یقیناً لکھ سکتا ہے جبھی تو کتاب کا ای ایڈیشن میرے سامنے ہے۔ میرا ذہن فوراً ماضی میں چلا گیا جب میں خود بائیس یا تیئس سال کا نوجوان تھا۔ وہ ضیائی مارشل لاء کا سخت ترین دور تھا۔ کراچی کے میدانوں میں بھی میں کئی بار لوگوں کو ٹکٹی پر چڑھے مارشل لائی کوڑے کھاتے دیکھ چکا تھا۔ اہلِ قلم کی اکثریت دم بخود تھی۔ اخبارات پر سنسر شپ تھی۔ پورے ملک کو ایک سرکاری ریڈیو ٹی وی کے ''اسلام امجد اسلام'' اور ''شفا بانو'' برانڈ کے ڈراموں کی انٹرٹینمنٹ میں باندھ دیا گیا تھا۔ ڈیکلریشن ملنا ثواب کمانے سے بھی زیادہ مشکل تھا۔ کراچی سے پشاور تک فکشن ڈائجسٹ یا صرف ایسے چند ماہناموں کا راج تھا جو دوپٹہ زدہ ٹی وی گلیمر یا کرکٹ کے موضوعات کو کوور کرتے تھے۔ ضیائی ملازمین اور ان کی سیاست پر منہ کھولنا گویا خود کو ایجنسیز کے بے رحم جنجال میں پھنسانا تھا۔ کور کمانڈرز بادشاہ تھے اور عوام گونگی رعایا۔ جی ایچ کیو اسلام کے نام پر جو کچھ کہہ دیتا اس پر عمل کرنا پاکستانی مسلمانوں پر فرض تھا۔ میں کالج کا طالبعلم تھا اور روپ، ٹی وی ٹائمز، صبح نو جیسے رسالوں کا رپورٹر اور سب ایڈیٹر بھی جن کا پسندیدہ موضوع ٹی وی ڈرامے اور ان میں کام کرنے والے فنکار تھے۔ میری روح اندر سے تڑپتی تھی کہ کس طرح اپنے قلم سے ضیاء کا اسی طرح تماشا بناؤں جیسے اس نے پورے ملک کا بنا رکھا تھا۔

جب بھی کوئی سیاسی مضمون لکھ کر اخبارات یا رسائل کو دیا انہوں نے نہیں چھاپا۔ سب کی یہی فرمائش ہوتی تھی کہ مرینہ خان، شہناز شیخ یا انیتا ایوب کا انٹرویو لاؤ۔ انہی دنوں میرے دوست شارق نقوی کی بچوں کی ایک سیریل پی ٹی وی کراچی سے چلنا شروع ہوئی۔ شارق نے اپنی سیریل کی ہیروئن سائرہ اسلم سے ملوایا جو کئی ٹی وی اشتہارات میں کام کرنے کے بعد پہلی بار ٹی وی ڈرامے میں کاسٹ ہوئی تھی۔

ebooks.i360.pk

میں نے سائرہ اسلم سے کہا کہ اگر وہ میرے ایک سوال کا جواب میری فرمائش کے مطابق دے دے و میں اسے روپ میگزین کے ٹائٹل پر چھپوادوں گا۔ وہ بہادر لڑکی تھی۔ اس نے سوال اور اس کا جواب سنا اور حامی بھرلی۔ روپ کی مدیرہ سلطانہ مہر بھی ایک مقبول سینیئر صحافی تھیں۔ انہیں تھوڑا سا منانا پڑا اور وہ راضی ہوگئیں۔ سائرہ اسلم کے انٹرویو کی سرخی تھی ''ضیاء الحق میری آئیڈیل شخصیت ہیں اور وہ اکثر میرے خوابوں میں آتے ہیں''۔ تفصیلات میں کیا جانا پتہ نہیں انفارمیشن ڈیپارٹمنٹ کے مخبروں کے ذریعے یہ سرخی جی ایچ کیو تک پہنچی یا نہیں مگر کراچی تا لاہور میگزین نکالنے والوں تک شور ضرور مچ گیا۔ انٹرویو بھی کاپی ہوا اور شوبز کی خبروں میں بھی اس کا چرچا رہا یہاں تک کہ ''اخبار جہاں'' میں بھی اس کی خبر بنا کر لگائی گئی۔ میرا ضمیر فخر سے چوڑا ہوگیا کہ ایک نووارد صحافی ہونے کے باوجود میں نے مارشل لاء کی قومی ذلت پر اپنا حق صحافت ادا کردیا۔

آج جب میں چوبیس سالہ رانا تنویر عالمگیر کی کتاب ''اسلام کو مولوی سے بچاؤ'' پڑھی تو اپنے اسی ذہن کو دوسو گنا زیادہ توانائی کے ساتھ روشنی کی سمت سفر کرتے دیکھا۔ میری جوانی میں صرف ایک مولوی ضیاء تھا مگر آج اسی کی کوکھ سے نکلے لاکھوں مولوی گلی گلی اپنی مذہبی دکان میں بیٹھے اسلام بیچ رہے ہیں۔ جبر کی سطح ہتھیاروں اور کارندوں کے سہارے انسانی خون کا سیلاب پیدا کررہی ہے مجھے رانا تنویر کی سوچ اس لئے مثبت لگی کہ وہ سچے اور اصلی اسلام کا حامی ہے مگر آج جن ہاتھوں میں اسلام کھیل رہا ہے اور جو لوگ اسلام سے اپنے کاروبار کو چمکا رہے اور اسلام کو دہشت گردی کا سمبل بنا کر پیش کر رہے ہیں وہ ان کا اصلی چہرہ دنیا کے سامنے پیش کر رہا ہے۔ اس نے صاف لکھا ہے کہ جینیوئن عالمِ دین اس کیلئے قابل احترام ہیں مگر جعلی نام نہاد مولوی جنہوں نے اسلام کا چہرہ مسخ کردیا ہے ان کے کاروبار کو ختم ہونا چاہیے اور عام مسلمان کو ان کے شر سے بچنا چاہیے۔

میں سمجھتا ہوں اس کتاب میں جو کچھ لکھا گیا ہے وہ آج پاکستان کا عام مسلمان کچھ کچھ ضرور سمجھ رہا ہے مگر مولوی کے آگے ان کے دماغ اور زبان کی بولتی بند ہے۔ رانا تنویر نے اسی احساس اور سوالات کو زبان دی ہے۔ چوبیس سال کا ایک نوجوان جس کے یہ کیریئر بنانے، عشق کرنے، شادی کرنے اور بچے پیدا کرکے ہنسی خوشی مولوی اور سسٹم کے ساتھ زندگی گذارنے کے دن ہیں وہ اس نے ایک کتاب لکھنے پر صرف کردیئے اور کتاب بھی ایسی جو رہنمائی کرسکے، سوچ اور تحریک پیدا کرسکے اور مولوی مافیا کی جانب انگلی اٹھا کر کہہ سکے کہ سدھر جاؤ، بہت ہو چکا ہم تمہیں پہچان چکے ہیں۔

کتاب میں اختصار کے ساتھ کاروبار مذہب کے تقریباً تمام پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ ملاازم کی بنیاد اور معاشرے میں مولوی کا کردار، لوگوں کو اسلام سے متنفر کرنے میں مولوی کا ہاتھ، خدمتِ خلق اور خدمتِ مولوی کا فرق، پاکستان میں جعلی مولویوں کے پنپنے کی وجوہات، فتوے بازی کے معاشرتی اثرات، فرنگیوں نے کس طرح مولویوں کو استعمال کیا اور مولوی نے ان سے کونسے فوائد کن بیش قیمت اصولوں کو بیچ کر حاصل کئے، مدارس کا کردار، جعلی مولویوں کے بارے میں خود اسلام کیا کہتا اور ان کی کونسی نشانیاں بتاتا ہے، مولوی سائنس سے کیوں بدکتا ہے، مولوی کی اپنی ایجادات کیا ہیں، اصلی عالم دین کہاں روپوش ہیں اور کیوں؟ اور یہ بھی کہ ملاازم سے پاکستانیوں کو کیسے نجات مل سکتی ہے؟

ebooks.i360.pk

کتاب کے دو دلچسپ باب وہ ہیں جہاں رانا تنویر نے کمالِ لطافت سے مولویوں کی جدید ایجادات کا تذکرہ کیا ہے وہیں نہایت سنجیدہ انداز میں ان سے کچھ اہم سوالات کئے ہیں مجھے نہیں معلوم کہ اس طرز کی کوئی کتاب پچھلے چند سالوں میں پاکستان میں اردو زبان میں چھپی ہے یا نہیں مگر اتنا ضرور جانتا ہوں جیسا کہ رانا تنویر عالمگیر نے مجھے تحریر طور پر بتایا ہے کہ وہ صرف چوبیس سال کے ہیں تو اس عمر کے آج کے پاکستانی نوجوانوں کے مشاغل کے حوالے سے ان کی یہ کتاب ایک بڑا کارنامہ ہے۔ آندھی اور طوفان کے مخالف سمت میں چلنا آسان کام نہیں۔ ضمیر فروشی اور ٹکے ٹکے میں قلم بیچنے والوں کے عہد میں ایک نوجوان کی یہ قلمی کاوش قابل قدر ہے۔ یہ کتاب پاکستان کی ایک حاضر طاقت ور مافیا کو چیلنج دیتی محسوس ہوتی ہے مگر یہی چیلنج ہماری قوم کی تقدیر بدل سکتی ہے اور اسے دنیا کی ترقی یافتہ قوموں کی صف میں جگہ دلوا سکتی ہے۔ ہم اپنے کرتوتوں کی وجہ سے آج دیوار سے لگے ہوئے ہیں۔ اگر رانا تنویر جیسے بیٹے پیدا ہوتے رہے تو ہمیں مایوس ہونے کی ضرورت نہیں۔ اگرچہ یہ مکمل علاج نہیں مگر مرض کو پہچان کر اس عارضے سے چھٹکارے کی جانب پہلا قدم ہے۔ اس کتاب کا انگریزی ترجمہ بھی ہو جائے تو یہ سونے پر سہاگہ والی بات ہوگی۔

مرزا یاسین بیگ

مسی ساگا، کینیڈا

چوبیس فروری، دو ہزار سولہ

☆☆☆☆

ebooks.i360.pk

حرفِ آغاز

اسلام ایک آفاقی دین ہے اور اس کی تعلیمات تمام انسانیت کیلئے امن کا پیغام ہے۔ایک عہد تک مسلمان اپنے علم وعمل کی وجہ سے دنیائے عالم پر چھائے رہے اور مسلم علماء پر دنیا فخر کرتی رہی۔اغیار کی سازش اور اپنی کوتاہیوں نے رفتہ رفتہ ہمیں اپنے مقام سے گرادیا اور آج ہم بحیثیت قوم خستہ حالی کا شکار ہیں۔پوری دنیا میں کوئی ایک بھی مسلم ملک ایسا نہیں جس پر ہم فخر کرسکیں۔تاریخ گواہ ہے کہ مسلمانوں کا عروج علمائے کرام کے دم سے تھا اور معذرت کے ساتھ زوال کی وجہ بھی انہی میں سے اکثر ہیں۔دیگر بیشمار وجوہات کے ساتھ ساتھ بنیادی وجہ علماء کا نہ ہونا یا غفلت کا شکار ہونا ہے۔

میں اپنے تلخ لہجے پر پیشگی معذرت خواہ ہوں مگر اس وقت جو درد کی کیفیت ہے، الفاظ میں بتانے سے قاصر ہوں۔

میں کوشش کروں گا کہ انتہائی عام فہم انداز میں اختصار کے ساتھ غیر متنازعہ گفتگو کروں اور مولویت کی تاریخ کے چکر میں نہ پڑوں، میں فقط وہ باتیں عرض کروں گا جو آج ہر شخص کو نظر تو آرہی ہیں مگر پھر بھی اکثر دیکھنے سے قاصر ہیں۔

میرا مقصد عالم دین کے مقام وعظمت کو بحال کروانا ہے اور پیشہ ور مولوی حضرات جو اس قوم اور اسلام پر مسلط ہیں، سے قوم کو نجات دلوانا ہے۔میں چاہتا ہوں کہ علماء کرام اس قوم کی امامت اور رہبری کا حق اُس انداز میں ادا کریں جیسا کہ اسلاف نے حق ادا کیا۔

ایک بات واضح کردوں کہ موجودہ حالات میں، میں عالم دین اور مولوی کو الگ الگ دیکھتا ہوں، عالم دین ہر اعتبار سے قابلِ احترام ہیں مگر مولوی صاحب جنہوں نے مذہب کو بطور پیشہ اختیار کیا ہوا ہے اور اسلام کو نقصان پہنچا رہے ہیں، کو اسلام سے الگ ہونا چاہیے۔

میرا مقصد کسی بھی عالمِ دین، مولوی صاحب، مسلک یا تنظیم پر کیچڑ اچھالنا ہرگز نہیں ہے۔میں فقط مُلّا ازم کے سسٹم پر بات کرنا چاہتا ہوں جس نے اسلام کا بیڑہ غرق کردیا ہے۔

ذاتی طور پر میں ہر عالم دین، مولوی صاحب، مسلک اور تنظیم کی قدر کرتا ہوں اور احترام کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔

خاص طور پر میرا مقصد نوجوان نسل جو مُلّا ازم کو ہی اسلام سمجھتی ہے اور مُلّا ازم میں پائی جانے والی خرابیوں کی وجہ سے اسلام سے باغی ہوتی نظر آرہی ہے، کو حقائق دِکھانا ہے تاکہ مُلّا ازم اور اسلام کے درمیان فرق واضح ہوسکے اور نوجوان نسل کو لادینیت کی طرف مائل ہونے سے روکا جاسکے۔

دہشتگرد میرے نزدیک خارج از اسلام ہیں اس لیے میں اُن پر گفتگو نہیں کروں گا کیونکہ اس پر پوری قوم متفق ہے حالانکہ کچھ نام نہاد مولوی اُن کے ہمدرد و حامی ہیں مگر میرے نزدیک وہ بھی روزِ حساب دہشتگردوں کے ساتھ ہونگے۔

میں اُمید کرتا ہوں کہ وہ علمائے کرام جو اُمت کیلئے درد رکھتے ہیں اور اِن حالات سے بے زار ہیں مگر فتنہ کے خوف سے خاموش ہیں، سسٹم کو ٹھیک کرنے میں میرے ہم آواز ہوں گے۔

رانا تنویر عالمگیر

ebooks.i360.pk

اسلام......دینِ حق

اس میں کوئی شک نہیں کہ اسلام ہی وہ واحد اور کامل دین ہے جو آج بھی اُسی طرح قابلِ عمل ہے جس طرح 1400 سال پہلے تھا۔ یہ وہ واحد دین ہے جو انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں کا نہ صرف احاطہ کرتا ہے بلکہ مکمل رہنمائی بھی فراہم کرتا ہے۔ اسلام نے پہلی وحی کے دن سے ہی انسان کو آفاق وانفس کی گہرائیوں میں غوطہ زن ہونے کا حکم دیا۔ یہ اسلام کی تعلیمات کا ہی اثر تھا کہ دنیا کی جاہل ترین قوم اسلام کی تعمیل کے بعد محض ایک ہی صدی کے اندر دنیا بھر کی قوموں پر غلبہ حاصل کرنے میں کامیاب ہوگئی اور اس نے دنیا کو یونانی فلسفے کی لاحاصل موشگافیوں سے آزاد کرتے ہوئے فکری علوم کو تجربے کی بنیاد عطا کی۔

حقیقی اسلام وہ نہیں جو آج نظر آرہا ہے بلکہ حقیقی اسلام وہ ہے جس نے دنیا کی تمام ترقی یافتہ تہذیبوں کو بنیاد فراہم کی، جس نے جدید سائنس اور ٹیکنالوجی کو بنیاد فراہم کی اور جس کی مرہونِ منت دنیا بھر میں ہونے والی ایجادات ہیں۔

مذہب یعنی نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ کُل اسلام نہیں بلکہ اسلام کا حصہ ہیں۔ مذہب پر عمل پیرا ہوئے بغیر زندگی بے مقصد رہ جاتی ہے مگر فقط مذہب کو ہی اسلام سمجھ لینا بھی اسلام اور اسلامی تعلیمات سے ناواقفیت ہے۔

اسلام دین فروشی کے سخت خلاف ہے اور قرآن پاک میں یہودیوں اور عیسائیوں کے علماء کی ایک بری عادت یہ بھی بیان ہوئی ہے کہ وہ اللہ کی آیات کو فروخت کرتے تھے، قیمت لے کر اُن کے معنی ومطالب بدل دیتے تھے، مرضی کی تاویلات کرتے تھے یا سرے سے آیات ہی بدل دیتے تھے۔

اسلام فرقہ واریت کے سخت خلاف ہے اور قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے فرقہ واریت میں پڑنے سے سختی سے منع فرمایا ہے اور حکم دیا ہے کہ "تفرقہ مت پھیلاؤ اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھو" حدیث رسول ﷺ میں بھی فرقہ واریت سے اجتناب کا حکم سختی سے آیا ہے۔

اسلام دہشت گردی اور انتہا پسندی کے سخت خلاف ہے حالتِ جنگ میں بھی عورتوں، بچوں اور وہ لوگ جو اپنی حفاظت کے قابل نہ ہوں اور وہ جو جنگ نہ کرنا چاہتے ہوں، کو قتل کرنے سے سختی سے منع کیا گیا ہے۔ دوسرے مذاہب کی عبادت گاہوں کا احترام کرنے اور انہیں مسمار نہ کرنے کا حکم دیا ہے۔ خودکشی حرام ہے تو خودکش حملہ کیسے جائز ہوسکتا ہے؟ وہ دین جس نے ایک بے گناہ انسان کے قتل کو پوری انسانیت کا قتل قرار دیا ہو، اُس میں فرقہ واریت کے نام پر قتل کرنے کی اجازت کیسے ہوسکتی ہے؟

اسلام میں کسی جانور کو بھی اذیت دے کر مارنے کا حکم نہیں تو وہ انسانوں پر ظلم کا حامی کیسے ہوسکتا ہے؟

اسلام دہشت گردی، انتہا پسندی، ظلم و بربریت اور فرقہ واریت کے سخت خلاف ہے اور اسلام پر اس کی روح کے مطابق عمل پیرا ہونے میں ہی نجات ہے اور دنیا وآخرت کی کامیابی ہے۔

ebooks.i360.pk

مولویت............ایک پیشہ

مولانا کا مطلب ہوتا ہے ''میرے آقا''، ''میرے مددگار'' اور مولوی اُردو میں انہی معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ صدیوں تک مُلّا کا لفظ عابد وزاہد اور عالم کے لیے استعمال ہوتا رہا لیکن پھر آہستہ آہستہ علم جامد ہو گیا، الفاظ کے خول رہ گئے جن میں سے معانی نکل گئے اور روایات کی ہڈیاں رہ گئیں۔ جن لوگوں سے توقع تھی کہ وہ دین و دانش کے علمبردار ہوں گے، وہ بے روح مذہبیت کے اجارہ دار بن گئے، فقط جبّہ وعمامہ وریشِ دراز دین داری کی علامت رہ گئے، علوم وفنون کی ترقی سے کوئی واسطہ نہ رہا، یہ لوگ زندگی کے حقائق سے بے تعلق اور بے گانہ ہو گئے اور اسلام کو یرغمال بنالیا۔

مولویوں کی کئی اقسام ہیں، جہادی مولوی، سیاسی مولوی، مسلکی مولوی۔ حقیقتاً جہادی اور سیاسی مولوی بھی مسلکی ہی ہوتے ہیں۔ پھر آگے مسلکی مولویوں کی کئی اقسام ہیں۔ ایک وہ مولوی صاحب ہیں جو نماز پڑھاتے ہیں، نکاح وجنازہ وغیرہ پڑھاتے ہیں۔ یہ عام طور پر اپنے کام سے کام رکھتے ہیں۔ ان میں سے زیادہ تر فقط قرآن پاک حفظ کیے ہوتے ہیں اور درسِ نظامی وغیرہ بہت کم مکمل کیے ہوتے ہیں۔ دوسرے مولوی صاحب وہ ہیں جنھیں خطیب کہا جاتا ہے۔ یہ بھی کسی نہ کسی مسجد کے مستقل خطیب ہوتے ہیں۔ اس کے لئے علاوہ مناسب معاوضہ کے تحت جہاں بھی موقع ملتا ہے وہاں خطابت کے فرائض سرانجام دے آتے ہیں مثلاً مسلکی حساب سے میلاد، سیرت النبی ﷺ کانفرس یا حضرت علیؑ کی یاد کی محفل وغیرہ...... یہ لوگ اپنے مسلک کی اُن باتوں میں ایکسپرٹ ہوتے ہیں جن کے ذریعے دوسرے مسلک سے اپنی قوم کو متنفر کیا جاتا ہے اور یہ سارا زور اپنی قوم کو انہی باتوں میں ایکسپرٹ بنانے میں لگاتے ہیں۔ مولویوں کی یہ قسم عوام میں سب سے زیادہ مقبول ہے۔

مسلکی مولویوں کی ایک قسم وہ ہے جو مدارس میں پڑھانے کا فریضہ سرانجام دیتے ہیں۔ یہ مولوی صاحبان مدارس کے نصاب میں ایکسپرٹ ہوتے ہیں مگر اُس کے ساتھ ساتھ مسلک میں بھی۔

آج مولوی صاحب جن کے پاس امام کا عہدہ ہے، یہ عہدہ مولوی صاحب کو علم وتقویٰ یا مجاہدہ وغیرہ کی بنیاد پر نہیں ملا بلکہ گاؤں دیہات اور شہروں کے عام لوگ جن میں پڑھے لکھے بھی ہیں اور ان پڑھ جاہل بھی، کی طرف سے عطا کیا ہوا ہے۔ مولوی صاحب کو امامت کا عہدہ عطا کرنے سے پہلے مولوی صاحب کی تقریر سنی جاتی ہے، اگر تقریر پسند آجائے تو مولوی صاحب کو امامت کا عہدہ عطا کر دیا جاتا ہے۔ اکثر لوگوں کی چوائس خوبصورت آواز، ترنم اور قصے کہانیاں ہوتی ہیں، جس مولوی صاحب میں یہ خوبیاں پائی جاتی ہوں وہ امام بن جاتا ہے۔ اس کے بعد مولوی صاحب کو لوگوں کے مزاج کا خیال رکھنا پڑتا ہے جیسے مزاج کے لوگ ہوں اُنہیں ویسی ہی تقریر سنانی پڑتی ہے کیونکہ ناراضگی کی صورت میں عہدے سے معطل کیے جانے کا اندیشہ ہوتا ہے اور یہی مُلّا ازم کی بنیاد ہے۔ اب وہ شخص جسے ہر وقت ملازمت سے فارغ کیے جانے کا خطرہ ہو وہ کیا حق بیان کرے گا؟ چھوٹے چھوٹے مسائل پر مولوی صاحب کی چھٹی کروادی جاتی ہے تو کیا یہ لفظ اِمام کی توہین نہیں ہے؟ اگر ممکن ہو تو علماء کی مشاورت اور تجویز سے اس عہدے کا نام بدل کر جو مناسب ہو وہ رکھ لیں۔

ebooks.i360.pk

مولوی کے اسلام میں ہر مسلک کے لوگ خود کو حق پرست اور باقی تمام مسالک کے لوگوں کو گمراہ، بے دین، مشرک، بدعتی اور گستاخ سمجھتے ہیں۔ ہر مسلک کے اندر بھی الگ الگ کافی فرقے بن چکے ہیں جو اپنے ہی مسلک کے اندر اپنی علیحدہ شناخت کے لئے جہد و جہد کر رہے ہیں اور اپنے ہی لوگوں سے باغی ہیں۔

یہ مولوی صاحبان اپنے فرقے کو صحیح اور مقبول ثابت کرنے کیلیئے جس حدیثِ رسول ﷺ سے استدلال کرتے ہیں اُس میں 73 فرقوں کا ذکر ہے مگر آج تو ان کی تعداد سینکڑوں سے تجاوز کر چکی ہے۔ اصل میں مسلک دو ہی ہیں، مکتب امامت اور مکتب خلافت، مکتب خلافت کے تین بڑے گروہ ہیں۔ بریلوی، دیوبندی اور اہلحدیث۔ مکتب امامت والوں کو اہل تشیع کہا جاتا ہے۔ ایک اعتبار سے صرف دو مسلک ہیں یا چار ہیں اور دوسرے اعتبار سے ان کی تعداد سینکڑوں سے بھی تجاوز کر چکی ہے۔ 73 پورے کیسے ہوتے ہیں اس کا جواب مولوی صاحب ہی دے سکتے ہیں۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ ہم سچا ھادی اور رسول تو نبی کریم ﷺ کو مانتے ہیں مگر بات صرف اپنے فرقے کے مولوی غلام رسول کی...... عقل والوں کیلیئے سوچنے کا مقام ہے۔

مولوی کا اسلام چونکہ ایک پیشہ ہے اس لیے اس میں ہر تہوار، ہر عبادت اور ہر تقریب کا ریٹ مقرر ہے مثلاً نکاح، میلاد، سیرت النبی کانفرنس، نماز، تراویح، عید، جمعہ، جنازہ، رسمِ سوئم، دسواں، چالیسواں اور فتویٰ وغیرہ کا ہر جگہ اپنا اپنا ریٹ ہے، نذر و نیاز اس کے علاوہ ہے۔

جہاں تک وعظ کا تعلق ہے تو وہ صرف اُن موضوعات پر مبنی ہوتا ہے جن سے یا تو چندہ اکٹھا کرنا مقصود ہوتا ہے اور لوگوں کو ڈرا ڈرا کر چندہ اکٹھا کیا جاتا ہے یا پھر دوسری قسم کا وعظ لوگوں کو باقی فرقوں سے متنفر کرنے، اُن سے لڑوانے بھڑوانے اور کافر، مشرک اور بدعتی ثابت کرنے پر مبنی ہوتا ہے۔ وعظ کی ایک قسم نبی کریم ﷺ کی محبت پر مبنی نعت و واقعات پر بھی مشتمل ہوتی ہے مگر مقصد اُس کا بھی شکم ہی ہوتا ہے۔

نبی کریم ﷺ کے دورِ مبارک سے لے کر 400ھ تک عالمِ اسلام میں ایسے ایسے عالم پیدا ہوئے جنہوں نے پوری دنیا میں اپنا سکہ جمائے رکھا اور ہزار ہا موضوعات پر ہزاروں کتابیں تصنیف کیں۔ قرونِ وسطیٰ میں مسلمان سائنسدانوں نے جن سائنسی علوم کی فصل بوئی تھی، آج وہ پک کر جوان ہو چکی ہے اور موجودہ دور اُسی فصل کو کاشت کرتے ہوئے اس سے گونا گوں فوائد حاصل کر رہا ہے۔ مسلمان جب تک علمی روش پر قائم رہے، سارے زمانے کے امام رہے اور جونہی علم سے غفلت برتی، مولویوں کے ہتھے چڑھے، ''ثریا سے زمیں پر آسماں نے ہم کو دے مارا''

اور آج حالت یہ ہے کہ ہمارے اسلاف کا علمی ورثہ اپنے اندر ہونے والے بے شمار اضافہ جات کے ساتھ اغیار کا اوڑھنا بچھونا ہے اور ہم مولوی کے پیچھے لگ کر اُن کے پیچھے علمی و ثقافتی اور سیاسی و معاشی میدانوں میں دَر دَر کی بھیک مانگتے نظر آتے ہیں۔

مولوی نے مسلمانوں سے اسلام کو چھین لیا اور مذہب کو ہی اسلام بنا کر تھما دیا اور مذہب بھی اپنی ذاتی محنت و کاوش سے تخلیق کردہ، جیسا کہ اقبالؒ فرماتے ہیں

مگر وہ علم کے موتی، کتابیں اپنے آباء کی

ebooks.i360.pk

جو دیکھیں اُن کو یورپ میں تو دل ہوتا ہے سیپارہ

ایک سائنس دان، مفکر یا محقق اپنی تمام زندگی مطالعہ، مشاہدہ اور تجربات میں گزار دیتا ہے اور اس دوران ہزاروں کتابیں پڑھتا ہے، اس کے باوجود وہ یہی کہتا ہے کہ مجھے اور جاننا ہے، مجھے مزید سیکھنا ہے، مجھے بہتر کچھ پڑھنا ہے اس لیے کہ میں ابھی بھی کچھ نہیں جانتا۔ مرتے دم تک ایسے لوگوں کی یہی سوچ ہوتی ہے اور وہ زندگی کے آخری لمحے پر بھی تشنہ کام رہتے ہیں اور جاننے، سیکھنے کی طلب اور حاصل کرنے کی جستجو اسی طرح قائم رہتی ہے جس طرح پہلے دن تھی جبکہ دوسری طرف اگر ہم مُلّا ازم کے کلچر پر نظر دوڑائیں تو اکثر مولوی صاحبان چند مخصوص کتابوں کا ہی مطالعہ کرتے ہیں لیکن خود کو علامہ، مولانا اور بے شمار دیگر القابات کا مستحق سمجھنے لگتے ہیں اور کہلواتے ہیں۔ مولانا کا مطلب ہے ''ہمارے آقا'' یعنی وہ چند مخصوص کتابیں پڑھ کر دوسروں کو اپنا غلام بنا لیتے ہیں۔ اس گروہ نے نہایت چالاکی کے ساتھ خود کو ایک اعلیٰ وارفع ہستی سے جوڑ لیا ہے اور سوچنے کی بات یہ ہے کہ جو لوگ اس طرح کے لوگوں کی پیروی کر رہے ہیں، ان کی ذہنی سطح کا عالم کیا ہوگا؟

آپ مُلّا ازم کو مشہور چائینیز کہاوت کنویں کے ''مینڈک اور کچھوے'' پر بھی پرکھ سکتے ہیں جس میں کچھوا مینڈک کو کنویں کی کائی زدہ اندھیری دنیا کے مقابلے میں تاحدِ نظر پھیلے ہوئے سمندر کی کہانی سناتا ہے جس کے پانی کو نہ کائی لگتی ہے نہ وہاں اندھیرا ہوتا ہے اور نہ کسی قحط کے سلسلے میں کنوئیں کی طرح سوکھتا ہے لیکن مینڈک اکڑتے ہوئے کچھوے کو کہتا ہے کہ تم کیا جانو کنویں کی دنیا کا کیا جادو ہے۔ اندر آؤ گے تو باہر جانے کا نام ہی نہ لوگے اور یہ حقیقت ہے کہ جو ایک بار مولوی کو پھنس گیا، اس کا مولوی کے چنگل سے نکلنا تقریباً ناممکن ہی ہو جاتا ہے۔ وہ ایک جیب میں جنت لے کر گھومتا ہے اور دوسری میں دوزخ، ایک طرف مومن ہونے کی سند عطا کرتا ہے اور دوسری طرف کافر ڈیکلیئر کرتا ہے۔

کچھوا بیچارہ اندر جانے کی کوشش کرتا ہے لیکن اپنے سخت خول کی وجہ سے نہیں جا پاتا جبکہ مینڈک پھدکتے ہوئے کنوئیں کی کائی میں دوبارہ گم ہو جاتا ہے اور وہیں باقی زندگی بسر کرتا ہے۔ کہانی کا مورل یہ ہے کہ دنیا کی کوئی طاقت ترقی کی راہ پر آپ کو نہیں لا سکتی جب تک آپ خود کو بدلنے کی کوشش نہ کریں اور اس کے لیے آپ کو کنویں سے نکل کر سمندر کی گہرائیوں میں غوطہ زن ہونا پڑے گا لیکن کنویں کے مینڈکوں کی اپنی ہی دنیا ہوتی ہے، باہر بارش ہو، برف ہو، دن ہو، رات ہو، سمندر ہوں، پہاڑ ہوں، مینڈکوں کو اس سے کوئی سروکار نہیں ہوتا، ان کی پوری زندگی کنوئیں کی کائی زدہ اندھیری دیواروں کے اندر ہی گزر جاتی ہے۔

اکثر مولوی صاحبان جن مدارس سے تعلیم حاصل کرتے ہیں، اُنہیں میں بطور معلم و منتظم خدمات سرانجام دینا شروع کر دیتے ہیں اور ان کے بارے میں یہ دعویٰ بھی سننے کو ملتا ہے کہ ان مدارس میں دینی تعلیم کے ساتھ سائنسی تعلیم ریاضی، طبعیات اور کمپیوٹر کے مضامین بھی پڑھائے جاتے ہیں۔ اگر ایسا ہی ہے تو ٹی وی، اخبارات وغیرہ میں ایسا مولوی نظر کیوں نہیں آتا جسے ہم فخر سے عالم کہہ سکیں، جو نوجوان ذہن کو جدید سائنس کے نتیجے میں پیدا ہونے والے سوالات کا شافی جواب دے سکے۔ مغرب نے جو ترقی کی ہے وہ وظیفے پڑھ کر نہیں، سائنس دانوں کے وظیفے لگا کر طے کی ہے۔ کاش ہمارے مدارس بھی ایسے مولوی پیدا کرنے شروع کر دیں جو علم کے زور پر لوگوں کو مسلمان

ebooks.i360.pk

کریں نہ کہ مسلک کو بنیاد بنا کر کافر قرار دیں۔

قرآن پاک میں اللہ پاک نے پہلی قوموں کے زوال اور گمراہی کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ ان کے مولویوں نے اللہ کے احکامات صاف صاف لوگوں تک نہیں پہنچائے۔قرآن پاک میں ارشاد ہے:

''ترجمہ: ''اور جب اللہ نے ان لوگوں سے پختہ عہد لیا جنہیں کتاب عطا کی گئی تھی کہ تم ضرور اُسے لوگوں سے صاف صاف بیان کرو گے اور (جو کچھ اس میں بیان ہوا ہے) اُسے نہیں چھپاؤ گے تو انہوں نے اس عہد کو پسِ پشت ڈال دیا اور اس کے بدلے تھوڑی سی قیمت وصول کر لی، سو یہ ان کی بہت ہی بری خریداری ہے (آلِ عمران ۱۸۷)

یہود و نصاریٰ کے عالموں کے متعلق قرآن کریم کا واضح ارشاد اس بات کی دلیل ہے کہ دین کے عوض قیمت وصول کرنا انتہائی گھٹیا فعل اور نقصان دہ سودا ہے۔ ہمارے مولوی صاحبان کو ہوش کے ناخن لینے چاہئیں جو دوسروں کو تو عذابِ الٰہی سے ڈرا ڈرا کر چندہ وصول کرتے ہیں مگر خود یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ کچھ نہیں ہوگا۔آج دین فروشی اپنے عروج پر ہے۔آج مولوی نے ہر مذہبی رسم وعبادت کی قیمت مقرر کر رکھی ہے۔نماز سے لے کر جنازہ تک، عید سے فاتحہ خوانی اور نکاح تک ہر رسم اور عبادت پر فیس ادا کرنا پڑتی ہے۔ مذہبی کانفرنس یا میلا سیرت النبی کانفرنس وغیرہ کیلئے وقت اور ریٹ مقرر ہیں اور لوگوں کو دین بھی وہ سکھایا جاتا ہے کہ بات واضح نہ ہو پائے اور لوگ آپس میں لڑتے رہیں تا کہ دوبارہ انہیں بلایا جائے اور وہ دوبارہ اپنی فیس میں اضافے کے ساتھ تقریر فرمانے آئیں، کتابیں بکتی رہیں اور چندہ ملتا رہے۔

میں مولوی صاحبان سے پوچھتا ہوں کہ قرآن کریم میں جو یہود و نصاریٰ سے متعلق بار بار ارشاد ہوا ہے کہ ''انہوں نے تھوڑی سی قیمت کے عوض اللہ کی آیتوں کو بیچا'' کیا مراد ہے؟ کیا ہمارے مولوی قرآن کی آیتوں کو نہیں بیچ رہے؟ کیا مولوی قرآن کی آیت مکمل اور صحیح ہم تک پہنچا رہے ہیں؟ قرآن میں جو اللہ پاک فرماتا ہے کہ ''تفرقہ میں مت پڑو اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو'' کیا مولوی صاحب نے یہ آیت نہیں پڑھی؟ اگر پڑھی ہے تو کیوں اس کا پرچار نہیں کرتے؟ کیوں تفرقہ پھیلاتے ہیں؟ کیوں لوگوں کو آپس میں لڑواتے ہیں؟

ایسے مسلمان کس طرح دنیا کو امن کا گہوارہ بنائیں گے جو روزانہ چھوٹی چھوٹی باتوں اور فروعی اختلاف پر ایک دوسرے کو قتل کر رہے ہوں؟ ایسی ہی لادینی مذہبیت کے لیے حالی نے کہا تھا۔

فساد مذہب نے جو ہیں ڈالے، نہیں وہ تا حشر مٹنے والے
یہ جنگ وہ ہے جو صلح میں بھی یونہی ٹھنی کی ٹھنی رہے گی

مولوی شریعت میں بھی فقط ان باتوں کی ظاہری پابندی کرتے نظر آتے ہیں جس میں ان کے کسی مادی نقصان کا اندیشہ نہ ہو اور اگر نقصان کا خطرہ ہو تو وہ ان احکامات کو نظر انداز کر دیتا ہے یا حسبِ منشا تاویل کر لیتا ہے۔

حدیث ہو، تفسیر ہو یا فقہ، قدیم تحقیقات میں بھی وہ چیزیں لی جاتی ہیں جو جامد ہیں، انسان کی معلومات میں جو اضافہ ہوا ہے یا جو بدلے ہوئے حالات کا تقاضا ہے، اس کی روشنی میں کسی بات پر نظرِ ثانی کرنا حرام ہے جبکہ قرآن کی تعلیم ایک زمانے یا قوم کیلئے نہیں ہے، ہر

ebooks.i360.pk

زمانہ جب اس میں غوطہ لگائے گا تو اس کو نئے آبدار موتی ملیں گے۔

مولانا رومؒ فرما گئے ہیں: ''مُلّا اور فقیہہ ہڈیوں پر لڑتے ہیں'' اور اقبال کے خیال میں یہ اُن ہڈیوں پر لڑتے ہیں جو نچوڑی ہوئی ہیں۔ دنیا جن چیزوں کو صدیوں پیچھے چھوڑ گئی ہے مولوی کی تعلیم میں ابھی تک وہ جوں کی توں ہیں۔ تعلیم کے اعتبار سے مولوی چودھویں صدی ہجری میں نہیں چوتھی صدی میں رہتا ہے اور کولہو کے بیل کی طرح اس کی گردش کوئی فاصلہ طے نہیں کرتی اور وہ ایک قدم کسی صورت میں آگے نہیں بڑھتا۔ جب دین کا یہ کام رہ جائے کہ ہر فروعی عقیدے کو معیار کفر و ایمان بنا کر لوگوں کو اسلام سے خارج کرنا ہے اور لڑوانا ہے تو دین کی اس سے بہتر حالت اور کیا ہوگی جو آج ہے۔ مولوی کے دل میں انسانوں کی پستی اور ذلت کا حقیقت میں کوئی غم نہیں کیونکہ غمِ دین تو غمِ عشق ہوتا ہے، غمِ روزگار نہیں......

ebooks.i360.pk

مولوی کا اسلام اور دین اسلام

مولوی کا اسلام صرف نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور کلمہ طیبہ کے رسمی طور پر ادا کر لینے کا نام ہے۔ مولوی صاحب نے ان پانچ ارکان کو پورا اسلام سمجھا کر حقیقی دینِ اسلام کو مسلمانوں کی نگاہوں سے اوجھل کر دیا ہے اور اب اکثر مسلمانوں کو دینِ اسلام کا خلاصہ یہی پانچ ارکان نظر آتے ہیں اور یہ ارکان ادا کر لینے کے بعد مطمئن ہو جاتے ہیں کہ وہ مسلمان ہیں۔ کچھ ان میں سے ایک، دو ارکان کو پورا کرتے ہیں اور کچھ فقط کلمہ شہادت پڑھ لینے کے بعد خوش ہیں کہ وہ اسلام میں داخل ہیں اور جنت کے حقدار ہیں اور دنیا کے تمام کافروں سے بہتر ہیں۔ مولوی کے اسلام کا نتیجہ یہ نکلا کہ امت کے سامنے کوئی نصب العین نہ رہا۔ مولوی کے اسلام کی برکت سے قرآنِ حکیم آنکھوں سے اوجھل ہو گیا اور مسلمانوں کی تمام عملی قوتیں بے کار ہو گئیں۔ فرنگی مولوی کے اسلام سے خوش ہے کیونکہ مولوی کی برکت سے مسلمانی اب چند پرائیویٹ باتوں تک محدود ہو کر رہ گئی ہے جو کسی کو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتی، قرآن کی جگہ مولوی نے لے لی اور مولوی نے عملاً قرآن کو مٹا دیا۔ کسی کا سر پھرا ہے جو مولوی کی روئی میں لپٹی ہوئی روحانیت سے کراہت کرے۔ کسی اوسط مسجد کے اندر چلے جائیں یا کسی اوسط مسلمان سے پوچھ لیں، اس کے پاس اسلام کے متعلق ان پانچ فعلوں کے لینے کے سوا کوئی دوسری تشریح موجود نہیں۔ اگر مولوی ان پانچ ارکان کی بھی صحیح تشریح کرتے تو ان پانچ سے بھی سب کچھ مل سکتا ہے مگر مولوی صاحب نے لوگوں کے ذہنوں میں ڈال رکھا ہے کہ بنا سوچے ان افعال کا ادا کرنا عین دین ہے اور ان کا اجر اور بدلہ صرف آخرت میں ہے، مسلمان کو گنجائش نہیں کہ ان کی حکمت کے متعلق ایک حرف زبان پر لائے۔ ان سب کی رسید ایک ساتھ یومِ آخرت کو ملے گی۔

فرنگی اسلام سے کبھی خوش تھا، نہ ہے اور نہ ہو گا اور وہ پھونکیں مار مار کر اس چراغ کو بجھانا چاہتا ہے اور مولوی صاحب کے تعاون سے وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوتا جا رہا ہے۔

مولوی کے اسلام میں ہر بندہ مسلک کا مجاہد ہوتا ہے۔ اکثر مذہبی تنظیموں کا طریقہ کار یہ ہے کہ پہلے پہل نہایت ادب اور اخلاق سے میٹھے لہجے میں کسی عام شخص کو ٹچ کیا جاتا ہے، ایک دو ملاقاتوں کے بعد اپنے اخلاق کے اثر کو کیش کروانے کیلئے اُسے اپنے مخصوص مسلک کے اجتماع وغیرہ میں شرکت کی خصوصی دعوت دی جاتی ہے اور بندہ جذبات کے ہاتھوں بلیک میل ہوتا ہوا جانے پر مجبور ہو جاتا ہے، وہاں جانے کے بعد اُسے لوگوں کی تعداد دکھائی جاتی ہے کہ دیکھو کتنے لوگ ہماری تنظیم کا حصہ ہیں جو ہماری جماعت کی حقانیت کا منہ بولتا ثبوت ہے، فلاں ڈاکٹر ہے جو روزانہ 20 ہزار کماتا ہے مگر اللہ کی رضا کیلئے سب کچھ چھوڑ چھاڑ کے آیا ہوا ہے۔ وہ دیکھو وہ انجینئر ہے، وہ مشہور کرکٹر ہے، وہ ایکٹر ہے جس نے اپنے سابقہ گناہوں سے توبہ کر لی ہے، یہ دیکھو لاکھوں کا مجمع ہے، یہاں پہ اللہ کی رحمت رہتی ہے، دیکھو انتہائی سخت گرمی کے دنوں میں موسم کتنا خوشگوار ہے یا سخت سردی کے باوجود سردی محسوس نہیں ہو رہی وغیرہ وغیرہ......

پھر اپنے مسلک کے اولیاء وعلماء کے فضائل وکمالات گنوانے شروع ہو جاتے ہیں کہ ہمارے فلاں کی یہ کرامت ہے، فلاں کی یہ کرامت ہے، الغرض واپسی تک بندے کو ہائی جیک کر لیا جاتا ہے، کوئی خوش نصیب ہی ہو گا جو بچ نکلنے میں کامیاب ہو۔ اس کے بعد سرمایہ

ebooks.i360.pk

کاری کا مرحلہ آتا ہے۔ پہلے پہل تو اُسے مسلک کا مجاہد بنانے کیلئے اپنے مسلک کے علماء کی لکھی ہوئی کتابیں گفٹ کی جاتی ہیں، پھر اس کے بعد عادی نشئی کی طرح وہ بندہ خود کتابیں اور لٹریچر خریدنے لگ جاتا ہے، اجتماعات، مذہبی کانفرنسز وغیرہ کی باقاعدگی شروع ہوجاتی ہے اور وہ دوسرے مسلک کے سپاہیوں کے ساتھ مناظرہ و مذاکرہ وغیرہ کرنے کا اہل ہوجاتا ہے، اس کے بعد محنت رنگ لاتی ہے اور وہ شخص ویسی ہی محنت دوسروں پہ کرنا شروع کردیتا ہے جیسی اس پر کی گئی تھی مسلک کا مجاہد بنانے کیلئے۔ چندہ، زکوۃ، صدقات، خیرات وغیرہ اپنی متعلقہ جماعت کے مرکز میں پہنچانا شروع کردیتا ہے اور نہ صرف اپنی طرف سے بلکہ ہمسایوں، دوستوں، رشتہ داروں اور اہلِ علاقہ سے بھی جس حد تک ممکن ہو، پوری جان ماری جاتی ہے یہ عطیات وصول کرنے کیلئے اور دین کی خدمت گزاری کیلئے تاکہ اسلام کو پھیلایا جاسکے اور دوسرے فرقوں اور مسالک کے شر سے لوگوں کو بچایا جاسکے۔ یہ ہے مولوی کا اسلام اور اس حقیقت سے معاشرے کا ہر فرد واقف ہے۔

اگر ہم دینِ اسلام کی بات کریں تو اس میں کوئی شک نہیں کہ اسلام وہ دین برحق ہے جس کی تعلیمات تمام انسانیت کے امن کا پیغام ہیں۔ یہ تمام انسانوں کی ہدایت کیلئے آیا اور اس کا مقصد فقط مسلمان کی فلاح نہیں بلکہ تمام انسانیت کی فلاح ہے۔ دین اسلام فرقہ واریت کے سخت خلاف ہے اور لوگوں کے آپس کے لڑائی جھگڑوں کو سخت ناپسند فرماتا ہے۔

مولوی کا اسلام یہ ہے کہ امیر کو جھک کر ملتا ہے، خوش ہوکر ملتا ہے جبکہ غریب آدمی سے سلام لینے کا وقت بھی نہیں ہے۔ آپ کسی بھی مذہبی کانفرنس میں چلے جائیں، وہاں کے سٹیج پر بیٹھے ہوؤں پر نظر دوڑائیں، سٹیج پر آپ کو مولوی حضرات نظر آئیں گے اور مولوی صاحبان کے ساتھ ہی بغیر داڑھی والے جاگیردار، سرمایہ دار اور چوہدری وغیرہ بھی بیٹھے ملیں گے مگر مجال ہے کہ غریب آدمی جو باشرع بھی ہو، اسے سٹیج کے پاس بھی پھٹکنے دیا جائے، کسی مخصوص جگہ کی تو میں بات نہیں کرتا مگر عام طور پر یہی صورت حال ہے، یہی حال پیرانِ عظام کا ہے، ان کے سٹیج پر بھی آپ کو بڑے بڑے نام نظر آئیں گے جن پر مختلف اقسام کی کرپشن کے الزامات ہوتے ہیں مگر چونکہ پیر صاحب کو بھاری نذرانہ بھی یہیں سے ملتا ہے اس لیے اللہ پاک اُن کے تمام گناہ پیر صاحب کے طفیل اپنی رحمت سے معاف فرمادیتا ہے اور وہ دودھ کے دُھلے ہوجاتے ہیں۔ میں کسی بھی مخصوص پیر صاحب کی بات نہیں کررہا مگر اکثر جگہوں پہ جو دیکھنے میں آیا ہے وہ عرض کی ہے، تمام مولوی صاحبان اور پیر صاحبان ایک جیسے نہیں ہیں، کافی سارے متقی اور پرہیزگار بھی ہیں مگر مجھے اُن سے بھی شکوہ ہے کہ وہ یہ سب دیکھنے کے باوجود خاموش ہیں۔

اسلام میں خوشامد کو بُرا سمجھا گیا ہے مگر مولوی کے اسلام میں مبالغہ اور خوشامد بنیادی اہمیت کے حامل ہیں۔ آپ کسی بھی میلاد، سیرت النبی کانفرنس یا کسی بھی مسلک کی مذہبی تقریب کا اشتہار پڑھ لیں۔ اُس میں آپ کو مولوی صاحبان کے ناموں کے ساتھ بڑے بڑے القابات ملیں گے اور خاص طور پر جس مولوی صاحب کا خصوصی بیان ہوتا ہے، اس کے القابات پڑھ کر لگتا ہے کہ مولوی صاحب نے دنیا کی تمام کتابوں اور علوم پر عبور حاصل کررکھا ہے مگر مولوی صاحب کا وعظ سننے کے بعد اکثر یہ محسوس ہوتا ہے کہ شاید مولوی بے چارے کو اُن القابات کے معنی بھی نہیں آتے ہوں گے، معنی کا تو کنفرم نہیں کہہ سکتا مگر القابات پہ تو شاید ایک بھی پورا نہ اترتا ہو، مذہبی پروگرامز میں سٹیج پر بیٹھے ہوئے سرمایہ داروں، جاگیرداروں اور وڈیروں کی خوشامد سے لے کر تمام مولویوں کی خوشامد لازمی جزو ہے، چوروں، لٹیروں اور

ebooks.i360.pk

وڈیروں کو مسلک کا ڈونرز ہونے کی وجہ سے فرشتہ ثابت کیا جاتا ہے اور مولوی صاحبان جو بیچارے اردو بھی ٹھیک سے نہیں بول سکتے، کو علامہ، فہامہ وغیرہ وغیرہ......

مولوی کے اسلام کا ایک اور خاصہ لوگوں کو اسلام سے خارج کرنا ہے۔ ابنِ انشاء نے کیا خوب کہا ہے کہ ہمارے بڑے کفار کو اسلام میں داخل کرتے تھے اور ہمارے چھوٹے مسلمانوں کو دائرہ اسلام سے خارج کرتے ہیں۔ یہ کفر کے فتوے سرسید احمد علی خانؒ، بابائے قوم قائداعظم محمد علی جناحؒ، بین الاقوامی شاعر مفکرِ اسلام علامہ محمد اقبالؒ پر بھی لگ چکے ہیں بلکہ قائداعظم کو خاکم بدہن کافرِ اعظم کہا گیا۔ مولوی کے اسلام کے مطابق پاکستان ایک اسلامی ملک نہیں اور یہ غلط ہے کہ پاکستان میں 99% لوگ مسلمان ہیں کیونکہ پاکستان کے چاروں بڑے مسالک بریلوی دیوبندی، اہلِ حدیث اور اہلِ تشیع کے ایک دوسرے کے خلاف کفر کے فتوے موجود ہیں۔ اگر ان مسالک کے مفتیان کرام کے فتوؤں کو تسلیم کرلیا جائے تو پاکستان کے 20 کروڑ عوام دائرہ اسلام سے خارج ہو چکے ہیں۔

دین امتیازات کے بھی سخت خلاف ہے بلکہ اسلام آیا ہی امتیازات کو ختم کرنے کے لیے ہے جبکہ مولوی کے اسلام میں آپ کو امیر، غریب، مقام و مرتبہ اور ذات پات کا فرق واضح نظر آتا ہے۔ خطبہ حجتہ الوداع کے موقع پر نبی کریمؐ نے فرمایا:

''تمام بنی نوع انسان آدمؑ کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے تخلیق کئے گئے تھے اب فضیلت و برتری کے سارے دعوے، جان و مال کے سارے مطالبے اور سارے انتقام میرے پاؤں تلے روندے جا چکے ہیں۔ اے لوگو! تم سب کا رب بھی ایک ہے اور باپ بھی ایک ہے مگر تم میں سے بزرگ و برتر وہی ہے جو پرہیزگار ہے۔ پس کسی عربی کو عجمی پر اور عجمی کو عربی پر کوئی برتری نہیں اور نہ ہی کسی کالے کو گورے پر اور گورے کو کالے پر برتری حاصل ہے۔ ساری برتریاں کردار و عمل پر مبنی ہیں''۔

مولوی کا اسلام آج تک ان امتیازات سے چھٹکارا حاصل نہ کرسکا۔

''لوگو! زیرِ دست انسانوں کا خیال رکھنا، زیردستوں کا خیال رکھنا۔ انہیں وہی کچھ کھلاؤ جو خود کھاتے ہو اور وہی پہناؤ جو خود پہنتے ہو''۔ مگر مولوی کے اسلام میں یہ مساوات آج تک دیکھنے میں نہیں آئی۔ مولوی کا اسلام صرف نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور کلمہ شہادت کے پڑھ لینے تک محدود ہے اور اس کے علاوہ باقی سب دنیاداری ہے جبکہ دینِ اسلام دنیا و آخرت دونوں پر حاوی ہے۔ فقط مذہب کو دین سمجھنا بے وقوفی ہے اور فقط دنیا کو دین سمجھنا گمراہی ہے۔ جہاں مسجد کے اندر کی زندگی دین ہے، وہیں مسجد کے باہر کی زندگی بھی عین دین ہے۔ جہاں نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ دین کا حصہ ہیں وہیں ناپ تول، لین دین، تجارت و کاروبار اور اقتصادیات و سیاسیات بھی دین کا حصہ ہیں، دین اور دنیا کو الگ الگ رکھنا اسلام کا تصور نہیں۔

حدیث پاک میں ہے کہ بعض گناہ ایسے بھی ہیں جو نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کے ذریعے بھی معاف نہیں ہوں گے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ وہ کونسے گناہ ہیں جو عبادتوں کے ذریعے بھی معاف نہیں ہونگے اور پھر وہ گناہ کیسے معاف ہونگے؟ آپؐ نے فرمایا کہ وہ گناہ رزق حلال کی راہ میں اُٹھائی جانے والی مشقت اور صعوبت و پریشانی سے معاف ہونگے۔ حدیث پاک کا مفہوم ہے۔

ترجمہ: ''رسول اللہؐ نے فرمایا گناہوں میں سے بعض ایسے گناہ ہیں جن کا کفارہ صرف طلبِ معیشت کی فکر اور جدوجہد میں کاوش ہی سے

ebooks.i360.pk

ہوسکتا ہے۔''

جبکہ مولوی کا اسلام فقط مولوی کی دنیا اور دوسروں کے ترکِ دنیا تک محدود ہے جبکہ حدیث پاکؐ کے مطابق دفتر جانا، دکان پر بیٹھنا، لین دین کرنا، اپنے فرائض منصبی ادا کرنا، کھیتوں میں جانا، ہل چلانا وغیرہ وغیرہ دنیاداری نہیں، عین دین ہے اور مولوی کی تعلیمات فقط جنت کے لالچ اور جہنم کے خوف سے ڈرا کر چندہ اکٹھا کرنے والے معاملات تک محدود ہے اور اگر کہیں مولوی صاحب یہ کہتے ہیں کہ وہ ترکِ دنیا کا درس نہیں دیتے تو وہ فقط باتوں کی حد تک ہے ورنہ عملی طور پر مولوی کی تعلیمات ترکِ دنیا ہی کا درس ہے، علامہ اقبال نے کہا ہے۔

اسی قرآں میں ہے اب ترکِ جہاں کی تعلیم
جس نے مومن کو بنایا مہ و پرویں کا امیر

مولوی کے اسلام نے تصورِ دین کو مسخ کر کے رکھ دیا ہے اور دین و عبادات کا وہی تصور اپنا لیا ہے جو ہندوؤں اور عیسائیوں کے ہاں ہے۔ مولوی نے فقط مذہبی رسومات اور پوجا پاٹ کا نام دین رکھ دیا ہے اور دیگر معاملات کو دنیا کا نام دے کر دین کے دائرے سے باہر نکال دیا ہے۔

دین اسلام کو سمجھنے کے لیے حدیث پاک ملاحظہ ہو، حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''جس نے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کیلئے گھوڑا پالا اور یہ اللہ پر ایمان رکھنے اور اپنے وعدے کو سچا کر دکھانے کی غرض سے ہو تو اس (گھوڑے) کا کھانا، پینا، لید پیشاب کرنا قیامت کے روز (ثواب کی شکل میں) اس کے میزان عمل میں ہونگے۔

یہ ہے دین کا تصور جو آقا علیہ الصلوۃ والسلام نے ہمیں دیا اور مولوی محض وعظ و نصیحت، نماز روزہ اور پوجا پاٹ کو دین قرار دینے پر تلے ہوئے ہیں۔ اسلام دین ہے محض کوئی مذہب، فلسفہ، نظریہ یا پوجا پاٹ کا نظام نہیں۔ تمام دنیاوی امور حتیٰ کہ ملازمت و تجارت سے لے کر ملک کی صدارت و وزارت تک، اگر انسان رزقِ حلال کے حصول کی نیت سے اپنا فرائض منصبی ادا کرتا ہے تو اس کا ایک ایک لمحہ عبادت ہے، یہی دینِ اسلام ہے۔

سیدنا فاروق اعظم سے تو یہاں تک منقول ہے کہ اگر کسی شخص کو فرض نماز کے بعد کثرت نوافل میں مشغول پاتے تو پکڑ کر باہر نکال دیتے اور سرزنش فرماتے ہوئے کہتے کہ جا اپنی عائلی و خانگی، سماجی و معاشرتی اور کاروبار و روزگار سے متعلق ذمہ داریاں ادا کر۔ اللہ نے تجھ پر مخلوق کے بھی کچھ حقوق عائد کیے ہیں، ان کی ادائیگی کی فکر کر۔

کتنے نادان ہیں وہ لوگ جو دنیاداری کے چکر میں پڑ کر اپنی آخرت بگاڑ لیتے ہیں اور بے وقوف ہیں وہ لوگ جو آخرت کے چکر میں دنیا نہ سنوار سکے اور آخرت سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے، حقوق العباد کو چھوڑ کر۔

ebooks.i360.pk

لوگوں کو اسلام سے متنفر کرنے میں مولوی کا ہاتھ

مولوی کے قانون کے مطابق مولوی آج منبر و محراب کے وارث ہیں اور وہ تمام ذمہ داریاں جو نبی کریم ﷺ نے اپنی حیات مبارکہ میں احسن طریقے سے نبھائیں اور آپؐ کے بعد صحابہ کرامؓ نے اُن ذمہ داریوں کو احسن طریقے سے نبھایا، آج وہی ذمہ داریاں مولوی پر بھی عائد ہوتی ہیں۔ منبر و محراب کا وارث ہونا بہت بڑا مقام ہے۔ اُس وقت صورت حال یہ تھی کہ اکثر مشرک نبی پاکؐ کا فقط چہرہ دیکھ کر مسلمان ہوگئے، بے شمار کفار نبی پاکؐ کے حسن سلوک سے متاثر ہو کر مسلمان ہوئے۔ بچہ بچہ آپ کو صادق اور امین کہہ کر پکارتا تھا۔ آپؐ کی ذات اور کردار پر کبھی کسی کو سوال اٹھانے کی جرات نہ ہوئی کیونکہ آپؐ اپنی مثال آپ تھے۔ صحابہ کرامؓ کی زندگیوں پہ اگر نظر ڈالی جائے تو ہم دیکھتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ نے ساری زندگی نبی پاکؐ کی پیروی میں گزار دی۔ ابوبکرؓ نے خلیفہ بنتے ہی حکم دیا کہ میرا جو کام نبی پاکؐ اور قرآن کے خلاف دیکھیں، مجھے فوراً روک دیں، عمر فاروقؓ کے بھی ایسے ہی الفاظ تھے اور ہم دیکھتے ہیں کہ اسلام کے بدترین دشمن بھی اُن کے اخلاق و کردار سے متاثر ہو کر جوق در جوق اسلام میں داخل ہوئے اور اسلامی سلطنت وسیع تر ہوتی گئی۔

رفتہ رفتہ دین میں خرافات شامل ہونا شروع ہوئیں، دنیا کیلئے رول ماڈل کہلانے والی اسلامی سلطنتیں زوال کا شکار ہونے لگیں اور دیکھتے ہی دیکھتے یہ حال ہوگیا کہ دنیا کا سب سے جدید اور روشن خیال دین اسلام مولوی کی کمال محنت سے فقط ایک مذہب بن کے رہ گیا اور وہ بھی فقط لڑائی جھگڑے اور روزی روٹی کیلئے۔ آپ تمام فرقوں کے مسالک کی کتابیں اٹھائیں اور پڑھیں......تمام جماعتوں کے مولوی صاحبان کی تقریریں سنیں...... نچوڑ یہی نکلے گا کہ جو وہ کہتے ہیں بلا سوچے، سمجھے اور پوچھے اگر آپ من و عن حرف بحرف تسلیم کرتے ہیں تو آپ پکے مومن ہیں......آپ کے جنتی ہونے میں کوئی شک نہیں، آپ اپنے ساتھ اپنے عزیز و اقارب اور دوست رشتہ داروں کو بھی جنت میں لے جاسکتے ہیں اور اگر آپ نے کچھ پوچھنے، سوچنے، سمجھنے اور تحقیق کرنے کی کوشش کی تو آپ گمراہ ہیں، آپ اللہ کی رحمت سے دور ہیں اور مرنے کے بعد آپ کو انتہائی سنگین نتائج بھگتنے کیلئے تیار رہنا ہوگا۔

اب جو بات میں نے شروع میں کی، مولوی صاحب نبی پاک ﷺ کے منبر کے وارث ہیں اور نبی پاک ﷺ کا کردار دیکھ کر لوگ مسلمان ہوئے تو ظاہر ہے کہ وارث کیلئے بھی کردار کی شرط ہوگی۔ اُس وقت عام لوگوں کے سامنے رول ماڈل حضور اکرم ﷺ کی ذات اقدس تھی۔ پھر عام لوگوں کیلئے صحابہ کرام رول ماڈل تھے اور لوگ انہیں دیکھ کر اسلام لائے۔ پھر تابعین، تبع تابعین اور آئمہ کرام رول ماڈل بنے مختصر یہ کہ منبر و محراب کے وارث لوگوں کیلئے رول ماڈل کی حیثیت رکھتے تھے اور آج بھی عام لوگوں کیلئے منبر و محراب کے وارث ہی رول ماڈل ہیں اور عام آدمی ان کو دیکھ کر ہی اسلام کے متعلق تجزیہ کرتے ہیں۔ منبر و محراب کے وارثان نے کمالِ ذہانت سے پہلے تو دین کو دنیا سے الگ کیا اور پھر دین کے نام پر دنیا کو چن لیا۔ نبی پاک ﷺ اور صحابہ کی ذات اقدس آج بھی تمام انسانوں کیلئے مثال ہے مگر اسلام سے ناواقف لوگوں کو تو مولوی کا چہرہ ہی اسلام نظر آتا ہے۔

ebooks.i360.pk

اب عام آدمی کی صورتِ حال یہ ہے کہ اس کو اسلام کے متعلق اتنا ہی معلوم ہے جتنا مولوی نے اسے بتایا ہے۔ جب وہ مولوی صاحب کی تبلیغ سنتا ہے کہ دنیا حرام ہے، دنیا نجس ہے، دنیا سے بچو وغیرہ وغیرہ اور دوسری طرف مولوی صاحب کو دنیا کے پیچھے ٹلی ہوا دیکھتا ہے تو سوچنے پہ مجبور ہو جاتا ہے کہ ضرور دال میں کچھ کالا ہے اور نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ مولوی کے اسلام کو ہی اسلام سمجھ بیٹھتا ہے اور دین سے باغی ہو جاتا ہے۔

دوسری طرف سکول، کالجز اور یونیورسٹی کے طلباء کا بھی اسلام سے متعلق مطالعہ اتنا خاص نہیں ہوتا اور ان کی طبیعت میں سوال کرنا شامل ہے، اور ان کے سامنے مولوی ہی اسلام کا چہرہ ہے، دوسری طرف انٹرنیٹ اور فیس بک وغیرہ نے بھی اپنا اسلام مخالف مشن زوروں سے شروع کیا ہوا ہے، اب جب وہ مولوی کو بات بات میں کفر و شرک کے فتوے صادر کرتے ہوئے دیکھتے ہیں، قول و فعل میں تضاد دیکھتے ہیں، اسلامی ممالک کا زوال دیکھتے ہیں، سوال کرنا، سوچنا، سمجھنا حرام ہے، کا تصور دیکھتے ہیں اور مولویوں کی نظر میں خود کو گمراہ دیکھتے ہیں تو وہ اسلام سے باغی ہوتے نظر آرہے ہیں۔ مولوی صاحب کو فقط اپنے کنویں کے حال کی خبر ہے اور کنویں کی ہی فکر ہے اور نئی نسل کنویں کے مینڈک کو دیکھ کر اور کنویں میں اترنے کے خوف سے وسیع و عریض سمندر کو دھتکار رہی ہے اور گندے نالے میں چھلانگیں لگا رہی ہے۔

یہ انتہائی خطرناک صورتحال ہے اور یہ بات کسی سے بھی ڈھکی چھپی نہیں ہے سوائے مولوی صاحبان کے۔

جب بھی کسی کو سمجھانے یا بتانے کی کوشش کرتے ہیں کہ بھائی اسلام وہ نہیں ہے جو مولوی کا آج کے معاشرے میں کردار ہے تو وہ اسے ایک لطیفے سے زیادہ اہمیت نہیں دیتے۔

جب انہیں مسلم سائنٹسٹ اور ایجادات کے بارے میں بتایا جاتا ہے تو جواب ملتا ہے کہ بیٹا جاؤ، مطالعہ کرو۔ ترقی یافتہ اسلامی حکومتوں کی مثالیں دو تو قصے کہانیاں......اور بنیادی وجہ......مولوی کا اسلام......

ebooks.i360.pk

خدمتِ خلق یا خدمتِ مولوی

اسلام میں حقوق العباد پر بہت زور دیا گیا ہے بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ حقوق اللہ سے بھی زیادہ اہمیت حقوق العباد کی ہے تو بے جا نہ ہوگا کیوں کہ حقوق اللہ تو اللہ پاک اپنی رحمت سے معاف فرما دے گا مگر حقوق العباد تب تک معاف نہیں ہوں گے جب تک وہ بندہ خود معاف نہ کردے جس کی حق تلفی ہوئی ہے۔ خدمتِ خلق کو حقوق العباد میں بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ حضور نبی کریمؐ نے خدمت کی تلقین فرمائی اور خود بھی ساری عمر خدمتِ خلق میں گزار دی۔ آپؐ کی زندگی خدمتِ خلق کے واقعات سے بھری پڑی ہے اور مسلمانوں کا بچہ بچہ اُن میں سے کافی سارے واقعات آپ کو سنا سکتا ہے۔ صحابہ کرامؓ کی زندگی بھی خدمتِ خلق کا عملی نمونہ تھی۔ صدیق اکبرؓ، عمر فاروقؓ، عثمان غنیؓ اور علی المرتضیٰؓ کی خلافت کے ادوار میں خلیفہ ہوتے ہوئے مخلوقِ خدا کی خدمت کیلئے ساری ساری رات گلیوں میں پھرنا اپنی مثال آپ ہے۔ عمر فاروقؓ کی زندگی سے بے شمار واقعات ملتے ہیں اور بچے بچے کو یاد ہیں جب آپ رات کو خلیفہ ہوتے ہوئے بھی ایک عام آدمی بن کر مخلوق خدا کے کام آیا کرتے تھے۔ واقعات نقل کرنا مقصد نہیں ہے بلکہ خدمتِ خلق کی اہمیت بتانا مقصود ہے۔

منبر و محراب کے وارثان کیلئے بھی ظاہر ہے وہی حکم ہوگا جو ابو بکرؓ و عمرؓ، عثمانؓ و علیؓ کیلئے تھا پھر ترجیحات کیوں اور کیسے بدل گئیں؟ اس کا جواب مولوی صاحبان ہی دے سکتے ہیں۔

ہاں شاید زمانہ بدل گیا ہے اس لیے خدمت کا حکم بھی بدل گیا ہے۔ خدمتِ خلق کی جگہ خدمتِ مولوی نے لے لی ہے لہٰذا مولوی صاحبان اس جدید حکم نامے کی خلاف ورزی بالکل نہیں ہونے دیتے اور مخلوق خدا سے خدمت کروانے میں ذرا بھی کوتاہی نہیں برتتے۔ عمر فاروقؓ تو اکیلے ہی گارہ بنا کر مسجد کی چھت تیار کر لیتے تھے اور نبی کریمؐ مسجد کی تعمیر کے دوران صحابہ کے ساتھ ملکر کام کرواتے تھے حالانکہ صحابہ کرام چاہتے تھے کہ آپؐ کے حصے کا کام وہ کریں مگر نبی پاکؐ جانتے تھے اگر آپؐ بیٹھ جاتے تو مولوی صاحب کو آج جواز مل جاتا بیٹھنے کا مگر خیر سے جواز نہ ہونے کے باوجود بھی آپ نے کبھی کسی مولوی کو مسجد یا مدرسے کا کام کرتے نہیں دیکھا ہوگا، جب بھی دیکھا ہوگا بس حکم دیتے ہوئے دیکھا ہوگا۔ کیا وجہ ہے سنتِ رسولؐ و سنت صحابہؓ پر عمل نہیں کیا جا رہا؟ آج بھی ہزاروں مساجد و مدارس زیر تعمیر ہیں مگر مولوی صاحب آپ کو شاید ایک جگہ بھی کام کرتے دکھائی نہیں دیں گے کیونکہ ایسا کرنا اُن کی توہین ہے۔

جب بھی آپ مولوی صاحب کو دیکھیں گے خدمت کرواتے ہوئے دیکھیں گے، مدرسے میں جانا ہو تو دو، چار طلباء مولوی صاحب کو مٹھیاں بھرتے ملیں گے آپ کو، مولوی صاحب کے حجرے میں آپ کو تقریباً ہر فروٹ اور خشک میوہ نظر آئیں گے کیونکہ یہ مقتدیوں کی عقیدت کے ثمر ہوتے ہیں۔

بیک وقت چکن، بیف اور مٹن بھی آجاتے ہیں اور مولوی صاحب سوچتے ہیں کہ آج مرغ، بکرے یا گائے میں سے کس کو جنت میں بھیجنا ہے اور قرعہ تینوں کے نام نکلتا ہے۔ اس کے ساتھ کئی طرح کے میٹھے پکوان بھی نظر آتے ہیں مگر حلوہ کی تو بات ہی الگ ہے۔

اس کے علاوہ کسی کا بچہ رو رہا ہے، کسی کی گائے نے دودھ نہیں دیا، کسی کا بیل چارہ نہیں کھا رہا، کسی کے سر کا درد نہیں جاتا، کسی کو بخار

ebooks.i360.pk

آتا ہے چلا جاتا ہے، پھر آجاتا ہے، کسی کے آدھے سر میں درد رہتا ہے کسی کا بچہ ہنستا بہت ہے، کسی کا بچہ اوپر دیکھتا رہتا ہے، کسی کے بچے کو نظر لگ گئی ہے وغیرہ وغیرہ وغیرہ اور مولوی صاحب کی خدمت + خدمت چلتی رہتی ہے۔

چونکہ اب زمانہ بدل گیا ہے اس لیے کسی غریب کے بچے رات کو بھوکے نہیں سوتے اور اگر سوتے بھی ہونگے تو یہ مولوی صاحب کی ذمہ داری نہیں ہے کہ انہیں کھانا مہیا کرے کیونکہ عمر فاروقؓ کا دور نہیں ہے۔ اب کسی کے ساتھ معاشرے میں ظلم نہیں ہوتا اور اگر ہوتا بھی ہوگا تو مولوی صاحب کا کام نہیں ہے مظلوم کا ساتھ دینا اور ظالم کو للکارنا کیونکہ زمانہ بدل گیا ہے اور یہ حسینؓ کا زمانہ نہیں ہے۔

اب کسی کی عزتیں نہیں لٹ رہیں، کسی کے ساتھ فراڈ نہیں ہو رہا، سود کا کاروبار اور لین دین بند ہو چکا ہے، رشوت لینے سے سب ڈرتے ہیں اور اگر کہیں کچھ ہو بھی رہا ہے تو مولوی صاحب کو اس کی بالکل بھی خبر نہیں ہے اور اگر خبر ہے بھی تو مولوی صاحب بھلا شریف آدمی ہیں، وہ کیسے کسی کے ذاتی معاملات میں دخل اندازی کر کے دشمنی مول لے سکتے ہیں؟ ہوگی یہ نبی پاکؐ اور صحابہؓ کی سنت مگر آج کے حالات بھی دیکھے جائیں؟ آج کے حالات میں ہمارا فرض ہے بس دوسروں کو حکم دینا، تبلیغ کرنا، دوسروں کو بتانا اور اس کے عوض خدمت کروانا اور بس......

عمر فاروقؓ کے دور میں کتا بھی بھوک سے مر گیا تو عمرؓ خود کو ذمہ دار سمجھتے ہیں مگر یہ مثالیں تو وزیر اعظم کو سنانے کے لیے ہیں۔ عمرؓ کے منبر کے وارث مولوی صاحب تھوڑی ہیں، وزیر اعظم ہے۔ مولوی صاحب سے تو یہ ہرگز نہیں پوچھا جائے گا کہ آپ کے گاؤں میں فلاں شخص انتہائی غریب تھا، آپ کو اس کے حالات کی بھی خبر تھی مگر کیا کبھی آپ نے جھوٹے من سے بھی اس سے پوچھا کہ اگر کسی چیز کی ضرورت ہو تو بتا دو، مدد کرنا تو دور کی بات ہے۔ ہاں آپ یہ ضرور کر سکتے غریبوں، مسکینوں اور یتیموں کے حصے کی زکوٰۃ اکٹھی کر کے مسجد تعمیر کروا دیں، مدرسہ بنوا دیں یا اپنے مسلک کی تنظیم کے مرکز میں بھجوا دیں، غریبوں، یتیموں اور مسکینوں کی تو خیر ہے مگر دین کی خدمت نہیں رُکنی چاہیے۔

المختصر فی زمانہ خدمتِ خلق کا مطلب ہے خدمتِ مولوی...... اگر آپ نے اپنی خدمت سے مولوی صاحب کو راضی کر لیا تو سمجھو آپ کی تمام نمازیں قبول...... کیونکہ بھجوانی تو آخر مولوی صاحب نے ہی ہیں نا اللہ کی بارگاہ میں......

غریب یتیم مسکین کی مدد تو دُور، اُن سے سیدھی طرح ہاتھ بھی نہیں ملا سکتے کیوں کہ ان سے کسی قسم کا نذرانہ وغیرہ ملنے کی توقع نہیں ہوتی، آپ سب نے مولوی صاحبان کے حلقہ یاراں میں شاذ و نادر ہی غریب کو دیکھا ہوگا ورنہ سب صاحبِ حیثیت ہی نظر آئیں گے۔ اس کے دو فائدے ہیں، ایک عہدہ مستحکم رہتا ہے اور دوسرا خدمتِ مولوی کی بھی انہی لوگوں سے توقع ہوتی ہے۔

آپ نے کبھی مولوی صاحبان کو گلیوں، محلوں کی غلاظت صاف کر کے صفائی نصف ایمان کو حاصل کرتے نہیں دیکھا ہوگا اور تو اور مساجد کی صفائی ستھرائی کیلئے بھی خادم ہوتے ہیں یا دیہاتوں میں عام لوگ نمازی وغیرہ یہ کام کرتے ہیں مگر مجال ہے جو مولوی صاحب ایک صف بھی بچھوا دیں لوگوں کے ساتھ ملکر اور مولوی صاحب کے حُجرے کی صفائی ستھرائی کا کام بھی نمازیوں کے ذمے ہی ہوتا ہے۔ اللہ کے پاک پیغمبرؑ اپنا ہر کام خود کرتے تھے مگر مولوی اپنا ہر کام دوسروں سے کروانا پسند کرتے ہیں کیونکہ مولوی کو خوش رکھنے سے نمازیں محفوظ ہو جاتی ہیں۔

ebooks.i360.pk

مولوی اور پاکستان

پاکستان اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا اور یہ دنیا کا واحد نظریاتی اسلامی ملک ہے۔ قیام پاکستان کی تحریک کے دوران مولانا صاحبان کے کردار پر بحث نہیں کرتے کیونکہ اس دوران جو کچھ ہوا، اُس پر بے شمار تحریریں لکھیں جا چکیں ہیں اور بحث و مباحثے ہو چکے ہیں۔ پاکستان میں چار بڑے فرقے، مسلک یا جماعتیں ہیں۔

(۱) اہل سنت و جماعت (بریلوی)

(۲) اہل سنت والجماعت (دیوبندی)

(۳) اہل حدیث

(۴) اہل تشیع

اول الذکر تینوں جماعتوں کی تعداد کے حساب سے اکثریت ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ ہر ایک کو دعویٰ ہے کہ وہ سوادِ اعظم ہے اور اس کی تعداد سب سے زیادہ ہے۔ اہلِ تشیع تعداد کے اعتبار سے کم ہیں۔ (تمام جماعتوں کی ذیلی جماعتیں بھی ہیں اور اُن کی تعداد بھی اچھی خاصی ہے مگر ہم بنیاد پر بات کرتے ہیں) یہ دعویٰ تو سب مولویوں کو ہے کہ وہ اہلِ حق ہیں۔

بریلوی اور دیوبندی دونوں ہی فقہی اعتبار سے امام اعظم ابوحنیفہؒ کے مقلد ہیں۔ اہل حدیث فقہی اعتبار سے غیر مقلد ہیں۔

بریلوی اور دیوبندی میں فقہی اختلاف تو نہیں مگر بقول اُن کے 'عقائد میں اختلاف ہے' جو اختلاف سے بڑھ کر بلکہ مخالفت سے بھی کچھ بڑھ کر ہے اور اس پر ایک دوسرے کے خلاف کفر و شرک کے فتوے بھی دونوں جانب سے موجود ہیں۔ سینکڑوں کتابیں لکھی جا چکی ہیں اور ہزاروں کی تعداد میں فروخت ہو چکی ہیں اور ہزاروں بیانات ریکارڈ ہیں۔

عقائد میں اختلاف کے بنیادی نقطے یہ ہیں مگر افسوس بھی ہے کہ تنازعہ کا مرکز حضور اکرمؐ کی ذاتِ اقدس ہے۔

☆ بریلوی حضرات کا موقف ہے کہ حضور اکرم ﷺ کو علم غیب حاصل تھا......

☆ دیوبندی حضرات کہتے ہیں کہ علم غیب اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا

☆ بریلوی کہتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ حاضر و ناظر ہیں......

☆ دیوبندی کہتے ہیں فقط اللہ تعالیٰ حاضر و ناظر ہے۔

☆ بریلوی نور و بشرت دونوں کے قائل ہیں۔

☆ دیوبندی کہتے ہیں کہ حضور ﷺ بشر تھے۔

☆ بریلوی میلاد ذوق و شوق سے مناتے ہیں۔

☆ دیوبندی حضرات کا کہنا ہے کہ میلاد منانا ثابت نہیں

ebooks.i360.pk

☆ یہ ہیں ان کے آپس میں سب سے اہم اختلافات اس کے علاوہ اختلافات تو بے شمار ہیں جیسے یارسول اللہ کہنا چاہیے، نہیں کہنا چاہیے، انگوٹھے چومنے چاہئیں، نہیں چومنے چاہئیں، قبر پر اذان دینی چاہیے، نہیں دینی چاہیے، تیجہ، ستا، دسواں چالیسواں ہونا چاہیے، نہیں ہونا چاہیے، مزار پر جانا چاہیے، نہیں جانا چاہیے، وسیلہ جائز ہے، ناجائز ہے اور اس ے علاوہ بے شمار، اہل حدیث حضرات کے بھی بریلوی حضرات پر وہی اعتراضات ہیں جو دیوبندی حضرات کے ہیں۔ دیوبندی اور اہل حدیث میں اختلاف فقط فقہی مسلک کا ہے باقی ان میں تقریباً ہم آہنگی ہے۔

اہل تشیع پر اول الذکر تینوں کو اعتراضات ہیں اور اہلِ تشیع کو اُن تینوں پر اعتراضات ہیں۔

اول الذکر تینوں کا سب سے بڑا اعتراض ماتم پر ہے۔

دوسرا اول الذکر تینوں کا موقف ہے کہ اہل تشیع صحابہ رضوانؓ میں سے کچھ کی گستاخی کرتے ہیں اور اسی طرح نماز اور دیگر مسائل پر بھی شدید اختلاف پایا جاتا ہے۔ کفر کے فتوے بھی جاری ہو چکے ہیں اور بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔ اس طرح اہل تشیع کو بھی بہت سے اعتراضات ہیں خلافت اور فقہ کے اعتبار سے۔

مقامِ افسوس ہے کہ وہ نبی جس نے اندھیروں میں ہمارے لیے اجالوں کا سامان کیا، ہم نے اسی کی ذات کو متنازعہ بنا دیا۔

بنیادی اختلافات کے بعد طریقہ کار پر بات کرتے ہیں۔ تمام جماعتوں کے اکثر مولوی صاحبان خطیب اور علماء کے تقریر کرنے کے چارجز فکس ہیں۔ پروگرام اگر بڑا ہو تو اس میں اضافہ بھی ہو جاتا ہے اور کمی کے امکانات کم کم ہیں۔ یہ کسی پر کوئی بہتان نہیں ہے اور نہ کیچڑ اچھالنے کیلئے بتا رہا ہوں بلکہ اس بات کا عام آدمی کو بھی پتہ ہے اور میں کوئی خفیہ مہم سرانجام نہیں دے رہا۔

اختلافات تو ہو گئے مگر صلح کیونکر ممکن نہیں ہے؟ پاکستان میں ہر جماعت کی الگ الگ مساجد اور مدارس ہیں اور عام آدمی بھی جانتا ہے کہ دوسروں کے خلاف بھڑکا کر مسلک کی بنیاد پر بچوں کو مدرسے میں داخل کیا جاتا ہے اور نماز کیلئے مسجد بھی لوگ اپنے اپنے فرقے کی ہی استعمال کرتے ہیں کیونکہ انہیں سمجھایا جاتا ہے کہ دوسرے فرقے کے مولوی کے پیچھے اُن کی نماز نہیں ہوگی۔ اس کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ لوگ اپنے اپنے فرقے کی مسجدوں میں چندہ دیتے ہیں اور اپنے مسلک کے مدرسے کو زکوۃ، خیرات، صدقات وغیرہ دیتے ہیں اور دوسروں کو دینا ضائع کرنے کے مترادف بلکہ گناہ سمجھتے ہیں۔ اب اس بات کا اختیار تو خود حکومتِ وقت کے پاس بھی نہیں ہے کہ مولوی صاحبان سے حساب لے سکیں کہ بھئی پیسہ کہاں سے آتا ہے؟ کتنا آتا ہے؟ کہاں جاتا ہے؟

دوسرا %80 میلاد کانفرنس، سیرت النبی کانفرنس اور دیگر مذہبی جلسے جلوس وغیرہ کا موضوع وہ ہوتا ہے جس پہ دوسروں کو اختلاف ہوتا ہے اور ان کا مقصد فقط دوسرے مسلک کو برا بھلا کہنا، کفر و شرک کے فتوے لگانا اور اپنی مقررہ فیس نذر و نیاز کے اضافے کے ساتھ وصول کر کے اپنی راہ لینا ہوتا ہے اور موضوع کو ادھورا چھوڑ جانا بھی مقصد ہوتا ہے تاکہ دوبارہ بلا کر موضوع مکمل کروایا جائے اور مولوی صاحب کا مقصد پورا ہوتا رہے، پھر اس کے جواب میں مخالف گروپ جلسہ کرواتا ہے اور اس سے بھی نامور مولوی بلاتا ہے اور وہ مولوی صاحب بھی جاتے وقت اپنی مقررہ فیس وصول کرنے کے ساتھ ساتھ تشنگی باقی چھوڑ جاتے ہیں تاکہ آمد و رفت جاری رہے۔

ebooks.i360.pk

مولوی صاحب سامعین سے پوچھتے ہیں گستاخِ رسول کے کفر میں کسی کو شک ہے؟ سب کہتے ہیں کہ ہرگز نہیں...... کافر کو کافر کہنا حق ہے یا نہیں؟ سب کہتے ہیں کہ حق ہے۔ پھر مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ دیکھو فلاں مسلک والوں نے نبی کی شان میں یہ کہہ کر گستاخی کی ہے، فلاں نے یہاں کی ہے، فلاں نے یہ یہاں کی ہے؟ سب کیا ہوئے...... کافر...... جو کافر کو کافر نہ کہے وہ کیا ہوا؟ اور آدمی دوسرے مسلک کو کافر کہنے پر مجبور ہو جاتا ہے...... اسی طرح دوسرے مسلک کا مولوی اپنے مجمع میں کہتا ہے کہ دیکھو جی اللہ وحدہ لاشریک ہے اور اللہ کا فرمان ہے میں ہر گناہ معاف کردوں گا اگر چاہوں تو مگر شرک کو کبھی معاف نہیں کروں گا...... دیکھو فلاں مسلک نے یہاں...... یہاں...... یہاں...... یہاں اللہ پاک کے ساتھ شرک کیا ہے لہٰذا وہ سب مشرک ہیں اور سب ماشاءاللہ، ماشاءاللہ، سبحان اللہ، سبحان اللہ پکار اٹھتے ہیں، پاکستان کا ہر عام آدمی بھی جانتا ہے کہ مدرسوں میں بچے کس بنیاد پر داخل کروائے جاتے ہیں؟ عالم بننا مقصد نہیں ہوتا وہ تو بس بن جاتے ہیں بیچارے...... اصل مقصد مسلک کا سپاہی بننا ہوتا ہے اور تاحیات مسلک کی خدمت کرنا ہوتا ہے...... لوگوں کو اسلام سے خارج کرنا ہوتا ہے اور جنت کے سرٹیفکیٹ جاری کرنا ہوتا ہے۔ تمام مدرسے اور ان کے تمام طلباء اس بات کے گواہ ہیں...... اگر کوئی کسی اور دنیا سے آیا ہو اور اسے ان حالات کی خبر نہ ہو تو وہ مولوی صاحب اور مدرسے کے کسی بھی طالبِ علم کے ساتھ نشست کر سکتا ہے اور مولوی صاحبان کی کتابوں اور آڈیو ویڈیو بیانات اور ارشادات سے بھی استفادہ کر سکتا ہے۔

اہلِ تشیع حضرات کے مدارس کی تعداد دیگر کے مقابلے میں بہت کم ہے مگر وعظ وغیرہ کے نرخ وہاں بھی مخصوص ہیں۔

مولوی صاحبان کی تقاریر وخطابات کی وجہ سے بے شمار معصوم جہنم واصل + شہید ہو چکے ہیں۔ مطلب مولوی کی تقریر سے متاثر ہو کر جو قتل کرتے ہیں وہ سمجھتے ہیں اسے جہنم واصل کیا ہے اور مخالف گروپ شہید کا درجہ دیتا ہے اور فیصلہ اللہ پر چھوڑ تے ہیں۔

یہ محض کوئی الزام نہیں ہے، قیامِ پاکستان سے اب تک بے شمار معصوم لوگ اپنی جانیں گنوا چکے ہیں۔ مولوی صاحبان تقریر کر رہے ہوتے ہیں اور تقریر میں دوسرے مسلک کے لوگوں کو خوب برا بھلا کہتے ہیں...... وہاں کوئی حزبِ اختلاف سے بھی موجود ہوتا ہے اور جھگڑا ہو جاتا ہے اور پھر کچھ لوگ شہید ہو جاتے ہیں، عام آدمی ایف آئی آر بھگت رہے ہوتے ہیں اور مولوی صاحبان جنت کی دعا کے ساتھ رخصت ہو چکے ہوتے ہیں۔

ایک انداز کے مطابق ہر سال پاکستان میں 50 سے 60 ہزار طلباء مدارس سے فارغ التحصیل ہوتے ہیں۔ اب ظاہر ہے کہ فکر روزگار میں تو ہر بشر مبتلا ہے۔ پاکستان میں پہلے جو مساجد ہیں، وہاں پہلے ہی امام صاحبان موجود ہیں۔

اب ہر مسلک کے مدرسے سے فارغ ہونے والے طلباء اپنے فرقے کی نئی مساجد کھڑی نہیں کروائیں گے تو بیچارے اور کیا کریں گے؟ خدارا پاکستان اور پاکستانیوں کے حال پر رحم کیا جائے۔

شہروں میں تو تقریباً ہر مسلک کی کئی کئی مساجد ہیں اور وہاں مولوی صاحب بھی تقریباً درسِ نظامی مکمل کیے ہوئے ہوتے ہیں مگر دیہات کی صورتِ حال کچھ مختلف ہے۔ چھوٹے چھوٹے دیہاتوں میں، 2,3,4 تک مساجد ہیں، ہر گاؤں میں ہر مسلک کی الگ الگ مسجد اور مدرسہ ہے، میرے ذاتی مشاہدے کے مطابق جو غلط بھی ہو سکتا ہے 50% سے زیادہ مولوی صاحب مدرسے کی مروجہ تعلیم درسِ

ebooks.i360.pk

نظامی بھی مکمل نہیں کیے ہوئے ہوتے اور فارسی یا عربی تو درکنار اردو بھی ٹھیک سے لکھ، پڑھ اور بول نہیں سکتے......

یہ انتہائی خطرناک صورتِ حال ہے اور یہ لوگ قصے کہانیاں اور حکایتوں کی چند مخصوص کتابیں پڑھ کر لوگوں کی راہنمائی کر رہے ہیں۔ یہ کسی پہ کوئی الزام نہیں ہے۔ ہر شخص اپنے نزدیک دیہات کا وزٹ کر کے مولوی صاحبان کی ڈگریاں چیک کر سکتا ہے مگر ذرا دھیان سے......ڈگریاں چیک کرنے کے چکر میں کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ کی اپنی ڈگریاں بے کار ہو جائیں......ویسے جمعہ میں اُن کا وعظ تو سنا جا سکتا ہے......وعظ سے ہی آپ کو اندازہ ہو جائے گا۔

ویسے اگر کسی مولوی صاحب کا یہ خیال ہو کہ میں حسداً یہ سب باتیں کر رہا ہوں تو وہ اپنی غلط فہمی دور کر لیں کیونکہ میرا مولوی بننے کا کوئی ارادہ نہیں ہے اور میں انہیں کھاتے دیکھ کر اُن سے جل نہیں رہا بلکہ میں جس کرب کی سی کیفیت میں مبتلا ہوں اور جس آگ میں جل رہا ہوں شاید اس کا اندازہ مولوی صاحبان کو نہ ہو سکے اور ہاں! حصولِ رزق حلال عین عبادت ہے......اگلی بات آپ کو سمجھ آ ہی گئی ہوگی......

ebooks.i360.pk

مولوی اور فتوے

فقیہہ کا اسلام میں بہت بلند مقام ہے۔ حدیث پاک میں ہے کہ اللہ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے۔

ترجمہ: ''اور وہ جسے چاہتا ہے حکمت عطا فرما دیتا ہے اور جسے (حکمت) ودانائی عطا کی گئی اسے بہت بڑی بھلائی نصیب ہوگئی۔''

''حدیث پاک میں ہے کہ ایک فقیہہ ایک ہزار عابدوں سے زیادہ شیطان پر سخت اور بھاری ہے۔''

ایک اور روایت میں ہے کہ ''ہر شے کا ایک ستون ہوتا ہے اور دین کا ستون فقہ ہے۔''

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریمؐ نے فرمایا۔ ''اللہ کی کوئی عبادت دین میں تفقہ حاصل کرنے سے بڑھ کر نہیں ہے۔''

حدیث پاک میں ہے کہ ''علم تو صرف سیکھنے سے آتا ہے اور فقہ سمجھنے سے''

ان کے علاوہ بہت ساری حدیثوں میں فقیہہ کی شان اور فضیلت بیان ہوئی ہے۔ فقہ کے مشہور چار امام ہیں جن کا مسلمانوں میں بے حد احترام ہے اور اکثر مسلمان فقہ میں ان چاروں میں سے کسی ایک کے مقلد ہیں۔

فتویٰ کی اسلام میں بڑی اہمیت ہے اور ایک عہد تک علماء کرام اس پر بڑی تحقیق سے کام کرتے رہے اور مسلم امہ کی رہنمائی کرتے رہے مگر جیسے جیسے فرقہ پرستی زور پکڑتی گئی، فتویٰ سازی کی صنعت کو بھی فروغ ملنے لگا اور بات بات پر فتوے جاری ہونے لگے اور سب سے زیادہ فتوے کفر، شرک اور بدعت وغیرہ پر ہوتے تھے جن کا مقصد اختلاف رکھنے والوں کو اسلام سے خارج کرنا ہوتا تھا اور یہ سلسلہ آج بھی زور وشور سے جاری ہے۔ علامہ اقبال کے بقول جب علماء بیشہ تحقیق سے خالی ہوگئے تو ان سے اسی قسم کے فتاویٰ جات کی توقع کی جاسکتی ہے اور انہوں نے اللہ کے حکم اور نبیؐ کے فرمان کو ایک مذاق بنا کر رکھ دیا ہے اور آج فتوے کو مذاق سے زیادہ اہمیت نہیں دی جاتی اور یہ مقامِ افسوس ہے۔

عمر فاروقؓ جب کسی کو واجب القتل سمجھتے تھے تو تلوار نکال کے اس کا سر قلم کر دیتے تھے تو کیا وجہ ہے کہ آج مولوی صرف فتوؤں پہ گزارہ کرتے ہیں اور بعد والا کام دوسروں کے ذمے چھوڑ دیتے ہیں اور جب مولوی صاحب کے فتوے پر عمل کر کے عام بندہ 302 بھگت رہا ہوتا ہے تو مولوی صاحب جیل میں حال واحوال پوچھنے بھی نہیں جاتے اور دوبارہ فتوے کا ذکر بھی نہیں ہوتا اور ماشاء اللہ قتل پر آمادہ کرنے کے جرم میں مولوی صاحب پر کسی قسم کی کوئی کارروائی بھی نہیں ہوتی۔

بات دراصل یہ ہے کہ آج مولوی صرف روایات کے غلام ہو کر رہ گئے ہیں۔ علم وتحقیق جو اسلام کا خاصہ ہے، مولوی صاحبان اس کے نزدیک سے بھی نہیں گزرتے اور اسے شجر ممنوع قرار دیتے ہیں۔

وہ لوگ جو مولوی کے اسلام کو حقیقی اسلام سمجھ کر اسلام سے باغی ہو چکے ہیں یا ہو رہے ہیں، ایک بڑی سادہ سی بات کرتے ہیں جو

ebooks.i360.pk

عام آدمی کے فوراً سمجھ میں آجاتی ہے مثلاً جب آپ بیمار ہوتے ہیں تو کیا آپ آپریشن اس ڈاکٹر سے کروالیں گے جو چودہ سو سال پرانے آلات اور طریقوں سے آپریشن کرے؟ ہرگز نہیں...... نہ مولوی اور نہ ہی عام آدمی اس بات پر آمادہ ہوگا تو زندگی کے باقی معاملات کیسے چودہ سو سال پرانے طریقے کے مطابق چلائے جاسکتے ہیں؟

اُن بیوقوفوں لا مذہبی مجاہدوں اور ہمارے مولویوں کو کون سمجھائے کہ اسلام دینِ انقلاب ہے۔ یہ آج بھی ویسے ہی قابل عمل ہے جیسے چودہ سو سال پہلے تھا۔ آج جتنی ترقی ہو رہی ہے سب اسلام کی مرہونِ منت ہے کیونکہ اس کی بنیاد اسلام نے فراہم کی ہے۔ سائنس و ٹیکنالوجی کی بنیاد اسلام نے فراہم کی ہے جدید میڈیکل کے شعبے کی بنیاد اسلام نے رکھی...... خیر یہاں بات ہو رہی تھی فتوؤں کی۔

اب اگر مولوی صاحب چودہ سو سال پرانے طور طریقے اپنانے پر ہی مصر ہیں تو میرا ایک سوال ہے۔ کیا سنت رسول ﷺ کے ہوتے ہوئے دوسرا راستہ اختیار کرنا جائز ہے؟ جبکہ آپ کیلئے سنت رسول ﷺ پر عمل کرنا ممکن بھی ہو...... اگر نہیں تو آج سے نبی پاک ﷺ کی سنت پر عمل کرتے گدھے، گھوڑے، خچر اور اونٹ پر سفر کرنا شروع کردیں اور اپنی لگژری گاڑیاں، ہیلی کاپٹر، ہوائی جہاز، ٹرین، موٹر سائیکل اور سائیکل وغیرہ پر سفر کرنا ترک دیں کیونکہ سنت رسول موجود ہے اور سنت کے ہوتے ہوئے دوسرا راستہ اختیار کرنا آپ کے نزدیک جائز نہیں۔ اگر جائز ہے تو کیسے؟ اچھا قرآن میں ذکر ہے ان کا تو پھر قرآن پڑھ کے یہ سواریاں بنانے میں آپ نے کیا کردار ادا کیا؟ کیا تحقیق کی؟ ذکر ہمارے قرآن میں ہے تو پھر کافروں نے کیسے بنا ڈالیں؟ چلو جس وقت یہ بنائی گئیں، اس وقت آپ نہیں تھے اور آپ سے پہلے مولویوں نے اس پر توجہ نہیں دی تو کیا آج کے بعد ان سے جدید اور بہتر سواری نہیں بن سکتی یا نہیں بنے گی؟ اگر بن سکتی ہے اور ضرور بنے گی تو آپ اس میں کیا کردار ادا کر رہے ہیں؟ اچھا ایمان سے بتائیں کہ کافروں مشرکوں کی بنائی ہوئی چیزیں جنہیں پہلی بات تو ہم جائز ہی نہیں سمجھتے اور دوسرا ان کے بنانے میں ہمارا کوئی کردار بھی نہیں ہے تو ان کا استعمال کیسے جائز ہے؟ اُن سے فائدہ اٹھانا کیسے جائز ہے؟ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ ہم ہر چیز میں ان کے محتاج ہو کر اُن پہ غالب آسکتے ہیں؟

☆ یورپ میں چھاپہ خانہ ایجاد ہوا تو اسے حرام قرار دیا گیا کیونکہ اس سے پہلے مسلم علماء جو خطاط بھی تھے، باوضو ہو کر قرآن و حدیث کی کتابوں کو اپنے ہاتھوں سے تحریر کیا کرتے تھے چنانچہ کہا گیا کہ یہ بے وضو مشین ہے لہٰذا اس پر اللہ اور رسول کا کلام چھاپنا منع ہے...... آج مولوی صاحبان کے فتوؤں کی دکانیں اسی چھاپہ خانہ کی مرہونِ منت ہیں اور اُن چٹپٹی کتابوں کے فروخت ہونے پر مولوی صاحبان کے اکاؤنٹ بیلنس میں بھی چھاپہ خانہ کا بہت بڑا ہاتھ ہے۔ میری خواہش ہے کہ مولوی صاحبان چھاپہ خانہ اور اس فتویٰ پر دوبارہ اپنی رائے دیں۔

☆ لاؤڈ سپیکر آیا تو اس کی آواز کو گدھے کے مشابہ قرار دیا گیا اور شیطانی آلہ کہا گیا...... اور بعض تو اب بھی سپیکر میں اذان دینے کے باوجود اسے مکروہ کہتے ہیں مگر چونکہ اب ان کی مجبوری بن چکی ہے اس لیے اسے مکروہ تنزیہی کا درجہ دیا گیا ہے۔

میں تو سوچ رہا تھا کہ شیطانی آلہ سپیکر کے استعمال پر پابندی کے اعلان سے گورنمنٹ مومنین کے دل جیت لے گی مگر عقل دنگ رہ گئی یہ دیکھ کر کہ شیطانی آلہ پر پابندی کیخلاف سارے مومنین سراپا احتجاج تھے۔ کچھ رعایت مل گئی اور باقی ڈنڈے کے زور پر حاصل کر رکھی

ebooks.i360.pk

ہے۔اصل میں مسئلہ یہ ہے کہ یہی شیطانی آلہ جب چندہ اکٹھا کرنے میں تعاون کرنے لگا تو خدائی ہاتھ لگنے لگا......لڑائی جھگڑا اور فتنہ فساد میں تعاون سے دکان داری مزید چمکنے لگی......سپیکر میں اذان سے جہاں نمازیوں کی تعداد بڑھی، وہیں فنڈز بھی زیادہ اکٹھے ہونے لگے اور آج کل تو ڈیجیٹل ساؤنڈ سے ترنم اور لے میں کئی گنا اضافہ ہو گیا ہے اور رونے رُلانے اور خون گرمانے میں بہت کم محنت کرنا پڑتی ہے۔ شیطانی آلہ پر دوبارہ رائے کی درخواست ہے۔

☆ ریل گاڑی آئی تو قیامت کی نشانیوں میں سے نشانی کہا گیا۔فتویٰ جاری ہوا کہ قربِ قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ بھی ہے کہ لوہا، لوہے پر چلے گا لہٰذا اس پر سفر کرنا عذابِ الٰہی کو دعوت دینا ہے اور پھر اس کے بعد کی صورتِ حال آپ کے سامنے ہے۔بعد میں مولوی صاحبان ٹرین کو ہی سفر کیلئے ترجیح دینے لگے کیونکہ اس میں آرام کرنے کی بھی سہولت میسر ہے اور بندہ نماز بھی پڑھ سکتا ہے اور حاجت پوری کرنے کا انتظام بھی ہے تو اس فتوے کا پتہ نہیں کیا ہوا؟ اگر کوئی مولوی صاحب بتا دے تو مہربانی ہوگی۔

☆...... ہوائی جہاز آیا تو فرمایا کہ یہ بھی قیامت کی نشانی ہے کہ لوہا ہوا میں اڑے گا لہٰذا جو بھی اس لوہے پر اڑے گا اس کا نکاح فاسق ہو جائے گا، اس کی بیوی اس کے لیے حرام ہو جائے گی......وغیرہ وغیرہ......مگر پھر مولوی صاحب حج کیلئے لوہے پر اُڑنے لگے اور نکاح بھی فاسد نہیں ہوا اور عام آمدورفت کیلئے بھی جہاز کو ہی ترجیح دی جانے لگی اور اب تو شاید کسی مولوی صاحب کا اپنا ذاتی جہاز بھی ہو مگر فتویٰ کا کیا بنا؟ مولوی صاحب کی دانش وحکمت کہاں کھو گئی؟ برائے کرم اگر ممکن ہو تو اس پر کوئی مولوی صاحب روشنی ڈالے۔

☆...... میڈیکل سائنس نے جب ترقی کی اور انگریزوں نے اپنی ادویات رائج کیں تو انجکشن پر فتویٰ لگ گیا۔ایسی ایسی لمبی بحثیں ہوئیں کہ اگر انہیں ایک جگہ جمع کر کے پڑھا جائے تو آدمی ہنس ہنس کے لوٹ پوٹ ہو جائے۔آج انجکشن کے فتوے پہ روشنی ڈال کر سابقہ اور موجودہ دانش وحکمت کے فرق کو واضح کیا جائے۔

☆...... مرغیاں بھی فتوے سے نہیں بچ سکیں۔گھریلو مرغیاں جو باہر سے دانہ چگ کر آئی ہوں اور آپ کو اس کا گوشت کھانا مطلوب ہو تو آپ کو ایک مہینہ صبر کرنا پڑے گا، پہلے اسے 30 دن تک ڈربے میں بند رکھنا ہو گا اور پورے 30 دن بعد آپ اسے حلال کر سکتے ہیں، ویسے یہ فتویٰ آج بھی رائج ہے یا نہیں اس کا علم مجھے نہیں ہے لیکن آج تک کبھی کسی سے یہ نہیں سنا کہ مولوی صاحب کی دعوت کی گئی ہو اور دیسی مرغی کا اہتمام بھی ہو اور مولوی صاحب نے یہ کہہ کر تناول فرمانے سے انکار کر دیا ہو کہ حلال نہیں ہے کیونکہ اسے ذبح کرنے سے پہلے 30 دن تک ڈربے میں بند نہیں رکھا گیا۔

☆...... ڈیری فارم کی مرغی آئی تو اس کے انڈوں پہ فتویٰ لگ گیا کہ یہ حرام ہیں کیونکہ ان انڈوں کا کوئی باپ نہیں ہے۔ویسے یہ تو بڑا مستند اعتراض ہے، میرا خیال ہے تب سے اب تک کسی مولوی صاحب نے بغیر باپ کا انڈہ نہیں کھایا ہو گا اور جس غریب نے مجبوراً، لاعلمی یا عادتاً بغیر باپ کا انڈہ کھا لیا تو اس کیلئے اب کیا حکم ہے یہ بھی ارشاد فرما دیں۔

☆...... میڈیکل سائنس کی ترقی سے جب انتقالِ خون کے ذریعے زندگی بچانا ممکن ہوا تو مولوی صاحب نے انتقالِ خون پر فتویٰ لگا دیا اور اسے حرام قرار دے دیا، اس فتویٰ کی وجہ سے پتہ نہیں بیچارے کتنے لوگ اپنی زندگی کی بازی ہارے ہونگے کیونکہ ان کے گھر والوں نے حرام

ebooks.i360.pk

ہونے کی وجہ سے اسے خون لگوانے سے انکار کر دیا ہوگا اور یہ عین ممکن ہے کیونکہ مولوی کی تقلید اسی کا نام ہے مگر آج خون کا عطیہ دینا سب سے بڑا نیکی کا کام ہے کیونکہ یہ عطیہ وصول کرنے کے بعد بیچنا بھی ہوتا ہے۔سوال یہ ہے قرآن کی جس آیت اور حدیث رسول ﷺ سے استدلال کر کے مولوی صاحب نے انتقالِ خون کو حرام قرار دیا تھا کیا وہ آیات اور حدیث نعوذ باللہ ساکت ہوگئی ہیں؟ اگر نہیں تو پھر اب یہ جائز کیسے ہوگیا؟ تو کیا مولوی صاحب یہ ماننے کو تیار ہیں کہ ان کی دانش وحکمت اور ترازو میں فالٹ ہے جو اسے صحیح تولنے نہیں دے رہا اور اسے اپنا پیمانہ بدلنے کی ضرورت ہے؟

☆...... تصویر کشی ایک حرام فعل ہے اور یہ فتویٰ بہر حال آج بھی موجود ہے مگر پھر بھی اس حرام فعل سے بچنا کسی بھی شخص کیلئے ممکن نہیں ہے۔میرا خیال ہے کہ یہ کفار کی سازش ہے کہ مسلمانوں کیلئے تصویر کھنچوانا لازم قرار دے دو تا کہ کوئی بھی مسلمان اس حرام اور قبیح فعل سے نہ بچ سکے اور جہنم کا ایندھن بنے۔ویسے حیرت ہے کہ مولوی صاحبان بھی اس حرام فعل سے نہیں بچ پا رہے...... میں تو پریشان ہوں کہ اگر کل قیامت کے دن اللہ پاک نے مولوی صاحب کو حکم دے دیا کہ یہ جو بت بنایا ہے اس میں جان بھی ڈالو تو مولوی صاحب اس تصویر میں جان کیسے ڈالیں گے؟ تصویر بنوانے سے روکنے کیلئے ایک مثال یہ بھی دی جاتی ہے کہ اللہ نے بت بنا کر ان میں جان ڈالی، ہم تصویر بنوا کے ایک طرح سے اللہ کی ہمسری کی کوشش کرتے ہیں تو اللہ پاک حکم دے گا کہ تو نے میری ہمسری کی کوشش کی ہے تو اس میں جان بھی ڈالو...... نعوذ باللہ

☆...... ٹیلی ویژن کو حرام ہی نہیں شیطانی ڈبہ کہا گیا۔بے شمار لوگوں نے جذبات میں آ کر سر بازار ٹیلی ویژن توڑے، توبہ کی علی الاعلان، روئے، گڑگڑائے مگر پھر دیکھتے ہی دیکھتے مولوی صاحب بھی ٹیلی ویژن (شیطانی ڈبے) پر اپنی قابلیت کے جوہر دکھانے لگے۔آج بھی ٹیلی ویژن حرام اور شیطانی ڈبہ ہے مگر صرف ان مولوی صاحبان کیلئے جن کی اس شیطانی ڈبے تک رسائی ممکن نہیں ہو سکی۔

اس طرح کے سینکڑوں نہیں ہزاروں فتوے آ چکے ہیں اور سب کا ذکر اور بحث ممکن نہیں ہے مگر ان فتوؤں کو ہی پڑھ کے آپ کو مولوی صاحب کی قابلیت، علم، تقویٰ اور حکمت ودانش کا اندازہ ہو گیا ہوگا۔مقامِ افسوس......

فقیہہ کی فضیلت اور شان دیکھیں جو قرآن وحدیث میں بیان ہوئی ہے اور ہمارے فقہائے کرام کا حال دیکھیں۔اس کا ذمہ دار کون ہے؟

ebooks.i360.pk

مولوی فرنگی کے جال میں

ملت اسلامیہ اس وقت بدترین زوال وانحطاط کا شکار ہے۔ دشمنانِ اسلام کھل کر اپنا کھیل کھیل رہے ہیں اور مسلمان ہر جگہ تضحیک و رسوائی کا شکار ہیں، یہ صورتِ حال ہر حساس اور صاحب فکر انسان کیلئے لمحہ فکریہ ہے۔

آج جس صورت حال سے ہم دوچار ہیں اس کی وجہ بھی ہم خود ہیں اگرچہ منصوبہ بندی کہیں اور ہوئی ہے مگر کیا یہ کہہ کر ہم بری ہوجائیں گے کہ یہ اغیار کی سازش تھی جبکہ ہم جانتے ہیں کہ شیطان کا تو روزِ ازل سے ہی کھلا چیلنج ہے انسانیت کو گمراہ کرنے کا اور انہیں راہِ راست سے ہٹانے کا......مگر ہمارے ہاں تو کلچر بن چکا ہے کہ ہم اپنی ہر کوتاہی سے یہ کہہ کر جان چھڑوا لیتے ہیں کہ یہ اغیار کی سازش ہے۔ اس کے پیچھے فلاں کا ہاتھ ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اغیار کی یہ خواہش تھی جو مولویوں کے ذریعے پوری ہوئی کہ:

☆ مسلمانوں کے دل ودماغ کو مادیت کی لپیٹ میں لایا جائے، ان کے دل ودماغ کو مغربی تہذیب کا گرویدہ بنادیا جائے تاکہ وہ اسلام کی روحانی اقدار سے بے بہرہ ہوجائیں۔

☆ مسلمان ریاستیں نام اسلام کا لیں اور قانون مغرب کا ہو......نہ اِدھر کے رہیں نہ اُدھر کے......

☆ تعلیم یافتہ طبقہ کو اسلامی فکر وفلسفہ سے ہٹا کر مغربی افکار کا دلدادہ بنایا جائے۔ کالجوں اور یونیورسٹیوں کے طلباء مغربی فلسفے، سیکولر سوچ اور لادینی نظریات کا مطالعہ تو شوق سے کریں مگر اسلامی افکار سے دور رہیں۔

☆ قبائلی، گروہی، لسانی، صوبائی اور مذہبی تعصّبات ومفادات کو فروغ دیا جائے جنہیں ختم کرنے کیلئے اسلام آیا تھا اور سب سے اہم نبی کی محبت ان کے دل سے نکال دی جائے۔

اب سازشی ٹولے نے اپنے مقصد کے حصول کیلئے پہلا طریقہ تو یہ اختیار کیا کہ ایک باقاعدہ منصوبے کے تحت ایک خودساختہ نبی (مرزا قادیانی) کا تصور گھڑ کر اس امت کے سادہ لوح افراد کو آپس میں لڑوایا تاکہ یہ امت آپس میں بٹ جائے، اس کی وفاداریاں تقسیم ہوجائیں اور فتنہ برپا ہوجائے۔

دوسرا طریقہ یہ سوچا گیا نبیؐ کی ذات کو ہی متنازعہ بنادیا جائے کہ مسلمان ہر وقت مناظروں اور مجادلوں میں الجھے رہیں، بات بات پہ جھگڑے کرنا اور نبیؐ کی ذات پر تنازعے پیدا کرنا ان کا مقصد بن جائے اور پھر ہم دیکھتے ہیں کہ تب سے اب تک سارا اسلام یہی بن کر رہ گیا ہے کہ نبی کو غیب کا علم تھا یا نہیں......آپ نور ہیں یا بشر ہیں......آپ دے سکتے ہیں یا نہیں دے سکتے......درود وسلام پڑھنا چاہیے، نہیں پڑھنا چاہیے، پہنچتا ہے یا نہیں پہنچتا الغرض نبیؐ کے درجات ومعجزات، فضائل وامتیازات اور علم وتصرف ہی موضوعِ بحث بن گئے، اقرار و انکار اسلام وکفر کی بنیاد بن گئے اور اغیار کی سازش کامیاب ہوگئی۔ اسی طرح اس کے علاوہ بے شمار چھوٹی چھوٹی باتیں اور مسائل ہی کل اسلام بن گئے......مولوی کا کاروبار چل گیا......کمائی اچھی خاصی ہونے لگی......مذہبی جنونیوں کی تعداد میں اضافہ ہونے لگا......اور نئی نسل

ebooks.i360.pk

رفتہ رفتہ اسلام سے باغی ہونے لگی اور ہو رہی ہے۔ اس کی وجہ مغربی افکار کا اثر اور اسلامی تعلیمات سے دوری اور اسلام سے دوری کی وجہ مولوی کا اسلام......مناظروں کا اسلام......لڑائی جھگڑوں کا اسلام......فرقوں کا اسلام......دہشت گردی اور انتہا پسندی کا اسلام......چندہ، خیرات اور صدقات پر چلنے والا اسلام......قرآن و حدیث سے ہٹ کر اسلام......

مولوی نے کمال بے وقوفی سے اغیار کے تمام مقاصد پورے کر دیے ہیں اور المیہ یہ ہے کہ جو ہمارا تھا وہ ان کا ہے اور جو ہمارے پاس ہے وہ پتہ نہیں کیا ہے اور کس کا ہے؟ اوپر سے ہمارے مولوی صاحبان کی سادگی ملاحظہ ہو کہ یہ اپنے اسلاف اور اکابرین کے ورثے کو اپنا ماننے تک کو تیار نہیں......اور مولوی کی مہربانی سے جب نوجوان نسل کو بتایا جائے کہ جدید سائنس اور ایجادات ہمارے اسلاف کی مرہونِ منت ہیں تو وہ اسے ایک لطیفے سے زیادہ اہمیت نہیں دیتے۔

ebooks.i360.pk

مذہب، سائنس اور مولوی

اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہونے کے ساتھ ساتھ دینِ فطرت بھی ہے جو تمام احوال و تغیرات پر نظر رکھتا ہے جن کا تعلق انسان اور کائنات کے باطنی اور خارجی وجود کے ظہور سے ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ اسلام نے یونانی فلسفے کے گرداب میں بھٹکنے والے انسان کو جدید سائنس کی بنیادیں فراہم کیں۔قرآنِ حکیم نے مسلمان کے اوصاف بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

ترجمہ: ''بے شک آسمانوں اور زمینوں کی تخلیق میں اور شب و روز کی گردش میں عقلِ سلیم والوں کیلئے نشانیاں ہیں یہ وہ لوگ ہیں جو کھڑے اور بیٹھے اور اپنی کروٹوں پر اللہ کو یاد کرتے رہتے ہیں اور آسمانوں اور زمینوں کی تخلیق میں فکر کرتے رہتے ہیں۔اے ہمارے رب تو نے ہر چیز کو بے حکمت اور بے تدبیر نہیں بنایا۔تو پاک ہے۔ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچالے o'' (آلِ عمران 190.191.3)

اِن آیات میں اللہ پاک نے مومن کی جہاں یہ نشانی بتائی ہے کہ اٹھتے ، بیٹھتے ، لیٹتے اپنے رب کو یاد کرتے ہیں وہیں دوسری شرط بھی رکھی ہے کہ بندۂ مومن زمین و آسمان کی تخلیق میں غور و فکر کرے۔ جب بندہ غور و فکر کرے گا تو وہ اس وسیع و عریض کائنات میں اپنے مقام و مرتبے کا تعین بھی کر لے گا اور خود ہی پکار اٹھے گا کہ اے میرے رب تو نے کسی چیز کو بے سبب نہیں بنایا۔اس آیت کے پہلے حصے کا تعلق مذہب اور دوسرے کا براہِ راست سائنس اور علم تخلیقیات سے ہے۔

مذہب خالق سے بحث کرتا ہے اور سائنس اللہ کی پیدا کردہ مخلوق سے۔ بندۂ مومن کو سائنسی علوم کی دعوت دیتے ہوئے اللہ پاک کا ارشاد ہے۔

ترجمہ: ''ہم عنقریب انہیں کائنات میں اور ان کے اپنے (وجود کے) اندر اپنی نشانیاں دکھائیں گے۔ یہاں تک کہ وہ جان لیں گے کہ وہی حق ہے۔(حم السجدہ ۴۱۔۵۳)

قرآن میں اکثر جگہوں پر مذہب اور سائنس کا اکٹھا ذکر ہے مگر یہ ہمارے دور کا المیہ ہے کہ مذہب اور سائنس دونوں کی سربراہی ایک دوسرے سے نا آشنا افراد کے ہاتھوں میں ہے چنانچہ مولوی اور سائنس دان دونوں مدمقابل دوسرے علم سے دوری کے باعث ایک دوسرے کو اپنا مخالف سمجھنے لگے ہیں جبکہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔مغربی محقق بھی اس بات کا اقرار کر چکے ہیں کہ جدید سائنس کی بنیاد اسلام اور مسلمان سائنس دانوں نے فراہم کی ہے مگر افسوس جن سائنسی علوم کا ذکر بار بار قرآن و حدیث میں آیا ہے اور جن کی امامت کا فریضہ ایک ہزار سال تک خود بغداد، رے، دمشق، اسکندریہ اور اندلس کے مسلمان سائنس دان سرانجام دیتے چلے آئے ہیں آج مولوی صاحبان نے اسے اسلام سے خارج قرار دے رکھا ہے۔افسوس کہ جن علوم کا پودا ہمارے اسلاف نے لگایا تھا، اغیار اس کے پھل سے محظوظ ہو رہے ہیں اور ہم دیارِ مغرب سے اُنہی علوم کی بھیک مانگ رہے ہیں۔

آج ایک طبقہ مغربی سائنس کی زد میں آ کر اسلام سے بیزاری کا اظہار کر رہا ہے تو دوسری طرف مولوی صاحبان اور اُن کے پیروکار سائنسی علوم کو مغربی علوم قرار دے کر ان کے حصول میں سب سے بڑی رکاوٹ بنے ہوئے ہیں اور یہ ایک انتہائی خطرناک صورتِ حال

ebooks.i360.pk

ہے۔افسوس صد افسوس کہ مسلمان قوم اپنے اسلاف کے کارناموں پر فخر کرنے کی بجائے انہی سے لاتعلق ہوگئی ہے اور خود اُنہیں اسلام اور سائنس میں عدم تضاد پر قائل کرنے کی ضرورت پیش آرہی ہے۔

جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ مذہب اور سائنس میں تضاد ہے ان کے ساتھ مسئلہ یہ ہے کہ یا تو انہوں نے سائنسی علوم کو نہیں پڑھا اور سمجھا اور یا پھر مذہب کو نہیں سمجھ سکے یا جس نقطے میں اُنہیں تضاد نظر آرہا ہے مطالعہ کی کمی کی وجہ سے وہ اس نقطے کو نہیں سمجھ سکے کیونکہ اگر مذہب اور سائنس دونوں کو سمجھا جائے تو بندہ خود یہ ماننے پر مجبور ہوجاتا ہے کہ مذہب اور سائنس میں کوئی تضاد نہیں۔

مذہب نے ہمیں یہ بتایا ہے کہ زمین وآسمان میں بکھری تمام کائنات انسان کیلئے مسخر کردی گئی ہے اور سائنس کا کام ہے کہ کائنات کی ہر شے کو انسانی فلاح کیلئے بہتر سے بہتر استعمال میں لائے۔

حقیقتاً سائنس اور مذہب میں کوئی تضاد نہیں مگر یہ تضاد کب اور کیسے پیدا ہوا؟ اس کی ایک وجہ یورپ اور دوسری وجہ مولوی ہے۔

عالمِ مغرب میں یہ مغالطہ اس وقت پیدا ہوا جب براعظم یورپ عیسائی پادریوں کے تسلط میں جہالت کے اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا۔ جاہل پادری عیسوی مذہب کو مسخ کرکے من گھڑت عیسائیت کو فروغ دینے میں کامیاب ہوچکے تھے۔ یونانی فلسفہ بائبل کا حصہ بن گیا جسے عیسائی اپنا مستقل عقیدہ سمجھنے لگے۔اس تحریف کی وجہ سے بائبل میں یونانی فلسفہ پر مبنی بے شمار غلطیاں در آئیں۔

سولہویں صدی میں جب سائنس نے اُن غلط نظریات کو تحقیق کی روشنی میں جھٹلایا تو اس وقت کے پادری یہ سمجھے کہ سائنس دان مذہب کو سائنس کے ذریعے رد کر رہے ہیں چنانچہ وہ سائنس دانوں اور سائنسی علوم کے خلاف فتوے دینے لگے۔ پہلے پہل نظامِ شمسی اور حرکتِ زمین کے بارے میں نئے سائنسی تصورات کا یہ نتیجہ نکلا کہ پادریوں نے کفر کے فتوے جاری کردیے۔گلیلیو نے جب 1609ء میں دوربین ایجاد کی اور اس کی مدد سے نظامِ شمسی کے بارے میں اپنی تحقیقات دنیا کے سامنے پیش کیں تو پادریوں نے اُسے اس جرم کی پاداش میں سزائے قید سنائی اور وہ دورانِ قید مر گیا۔علی ہذا القیاس متعدد سائنس دانوں کو مذہب کے نام پر متعصب ظالمانہ قوانین کے شکنجے میں کستے ہوئے اپنے سائنسی نظریات واپس لینے کو کہا گیا، یہاں تک کہ ان میں سے بعض کو زندہ جلا دیا گیا۔ان تمام باتوں کے باوجود سائنس کا کارواں آگے بڑھتا گیا اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ اس جاہلانہ معاشرے میں مذہب اور سائنس کے درمیان ایک گھمبیر جنگ چھڑ گئی۔ قانونِ قدرت کے مطابق حق (سائنس) کو فتح حاصل ہوئی اور مسخ شدہ عیسائیت اپنا سر پیٹ کر رہ گئی۔

عیسائیت کی شکست کے بعد اگرچہ یہ جنگ اب ختم ہوچکی ہے تاہم جدید ذہن مولوی صاحب کی وجہ سے اسلام کو بھی عیسائیت کے پردے میں دیکھ رہا ہے اور اسلام کو سائنس پر پہرہ بٹھانے والا دین سمجھ رہا ہے حالانکہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔ مذہب اور سائنس میں عدم تضاد کی بحث کبھی بھی اسلام کی نہیں تھی، یہ عیسائیت کے مسخ شدہ مذہب اور سائنس کی جنگ تھی۔ بدقسمتی سے ہمارے نوجوانوں نے سائنسی علوم کی ابتدا اور پیش رفت کو جاننے کیلئے اسلام کی زریں تاریخ کا مطالعہ کرنے کی زحمت ہی گوارہ نہیں کی اور فقط مولوی صاحب کے ارشادات کو ہی اسلام سمجھ لیا۔انہوں نے اندلس (Spain) بغداد، دمشق (Damascus) اور نیشاپور کی اسلامی سائنس کی ترقی کا مطالعہ ہی نہیں کیا۔آج بھی ہالینڈ کی لیڈن یونیورسٹی کی لائبریری کے ایشین سیکشن (Asian Saction) میں مسلم سائنس دانوں کی لکھی

ebooks.i360.pk

ہوئی صدیوں پرانی کتابیں موجود ہیں۔ مغالطے کی وجہ مولوی صاحبان کے ذہن میں پایا جانے والا غلط تصور ہے کہ ہمارے ہاں مدارسِ اسلامیہ کے نصاب ''درس نظامی'' میں صدیوں سے جو فلسفہ پڑھایا جارہا ہے وہ اسلام سے ماخوذ ہے۔ یہ تصور ہی حقیقت کے خلاف ہے کیونکہ وہ فلسفہ اسلامی نہیں بلکہ یونانی فلسفہ ہے۔ ہمارے مولوی صاحبان وہ کتابیں پڑھ کر یہ بھول گئے ہیں کہ وہ فلسفہ یونانی ہے قرآنی نہیں اس وجہ سے یہ سمجھا جاتا رہا ہے کہ بعض سائنسی تصورات ہمارے مذہب کے خلاف ہیں حالانکہ اسلام اور سائنس میں کوئی اختلاف موجود نہیں، اسلام اپنے ماننے والوں کو مذہب اور سائنس دونوں کا نور عطا کرتا ہے اور یہ حقیقت ہے کہ اسلام دنیا کا سب سے زیادہ ترقی یافتہ دین ہے۔ مگر افسوس مولوی صاحبان اسے مسخ شدہ عیسائیت اور رہبانیت کی طرف لے جارہے ہیں۔ سائنسی ایجادات سے تو فائدہ اٹھا رہے ہیں مگر سائنس پر فتوے لگ رہے ہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ ایک بہت بڑا طبقہ مولوی کی پیروی کرتا ہے اور مولوی صاحبان کی سوچ سے 100% اتفاق کرتا ہے اور مولوی کی بات مانتا ہے۔ مولوی صاحب کا یہ فرض ہے کہ اپنے ماننے والوں کو سائنس کی ترغیب دے۔ مدارس میں سائنسی علوم پڑھائے اور اس قوم کو مغرب کی غلامی سے نجات دلانے میں اپنا کردار ادا کرے اور یہ فقط اسی صورت میں ممکن ہے جب ہم سائنس و ٹیکنالوجی میں خود مختار ہوجائیں۔

ebooks.i360.pk

آج کا مدرسہ اور اسلامی علوم کے کرشمے

مدارس چلانے والوں اور مدارس میں پڑھنے پڑھانے والوں کا یہ دعویٰ ہے کہ وہ خالص اسلامی علوم حاصل کرنے کیلئے اپنی زندگی وقف کررہے ہیں۔ وہ علم کونسے ہیں؟ قرآن پاک کا زبانی یاد کرنا، کوئی مخصوص تفسیر پڑھنا، دورۂ حدیث کرنا جس میں طلباء کو فقط حدیثوں میں سے گزارا جاتا ہے، سمجھنا سمجھانا مقصود نہیں ہوتا اور نہ ہی ممکن ہوتا ہے کیونکہ جس طرح پڑھایا جاتا ہے، آپ میں سے کوئی بھی دیکھ کر فیصلہ کرسکتا ہے، صرف ونحو، یونانی فلسفہ اور مخصوص فقہ، اب سوال یہ ہے کہ یہ علوم کب سے عالم اسلام میں پڑھائے جارہے ہیں؟ اسلامی تاریخ میں علم وعرفان کے جن بے شمار درخشندہ ستاروں کا ذکر ہے انہوں نے کیا پڑھا تھا؟ اگر فقط یہی اسلامی علوم ہیں جو اس وقت مدارس میں پڑھائے جارہے ہیں تو کیا مسلمان انہی چند علوم کے سہارے پوری دنیا پر چھائے رہے اور دنیا آج بھی مسلمانوں کے علمی کارناموں کو ماننے پر مجبور ہے۔ تب اور اب میں کچھ تو فرق ہے......

قرآن ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے جو زندگی کے تمام معاملات سے متعلق ہدایات فراہم کرتا ہے۔ یہ ایک ایسی کتابِ ہدایت ہے جس سے تمام علوم کے سُوتے پھوٹتے ہیں، قاضی ابوبکر بن عربیؒ اپنی کتاب 'قانون التادیل' میں بیان کرتے ہیں کہ قرآنی علوم کی تعداد 77450 ہے۔ اسی طرح حدیث نبوی ﷺ سے بھی ہزاروں علوم کا استنباط کیا گیا اور تحقیق کے ذریعے ہزاروں کتب کا بیش بہا خزانہ مرتب ہوا۔

ابنِ حوقل نے لکھا ہے کہ قرونِ وُسطیٰ میں اسلامی اور عرب دنیا میں شرح خواندگی اور تعلیم وتعلم نے یہاں تک ترقی کی کہ صرف سسلی (Sicily) جیسے ایک چھوٹے سے شہر میں 600 پرائمری سکول موجود تھے اور ان کی وسعت کا یہ عالم تھا کہ ابوالقاسم بلخی کی روایت کے مطابق 3000 طلبا صرف اُن کے اپنے ادارے میں زیرِ تعلیم تھے۔ اسی طرح دمشق، حلب، بغداد، موصل، مصر، بیت المقدس، قرطبہ، نیشاپور اور خراسان بھی سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں وغیرہ سے معمور تھے۔ جامعہ نظامیہ بغداد، جو پانچویں صدی سے نویں صدی ہجری تک دنیا کی عظیم ترین یونیورسٹی تھی، اس میں ریگولر طلباء کی تعداد 6000 ہوتی تھی۔

دسویں صدی میں بقول امام نعیمیؒ صرف شہر دمشق میں فقہ وقانون کے کالجز اور جامعات کا عالم یہ تھا کہ 63 تعلیمی ادارے فقہ شافعی کے تھے، 52 فقہ حنفی کے، 11 فقہ حنبلی کے اور 4 فقہ مالکی کے تھے۔ اس کے علاوہ علم الطب (Medical Sciences) کے سکول اور کالجز الگ تھے۔

امام ابن کثیر تاریخ پر اپنی کتاب البدایہ والنہایہ میں سن 631ھ کے ضمن میں لکھتے ہیں کہ اس سال مدرسہ مستنصریہ کی تعمیر ہوئی، جو اس وقت کی قانون کی سب سے بڑی درسگاہ تھی۔ اس میں چاروں فقہی قانون ومکاتبِ فکر کے 62,62 ماہرین فقہ وقانون کے شعبوں میں تدریس کیلئے تعینات تھے۔

اسلامی تاریخ کا سب سے پہلا باقاعدہ ہسپتال اموی خلیفہ ولید بن عبدالملک (86ھ تا 96ھ) کے زمانے میں پہلی صدی ہجری

ebooks.i360.pk

میں ہی تعمیر ہو گیا تھا۔ اس سے پہلے ڈسپنسریاں، موبائل میڈیکل یونٹ اور میڈیکل ایڈ سنٹر وغیرہ موجود تھے۔ اس ہسپتال میں مریضوں کو رکھنے کے لیے باقاعدہ وارڈ تھے اور ڈاکٹروں کو رہائش گاہ کے علاوہ معقول تنخواہ دی جاتی تھی۔

بعض بڑے ہسپتالوں میں میڈیکل کالجز بھی متعلق کر دیے گئے تھے جہاں پوری دنیا کے طلباء میڈیکل سائنسز کی تعلیم حاصل کرتے تھے۔ دمشق کا نوری ہسپتال اور مصر کا ابنِ طولون ہسپتال اس سلسلے میں بڑے نمایاں تھے۔ ابنِ طولون میڈیکل کالج میں اتنی عظیم لائبریری موجود تھی جو صرف میڈیکل سائنس کی ہی ایک لاکھ سے زائد کتابوں پر مشتمل تھی۔ ہسپتالوں کا نظام دورِ جدید کے ہسپتالوں کی طرح نہایت منظّم اور جامع تھا اور یہ معیار دمشق، بغداد، قاہرہ، بیت المقدس، مکہ، مدینہ اور اندلس ہر جگہ برقرار رکھا گیا تھا۔ بغداد کا ازدی ہسپتال، جو 371ھ میں تعمیر ہوا، دمشق کا نوری ہسپتال، مصر کا منصوری ہسپتال اور مراکش کا مراکو ہسپتال اسوقت دنیا کے سب سے بڑے اور تمام ضروری سہولتوں اور آلات سے لیس ہسپتال تھے۔

اندلس کے دوسرے اموی خلیفہ حکم ثانی (961ء تا 976ء) کی لائبریری اپنے دور کی دنیا کی سب سے بڑی لائبریری تھی جہاں قرآنِ مجید، حدیث، فقہ اور دیگر مذہبی علوم کے علاوہ ہیئت، ریاضی، طب، نجوم، کیمیا، طبیعات، فلسفہ، منطق، تاریخ اور جغرافیہ سمیت تمام علوم عقلیہ پر مشتمل 4 لاکھ سے زیادہ (ایک روایت کے مطابق 6 لاکھ) کتب موجود تھیں۔ اس لائبریری کی کیٹلاگ 44 بڑی جلدوں پر مشتمل تھی۔ اندلس میں مسلمانوں کے سیاسی زوال کے بعد جاہل پادریوں نے مسلمانوں کی تمام لائبریریاں جلا دیں، جن میں الحکم کی عظیم الشان لائبریری بھی شامل تھی۔

عہد موحدون میں صرف قرطبہ میں ثانوی و اعلیٰ تعلیم کے 800 سے زائد تعلیمی ادارے قائم تھے جہاں 10000 سے زیادہ طلبہ مذہبی اور سائنسی دونوں طرح کی تعلیم حاصل کرتے تھے۔

سقوطِ قرطبہ کے بعد جب بنونصر، غرناطہ کے حکمران ہوئے تو ان کے دور میں بھی علم و فن نے خوب ترقی کی۔ انہوں نے غرناطہ میں اعلیٰ تعلیم کے لیے ایک عظیم یونیورسٹی قائم کی جس میں مذہبی علوم کے ساتھ ساتھ تاریخ و ادب کے علاوہ سائنسی علوم کی تدریس کا بھی خاطر خواہ انتظام کیا گیا تھا۔ مرکزی یونیورسٹی کے علاوہ شہر میں سینکڑوں سکول اور کالج بھی تھے جو ابتدائی اور ثانوی تعلیم کی ترویج میں مصروف تھے۔ شہر میں 70 بڑی لائبریریاں تھیں۔

اسلامی سپین کا دارالحکومت قرطبہ بھی علوم وفنون کے معاملے میں کسی طور کم نہ تھا بلکہ بعض وجوہ کی بنا پر اُسے فوقیت حاصل تھی۔

شہر کی آبادی دس لاکھ سے متجاوز تھی جس میں دو لاکھ سے زیادہ رہائشی مکانات موجود تھے۔ سِکّے سے بنی پائپ لائنوں کی مدد سے اتنے وسیع وعریض شہر کو پینے کے تازہ پانی کی فراہمی اس دور کا سب سے عظیم کارنامہ تھا۔ قرطبہ میں کل 80400 دکانیں تھیں جن میں تقریباً بیس ہزار فقط کتب فروشی اور اس سے متعلقہ کاروبار کے لیے وقف تھیں۔ قرطبہ یورپ کے دورِ جہالت کے دوران ایک عظیم الشان علمی مرکز کے طور پر ابھرا۔ شہر میں 3000 مساجد، 80 کالج، 50 ہسپتال، 700 حمام اور غلے کو محفوظ کرنے کیلئے 4300 گودام تھے۔ میلوں طویل سڑکیں پختہ پتھروں سے بنی ہوئی تھیں۔ رات کے وقت شہر میں روشنی کا بخوبی انتظام تھا۔ سر شام ہرکارے گلیوں میں نصب ستونوں

ebooks.i360.pk

سے آویزاں لیمپوں میں تیل ڈال جاتے، غروب آفتاب پر انہیں جلا دیا جاتا اور ساری رات اُن کی روشنی سے سڑکیں اور گلیاں روشن رہتیں، یہ اُس دور کے مسلمانوں کا ایک نا قابلِ یقین عظیم کارنامہ تھا، جبکہ دوسری طرف پیرس اور لندن جیسے شہروں میں بھی راتیں گھپ اندھیرے میں گزرتی تھیں اور یہ سب کچھ کسی سے ڈھکا چھپا نہیں ہے، تاریخ کی کتابیں آپ کو مسلمانوں کے ان عظیم کارناموں سے بھری ملیں گی۔ میرا مقصد ساری تاریخ کو نقل کرنا نہیں بلکہ جھلک دکھانا ہے، تاریخ اٹھایئے پڑھیے اور پھر ماتم کیجئے۔ اب یہ مولوی صاحب ہی بتا سکتے ہیں کہ یہ عظیم کارنامے جن کا تاریخ میں ذکر ہے، مسلمانوں نے اسلام کے خلاف چلکر سرانجام دیئے تھے یا عین اسلام اور قرآن پر عمل کر کے اور یقیناً اسلام ہی کے مرہونِ منت تھے تو پھر مولوی صاحب کو مدارس کے نصاب کے متعلق کچھ تو سوچنا ہوگا۔ مدارس کے طلباء پر کچھ تو رحم کھانا ہوگا اور انہیں عصری علوم اور سائنس کو اسلام کا حصہ سمجھ کر پڑھانا ہوگا۔ چند کتابیں پڑھنا، نماز، روزہ وغیرہ ہی فقط کامیابی کی ضمانت ہوتے تو آج بظاہر یہ اعمال پہلے کی نسبت زیادہ افراد کرتے ہیں۔ مدارس میں لاکھوں بچے عالم بن رہے ہیں مگر کوئی ایک بھی ایسا نظر نہیں آتا جس پر عالم اسلام کو فخر ہو، ہر شہر میں کئی کئی مساجد ہیں اور نمازیوں سے کھچا کھچ بھری ہوتی ہیں، لاکھوں لوگ ہر سال حج کرتے ہیں، مذہبی اجتماعات وغیرہ میں بھی لاکھوں لوگ رو رو کر دعا کر رہے ہوتے ہیں مگر حالت جوں کی توں ہے بلکہ مسلسل خراب ہوتی جا رہی ہے مگر ہم پھر بھی کچھ نہیں سوچ رہے اور اس کی وجہ فقط اتنی سی ہے کہ ہم نے قرآن کے تابع ہونے کی بجائے قرآن کو اپنے تابع کر لیا۔ علامہ اقبال کے الفاظ میں:

خود بدلتے نہیں قرآں کو بدل دیتے ہیں
ہوئے کس درجہ فقیہانِ حرم بے توفیق
اِن غلاموں کا یہ مسلک ہے کہ ناقص ہے کتاب
کہ سکھاتی نہیں مومن کو غلامی کے طریق

ہم اسلاف کی مثالیں دیتے ہیں کہ انہوں نے علم کے زور پر یہ کیا، وہ کیا مگر خود ہاتھ پہ ہاتھ دھرے بیٹھے ہیں۔ درسِ نظامی سے فارغ ہوئے، تھوڑی سی محنت اور بھاگ دوڑ سے کوئی مسجد مل گئی اور کوشش کرتے ہیں کہ تاحیات مسجد پہ تسلط قائم رہے، مسجد ملنے کے بعد سارا زور فقط وعظ اور مسلک کی کتابیں پڑھنے پر لگ جاتا ہے اور تمام عمر ایسے ہی تمام ہو جاتی ہے اور یہی ہمارا اسلام ہے، اس سے بچہ بچہ واقف ہے، نہ یہ کسی پہ الزام ہے اور نہ بہتان۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ مولوی صاحب دوسروں کو حدیث سناتے ہیں کہ ''ہر شخص نگہبان ہے اور ہر شخص اپنی رعیت کے متعلق جوابدہ ہے'' تو کیا مولوی صاحب سے کچھ نہیں پوچھا جائے گا؟ یہ کہاں لکھا ہوا ہے کہ شاگرد علم میں استاد سے آگے نہیں بڑھ سکتا؟ یہ کہاں لکھا ہوا ہے کہ شاگرد ساری عمر وہی کتابیں پڑھے گا جو استاد چھوڑ گیا ہے اور باقی کتابوں کو شجرِ ممنوع سمجھے گا؟ استاد نے ہزاروں یا سینکڑوں کتابیں لکھ ڈالیں مختلف علوم وفنون پر اور شاگرد ایک رسالہ بھی رقم نہ کر سکے بلکہ وہی پڑھتا رہے اور بس انہیں کے پڑھنے کی تلقین کرتا رہے؟ ہونا تو یہ چاہیے کہ جن علوم کا احاطہ استاد سے نہ ہو سکا، شاگرد اُن علوم پر قلم اٹھائے اور استاد کے مشن کو آگے بڑھائے اور ان کے شاگرد اس سے آگے مشن کو لے کر چلیں مگر ہمارے ہاں کا تو باوا آدم ہی نرالا ہے۔ ہم نے اسلاف کی لکھی ہوئی کتابوں میں سے چند

ebooks.i360.pk

کتابیں تھام لی ہیں، ان کی اپنی اپنی طبیعت کے مطابق تشریح اور ترجمہ کر لیا، یہی ہمارا اسلام بن گیا اور ہم خود کو دین اور سلام کے وارث سمجھنے لگے ہیں بلکہ ٹھیکیدار بن گئے ہیں، کِسے اسلام میں داخل کرنا ہے، کسے خارج کرنا ہے، کون عاشق رسول ہے، کون گستاخِ رسول ہے، کون بدعتی ہے، کون مشرک ہے، کس کے پیچھے کس کا ہاتھ ہے وغیرہ وغیرہ ہمارے اسلام کا لازمی جزو ہیں حالانکہ اقبال کے بقول اگر مولوی کے مدرسے کی یہی حالت رہی تو یورپ کے مسلمان ہونے سے بھی اسلام کی اجتماعی حالت پر کوئی فرق نہیں پڑے گا۔

اگر قبول کرے دین مصطفیٰ انگریز
سیاہ روز مسلماں رہے گا پھر بھی غلام

ebooks.i360.pk

مولوی کی ایجادات اور مسلمان سائنس دان

قرآن نے جدید سائنس کو بنیاد فراہم کی اور مسلمان سائنس دانوں نے اسے عملی طور پر انسانیت کی فلاح کے لیے دنیا کے سامنے پیش کیا۔مولوی صاحب کے اسلام میں انسانیت کی فلاح کا پیغام ہے مگر صرف مرنے کے بعد، زندہ انسانوں کیلئے اُس میں فقط آزمائش ہی آزمائش ہے، مرنے کے بعد آپ کو جنت ملے گی، حوریں ملیں گی، شراب کی نہریں ہونگی، دودھ کی نہریں ہونگی، میوہ جات ہونگے، محلات ہونگے وغیرہ وغیرہ......اقبالؒ نے مولوی کی جنت کا کیا خوب نقشہ کھینچا ہے۔

میں بھی حاضر تھا وہیں، ضبط سخن نہ کرسکا
حق سے جب حضرتِ مُلّا کو مِلا حکم بہشت
عرض کی میں نے الٰہی میری تقصیر معاف
خوش نہ آئیں گے اسے حور و شراب و لب کشت
نہیں فردوس مقام جدل و قال و اقوال
بحث و تکرار اس اللہ کے بندے کی سرشت
ہے بد آموزی اقوام وملل کام اس کا
اور جنت میں نہ مسجد نہ کلیسا نہ کنشت

میرے خیال میں مولوی صاحب جنت کے متعلق غلط فہمی کا شکار ہیں۔ جنت نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرامؓ کے نقشِ قدم پر چلنے والوں کیلئے ہے، خدمتِ خلق کرنے والوں کیلئے ہے نہ کہ خدمت کروانے والوں کیلئے، خودکو تکلیف دینے والوں کیلئے ہے نہ دوسروں کو تکلیف دینے والوں کیلئے، رہنمائی کرنے والوں کیلئے ہے کہ نہ غلام بنانے والوں کیلئے، خیر مولوی کی ایجادات کا ذکر مقصود تھا۔

- ☆ سب سے پہلے خدمتِ مولوی، مولوی صاحب کی اپنی ایجاد ہے، اس میں اسلام کا کوئی ہاتھ نہیں ہے۔
- ☆ فرقۂ واریت مولوی صاحب کی ایجاد ہے، سینکڑوں فرقے مولوی صاحب نے کمال محنت اور ذہانت سے بنائے۔
- ☆ انتہا پسندی مولوی صاحب کی ایجاد ہے کہ ایک کلمہ گو دوسرے کلمہ گو کو مسلمان تک ماننے کو تیار نہیں۔
- ☆ دہشت گردی کی ایجاد کے متعلق تو کنفرم نہیں کہا جاسکتا مگر حصہ ضرور ہے۔
- ☆ بے عملی مولوی صاحب کی ایجاد ہے۔
- ☆ اندھی تقلید مولوی صاحب کی ایجاد ہے۔
- ☆ بے علم عالم مولوی صاحب کی ایجاد ہے۔
- ☆ علم سے خالی تعلیمی ادارے مولوی صاحب کی ایجاد ہیں۔

ebooks.i360.pk

☆ دین فروشی مولوی صاحب کی ایجاد ہے۔

☆ مذہب کے نام پر لڑائی جھگڑے مولوی کی ایجاد ہیں۔

☆ اختلاف اور مخالفت کے فرق کو ختم کرنا مولوی کی ایجاد ہے۔

اس کے علاوہ مولوی صاحب کی بے شمار ایجادات ہیں جن کا احاطہ ممکن نہیں، یہ سب ایجادات اسلام کا حصہ بن چکی ہیں، ان میں سے کسی ایک کا بھی انکار آپ کے اسلام پر سوالیہ نشان لگا سکتا ہے اس لیے اکثر لوگ جہنم کے خوف اور جنت کے لالچ میں خاموش ہی رہتے ہیں۔

اب اختصار کے ساتھ کچھ مسلمان سائنس دانوں کا تذکرہ بھی ہو جائے۔ سب سے پہلے علمِ فقہ و قانون کی بات کرتے ہیں۔

☆ **علم فقہ و قانون**: اس باب میں امام اعظم ابوحنیفہؒ (متوفی 150ھ) نے دوسری صدی ہجری کے اوائل میں ہی تاریخ قانون میں ان نادر ذخائر کا اضافہ کیا جو صدیاں گزرنے کے باوجود آج تک مینارۂ نور ہے۔

آپ کے شاگردوں میں سے بالخصوص امام محمد بن حسن شیبانیؒ نے "السیر الکبیر" اور "السیر الصغیر" کی صورت میں Public International Law اور Private International Law پر امام اعظم کی فرمودہ تصانیف مرتب کیں جن پر بعد ازاں امام سرخسیؒ نے 'شرح السیر' کے نام سے چار جلدوں پر مشتمل شرح لکھی، جو اپنے دور میں آج کے Strake اور Oppehiem سے بہتر مجموعہ تھا۔ امام سرخسیؒ کی ہی 30 جلدوں پر مشتمل ضخیم کتاب 'المبسوط' قانون (Law) پر آج سے تقریباً ایک ہزار سال قبل کا لکھا ہوا ایک نادر المثال مجموعہ ہے۔

بین الاقوامی قانون پر امام زید بن علیؒ (متوفی 120ھ) کی کتاب 'المجموع' میں بھی مفصل باب شامل تھا۔ امام مالکؒ، امام ابو یوسفؒ، امام محمدؒ، امام اوزاعیؒ، امام شافعیؒ اور دیگر ائمہ فقہ و قانون نے بھی اس موضوع پر بھرپور مواد فراہم کیا جو علمی و قانونی تاریخ کا بیش بہا سرمایہ ہے۔

Comparative Case Law جو دورِ جدید کا نہایت اہم قانونی فن اور علمی موضوع ہے، اس پر دوسری صدی ہجری میں باقاعدہ کام شروع ہو گیا تھا۔ دبوسی، ابن رشد، شاطبی اور سیموری وغیرہ کی تصانیف اس فن کے اعلیٰ پایہ کے نمونے ہیں۔

علم دستور (Constitutional Law) پر دنیا کی سب سے پہلی باضابطہ دستاویز خود حضور سرورِ کائنات کا تیار کردہ، 'میثاق مدینہ' ہے جو 63 دفعات پر مشتمل ہے۔ یہ آئینی و دستوری دستاویز ابنِ ہشامؒ، ابن اسحاقؒ، ابوعبیدؒ، ابن سعدؒ، ابن کثیرؒ اور ابن ابی خثیمہؒ کے ذریعے کامل شکل میں ہم تک پہنچی۔ جدید مغربی دنیا کا آئینی و دستوری سفر 1215ء میں اس وقت شروع ہوا جب شاہِ انگلستان King John نے 'محضر کبیر' (Mona Arta) پر دستخط کیے جبکہ اس سے 593 سال قبل ہجرت کے پہلے سال 622ء میں حضور نبی کریم ﷺ کی طرف سے انسانیت کو معاشی و سماجی عدل و مساوات پر مشتمل ایک جامع تحریری دستور دیا جا چکا تھا۔

ebooks.i360.pk

☆ **علم ہیئت وفلکیات**(Astronomy):علم ہیئت وفلکیات میں مسلمان سائنس دانوں کی خدمات ناقابلِ فراموش ہیں۔ مغربی زبانوں میں اب بھی بے شمار اجرام سماوی کے نام عربی میں ہیں کیونکہ یہ مسلم ماہرین فلکیات کی دریافت ہیں۔

اندلس کے عظیم مسلمان سائنس دان ابن رُشد...... جسے مغرب میں Averroes کے بدلے ہوئے نام سے یاد کیا جاتا ہے...... نے سورج کی سطح کے دھبوں (Sun Spotes) کو پہچانا۔ Gregorian کیلنڈر کی اصلاحات 'عمر خیام' نے مرتب کیں۔ سورج اور چاند کی گردش، سورج گرہن، علم المیقات اور بہت سے سیاروں کے بارے میں غیر معمولی معلومات بھی البتانی اور البیرونی جیسے نامور مسلم سائنس دانوں نے فراہم کیں۔ مسلمانوں کی علم المیقات کے میدان میں خصوصی دلچسپی کی وجہ یہ تھی کہ اس علم کا تعلق براہِ راست نمازوں اور روزوں کے معاملات سے تھا۔ یاد رہے کہ البتانی (877ء۔918ء) اور البیرونی (973ء۔1050ء) کا زمانہ صرف تیسری اور چوتھی صدی ہجری کا ہے اور گویا یہ کام آج سے گیارہ سو سال قبل انجام پذیر ہوئے۔

شیخ عبدالرحمٰن الصوفیؒ نے ایک عظیم کتاب 'صور الکواکب' کے نام سے تصنیف کی تھی جو جدید علم فلکیات کی بنیاد بنی۔ ابن الہیثم جسے اہل مغرب بدلے ہوئے لاطینی نام Alhazen سے یاد کرتے ہیں، کی خدمات بھی ناقابلِ فراموش سائنسی سرمایہ ہیں۔ علم ہیئت اور فلکیات میں علی بن خلاف اندلسی اور مظفر الدین طُوسی کی خدمات بڑی تاریخی اہمیت کی حامل ہیں۔

تیسری صدی ہجری میں قرطبہ کے عظیم سائنس دان عباس بن فرناس نے ایک کمرہ تیار کر رکھا تھا جو دورِ جدید کی سیارگاہ کی بنیاد بنا۔ اس میں ستارے، بادل اور بجلی کی گرج چمک جیسے مظاہرِ فطرت کا بخوبی مشاہدہ کیا جا سکتا تھا۔ عباس بن فرناس وہ عظیم سائنس دان ہے جس نے دنیا کا سب سے پہلا ہوائی جہاز بنا کر اُڑایا، بعد ازاں البیرونی اور ازرقیل وغیرہ نے اسے ترقی دی، اسی طرح سمتِ قبلہ کے درست تعین اور چاند اور سورج گرہن کو قبل از وقت دریافت کرنے حتیٰ کہ چاند کی گردش کا مکمل حساب معلوم کرنے کا نظام بھی البطانی، ابنِ یونس اور ازرقیل جیسے مسلم سائنس دانوں نے وضع کیا۔

☆حساب، الجبرا، جیومیٹری "Mathematics, Algebra, Geomatry": حساب الجبرا اور جیومیٹری کے میدان میں 'الخوارزمی' موسسین علم میں سے ایک ہیں۔ ان کی کتاب ''الجبر والمقابلہ'' کا بارہویں صدی عیسوی میں عربی سے لاطینی زبان میں ترجمہ کیا گیا۔ یہ کتاب سولہویں صدی عیسوی تک یورپ کی یونیورسٹیوں میں بنیادی نصاب کے طور پر پڑھائی جاتی رہی اور اسی سے عالم مغرب میں الجبرا متعارف ہوا۔ اس کتاب میں تفرق کے معکوس اور مساوات کی آٹھ سو سے زائد مثالیں دی گئی تھیں۔ مستزاد یہ کہ یورپ میں Trigonometrical Functions کا علم 'البتانی' کی تصانیف کے ذریعے اور Tangerts کا علم 'ابوالوفا' کی تصانیف کے ذریعے پہنچا۔ اسی طرح صفر (Zero) کا تصور مغرب میں متعارف ہونے سے کم از کم 250 سال قبل عرب مسلمانوں میں متعارف تھا۔ ابوالوفا، الکندی، ثابت بن القراء، الفارابی، عمر خیام، نصیر الدین طوسی، ابن البناء المراکشی، ابنِ حمزہ المغربی، ابوالکامل المصری اور ابراہیم بن سنان وغیرہ کی خدمات Arithematic, Algebra, Geometry اور Trigonometry وغیرہ میں تاسیسی حیثیت کی حامل ہیں۔

ebooks.i360.pk

☆ **طبیعات، میکانیات اور حرکیات** Physics, Mehcanics, Dynamics: قرونِ وسطیٰ کے مسلمان سائنس دانوں میں ابنِ سینا، الکندی، نصیر الدین طوسی اور ملا صدرہ کی خدمات طبیعات کے فروغ میں ابتدائی طور پر بہت اہمیت کی حامل ہیں۔ بعدازاں محمد بن زکریا الرازی، البیرونی اور ابو البرکات البغدادی نے اُسے مزید ترقی دی۔ الرازی نے علم تخلیقات (Cosmology) کو خاصا فروغ دیا۔ البیرونی نے ارسطو کے کئی طبیعاتی نظریات کو رد کیا۔ البغدادی کی کتاب 'کتابُ المعتبر' قدیم فزکس میں نمایاں مقام رکھتی ہے۔ حرکت (Motion) اور سمتی رفتار (Velocity) کی نسبت البغدادی اور ملا صدرہ کے نظریات و تحقیقات آج کے سائنس دانوں کیلئے بھی باعثِ حیرت ہیں۔ پھر ابنِ الہیثم نے Density، Atmosphere، Attraction, Capillary، Gravition، Velocities، Time، Space، Weight، Measurements جیسے موضوعات اور تصورات کی نسبت بنیادی مواد فراہم کر کے فزکس کے دامن کو علم سے بھر دیا۔ ابنِ الہیثم کی کتاب ''کتاب المناظر'' نے اس میدان میں گرانقدر علم کا اضافہ کیا۔

ابن ماجہ نے بھی ڈائنامکس میں نمایاں علمی خدمات انجام دیں۔ انہوں نے ارسطو کے نظریہ رفتار کو رد کیا۔ اسی طرح ابن رشد نے بھی اس علم کو ترقی دی۔ ان مسلم سائنس دانوں نے گلیلیو سے بھی بہت پہلے گریوی ٹیشنل فورس کی خبر دی مگر ان کا تصور دورِ حاضر کے تصور سے قدرے مختلف تھا۔ اسی طرح مومینٹم کا تصور بھی اسلامی سائنس کے ذریعے مغربی دنیا میں متعارف ہوا۔ ثابت بن قراء نے لیور پر پوری کتاب لکھی جسے مغربی تاریخ میں Liber Karatonis کے نام سے جانا جاتا تھا۔

علم بصریات (Optics):

بقول پروفیسر آرنلڈ (Arnold) اس میدان میں چوتھی صدی ہجری کے ابن الہیثم اور کمال الدین الفارسی کی سائنسی خدمات نے پچھلے نامور سائنس دانوں کے علم کے چراغ بجھا دیئے۔ ابن الہیثم کی معرکۃ الآراء کتاب 'On Optics' آج اپنے لاطینی ترجمے کے ذریعے زندہ ہے۔ انہوں نے تاریخ میں پہلی مرتبہ Magnifying Power Lenses کو دریافت کیا اور اس تحقیق نے Magnifying Lenses کے نظریہ کو انسان کے قریب تر کر دیا۔ ابن الہیثم نے ہی یونانی نظریہ بصارت (Nature of Vision) کو رد کر کے دنیا کو جدید نظریہ بصارت سے روشناس کروایا اور ثابت کیا کہ روشنی کی شعاعیں (Rays) آنکھوں سے پیدا نہیں ہوتیں بلکہ بیرونی اجسام (External Objects) کی طرف سے آتی ہیں۔ انہوں نے پردۂ بصارت (Retina) کی حقیقت پر صحیح طریقہ سے بحث کی اور اس کا Optic Nerve اور دماغ کے ساتھ باہمی تعلق کو واضح کیا۔ حقیقت یہ ہے کہ ابن الہیثم جدید بصریات (Optics) کے بانی کا درجہ رکھتے ہیں۔ اس طرح قطب الدین شیرازی اور القزوینی نے بھی اس میدان میں گرانقدر خدمات انجام دی ہیں۔

ebooks.i360.pk

علم النباتات(Botany)

اس موضوع پر الدینوری (895ء) کی چھ جلدوں پر مشتمل کتاب 'کتاب النبات' سائنس کی دنیا میں سب سے پہلا ضخیم اور جامع انسائیکلو پیڈیا باٹینکا ہے۔ یہ مجموعہ اس وقت تحریر کیا گیا جب یونانی کتب کا عربی ترجمہ بھی شروع نہیں ہوا تھا، پروفیسر آرنلڈ کے مطابق دنیا بھر سے مسلمانوں کے مکہ مدینہ کی طرف حج و زیارت کے لیے سفر کرنے کے عمل نے بائیولوجیکل سائنس کو خاصی ترقی دی ہے۔ الغففقی اور الادریسی نے اندلس(Spain) سے افریقہ تک سفر کر کے سینکڑوں پودوں کی نسبت معلومات جمع کیں اور کتابیں مرتب کیں۔ ابن العوام نے585 پودوں کے خواص واحوال پر مشتمل کتاب مرتب کی اور علم النباتات کو ترقی کی راہ پر گامزن کیا۔ عبداللہ بن عبدالعزیز الکبری نے 'کتاب اعیان النبات والشجریات الاندلسۂ' کے نام سے اندلس کے درختوں اور پودوں کے خواص مرتب کیے۔ اشبیلیہ کے ماہرِ نباتات ابن الرومیہ نے اندلس کے علاوہ افریقہ اور ایشیاء کے بیشتر ممالک کی سیاحت کی اور اس دوران ملنے والے پودوں اور جڑی بوٹیوں پر خالص نباتی نقطۂ نظر سے تحقیقات کیں۔ اس کے علاوہ ابن البیطار، شریف ادریسی اور ابنِ بکلارش بھی اندلس کے معروف ماہرینِ نباتات میں سے ہیں۔

علم الطب(Medical Sciences)

اس باب میں الرازی، ابوالقاسم الزاہروی، ابن سینا، ابن رشد اور الکندی کے نام سرفہرست آتے ہیں۔ مسلم سائنس دانوں نے اسلام کے دور اوائل میں ہی بڑے بڑے ہسپتال اور طبی ادارے (میڈیکل کالجز) قائم کر لیے تھے جہاں علم الادویہ (فارمیسی) اور علم الجراحت (سرجری) کی کلاسیں بھی ہوتی تھیں۔ عالم اسلام کے نامور طبیب الرازی (930ء) نے علم الطب (میڈیکل سائنسز) پر200 سے زائد کتب تصنیف کی تھیں جن میں بعض کا لاطینی، انگریزی اور دوسری جدید زبانوں میں ترجمہ کیا گیا اور انہیں1498ء سے1866ء تک تقریباً40 مرتبہ چھاپا گیا۔

اسی طرح ابوعلی الحسین بن سینا (1037ء) نے 'القانون' لکھ کر میڈیکل کی دنیا میں ایک عظیم دور کا اضافہ کیا اس کا ترجمہ بھی عربی سے لاطینی اور دیگر زبانوں میں کیا گیا اور یہ کتاب1650ء تک یورپ کی بیشتر یونیورسٹیوں میں شامل نصاب رہی۔

ابوریحان البیرونی1048ء نے فارماکالوجی کو مرتب کیا۔ اسی طرح علی بن عیسٰی بغدادی اور عمار الموصلی کی امراضِ چشم اور آپتھلمولوجی پر لکھی گئی کتب اٹھارویں صدی عیسوی کے نصف اول تک فرانس اور یورپ کے میڈیکل کالجز میں بطور ٹیکسٹ بکس شامل نصاب تھیں۔ ایک غیر مسلم مذہبی مفکر E.G Browne لکھتا ہے۔

''جب عیسائی یورپ کے لوگ اپنے علاج کیلئے بتوں کے سامنے جھکتے تھے اس وقت مسلمانوں کے ہاں لائسنس یافتہ ڈاکٹرز، معالجین، ماہرین اور شاندار ہسپتال موجود تھے۔''

ebooks.i360.pk

علم ادویہ سازی (Pharma Cology)

Seirton اور Gulick جیسے مغربی محققین نے لکھا ہے کہ ابن البیطار نے سادہ ادویات کے مجموعے (Collection of Simple Drugs) کے نام سے ایک کتاب لکھی جو کہ علم نباتات پر عربی زبان میں اس زمانے کی سب سے بڑی تصنیف تسلیم کی جاتی ہے۔اس نے بحیرۂ روم میں اندلس سے لے کر شام تک کے علاقے سے مختلف پودے، جڑی بوٹیاں اور دوائیاں اکٹھی کیں اور 1400 سے بھی زیادہ طبی ادویات کا اپنی کتاب میں ذکر کیا اور ان کا موازنہ اپنے سے قبل 150 دیگر مصنفین کی تصنیفات سے بھی کیا۔اس دور کے عظیم مسلمان ادویہ سازوں میں ابوبکر محمد بن زکریا الرازی، علی بن عباس، ابوالقاسم خلاف ابن عباس الزاہروی اور ابومروان بن اظہر کے نام بڑے معروف ہیں۔اسی طرح میڈیسن پر ابنِ رشد کی 'کتاب الکلیات' ایک معرکہ آرا تصنیف ہے۔

علم الجراحت (Surgery)

ابوالقاسم بن عباس الزہراوی نہ صرف ایک ماہر طبیب تھے بلکہ اول درجے کے عظیم سرجن بھی تھے۔انہوں نے اپنے شعبہ میں انتہائی مشکل اور پیچیدہ آپریشن کیے اور اس کے ساتھ انہوں نے زچگی کے شعبے میں بھی آپریشن کیے اور انہوں نے اپنے زیرِ استعمال آلاتِ سرجری کی بڑی واضح اور روشن وضاحت کی ہے جس سے عربوں میں سرجری کے فن کی ترقی کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

ابنِ زہر کا مرتبہ میڈیسن میں وہی ہے جو الزاہراوی کا سرجری میں تھا، جو چھ قسم کا کام انہوں نے ادویہ سازی پر کیا، ان میں تین ابھی تک جاری و ساری ہیں۔گیلن کے بعد ابنِ زہر کو سب سے بڑا طبیب تسلیم کیا جاتا ہے۔کم از کم 'الرازی' کے بعد وہ دنیائے اسلام میں سب سے بڑے مطب (Clinic) کے مالک تھے۔ابن زہر کی اور تصنیف 'کتاب الاغذیہ' بھی ہے جو اپنے موضوع کے اعتبار سے اہم ترین کتب میں شمار ہوتی ہے۔

علم امراض چشم (Ophthalmology)

مسلم اطباء نے امراض چشم کی دوا سازی میں بھی بیش بہا علمی اضافے کیے۔علی بن عیسیٰ نے مشہور کتاب Tadhkirat al Kahhalin لکھی اور اس نے صدیوں تک ماہرین امراض چشم کی رہنمائی کی۔علی بن عیسیٰ کی تصنیفات کو دنیا میں ہر جگہ پڑھایا گیا اور ان کا لاطینی زبان میں ترجمہ بھی ہوا۔

بے ہوش کرنے کا نظام (Anaesthesia)

علی بن عیسیٰ تاریخ عالم میں پہلا سائنس دان تھا جس نے سرجری سے پہلے مریض کو بے ہوش و بے حس کرنے کے طریقے تجویز کیے۔اندلس کا نامور سرجن ابوالقاسم الزاہروی بھی آپریشن سے قبل مریض کو بے ہوشی کی دوا دینے سے بخوبی آگاہ تھا۔اسی عہد میں تیونس میں ایک اور ماہر اسحاق بن سلیمان الاسرائیلی منظر عام پر آئے جو امراض چشم کے ماہر تھے اور ان کی تصنیفات کا ترجمہ بھی لاطینی اور عبرانی زبانوں میں کیا گیا۔

ebooks.i360.pk

علم الکیمیا (Chemistry)

اسلام کی تاریخ میں علم الکیمیا کے باب میں خالد بن یزیدؒ (704ء) اور امام جعفر صادقؒ (765ء) کی شخصیات بانی اور مؤسس کی حیثیت سے پہچانی جاتی ہیں۔ نامور مسلم سائنس دان جابر بن حیان (776ء) امام جعفر الصادقؒ کا ہی شاگرد تھا جس نے کیمسٹری کی دنیا میں انمٹ نقوش چھوڑے۔ مفروضہ اور تصور کی بجائے انہوں نے تجزیاتی تجربیت کو رواج دیا اور ان مسلم رہنماؤں کی بدولت ہی قدیم الکیمی باقاعدہ سائنس کا روپ دھار گئی۔

جابر بن حیان کی کتابیں عرصہ دراز تک یورپ کے کالجوں اور یونیورسٹیوں میں شامل نصاب رہی ہیں، جابر بن حیان اور اُن کے شاگردوں کی سائنسی تصانیف The Jabirean Corpus کہلاتی ہیں۔ ان میں کتاب ''السبعین'' اور کتاب ''المیزان'' وغیرہ خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ ان کے علاوہ ابوشعر، سہروردی، ابنِ عربی اور الکاشانی کا کام بھی کیمسٹری کی تاریخ کا عظیم سرمایہ ہے۔

فنونِ لطیفہ (Fine Arts)

جہاں تک فنونِ لطیفہ کا تعلق ہے قرآنِ کریم ہی کے شغف سے قرونِ وسطٰی میں 'فنِ خطاطی' کو فروغ ملا۔ مساجد کی تعمیر سے 'فنِ تعمیر' اور 'فنِ تذئین و آرائش' میں ترقی ہوئی۔ حرم کعبہ، مسجد نبوی، بیت المقدس، سلیمانیہ اور دیگر مساجد استنبول، ترکی، تاج محل، قصرِ خُلد (بغداد)، جامع قرطبہ، الحمراء اور قصر الزاہراء (اندلس) وغیرہ اس فن کی عظیم ترین تاریخی مثالیں ہیں۔ اندلس میں فنونِ لطیفہ کو تمام عالمِ اسلام سے بڑھ کر ترویج ملی اور وہاں خطاطی، تعمیر و تزئین، مصوری، فیشن اور دوسرے بہت سے صنعتی فنون اپنے دور کی مناسبت سے ترقی کی اوجِ ثریا پر فائز تھے۔

علم تاریخ اور عمرانیات (Historigraphy and Sociology)

ان علوم میں بھی اسلام کی ابتدائی صدیوں میں گرانقدر سرمایہ اکٹھا کیا گیا جس کے ذریعے نہ صرف سیرت نبوی ﷺ بلکہ دس ہزار سے زائد صحابہ کرامؓ کے حالات و سوانح بھی پوری تحقیق کے بعد مرتب ہوئے۔

تاریخ اسلام میں اس علم کو اسماء الرجال کے نام سے پکارا جاتا ہے جس کے تحت محققین نے 1 لاکھ سے زیادہ صحابہ، تابعین، تبع تابعین اور دیگر رواۃِ حدیث کے احوالِ حیات مرتب کئے۔ یہ فن اپنی نوعیت میں منفرد ہے جو دنیا کی کسی قوم اور مذہب میں تھا اور نہ ہے۔ ابن اسحاقؒ، جنہوں نے عہدِ آدمؑ سے لے کر عہدِ رسالت مآب ﷺ تک، پوری انسانی تاریخ مرتب کی، اسلام کے عظیم مورخین میں سے ہیں۔ اسی طرح ابن ہشامؒ، طبریؒ، مسعودیؒ، مسکویہ حلبیؒ، اندلسیؒ، ابن خلدونؒ، دیارِ کبریؒ، یعقوبیؒ، بلاذریؒ، ابن الاثیرؒ، ابنِ کثیرؒ، سہیلیؒ، ابن سید الناسؒ، وغیرہ کے کام بھی تاریخی اہمیت کے حامل ہیں جبکہ پولیٹیکل تھاٹ اور سوشیالوجی میں غزالیؒ، فارابیؒ، ماوردیؒ، ابن خلدونؒ، ابن تیمیہؒ، ابن القیمؒ اور شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کی تالیفات نہایت اہم ہیں۔

جغرافیہ اور مواصلات (Geography and Communications)

ebooks.i360.pk

اسلامی عہد کے عروج پر علم جغرافیہ میں بھی خوب ترقی ہوئی۔ بلاذریؒ اور ابنِ جوزیؒ بیان کرتے ہیں کہ عہدِ فاروقی میں ہی خلافتِ اسلامیہ کی ڈاک ہر وقت ترکستان سے مصر تک کے علاقے میں روانہ ہوتی تھی۔ اوائل دورِ اسلام میں 'ابن حوقل' نے معلوم کرہ ارض کے نقش تیار کیے اور Cartography کے فن پر تحقیق کی۔ اپنے بنائے ہوئے نقشوں میں اس نے زمین کو کروی شکل (Circle Shape) میں دکھانے کے ساتھ بحیرۂ روم کی حدود کی بھی صحیح شناخت کروائی۔ اسی طرح 'الادریسی' کا نقشہ جو شاہِ سسلی (1101ء۔1154ء) کے لیے آج سے 9 صدیاں قبل تیار کیا گیا تھا، اس میں دنیا عالم کے طویل ترین دریا 'دریائے نیل' کے مصادر تک کی خبر دی گئی ہے، جو اس کے ڈیلٹا سے 6670 کلومیٹر کی مسافت پر واقع ہے۔

'یاقوت حمویؒ نے معجم البلان، کے نام سے جغرافیہ پر اس وقت کی سب سے بڑی ڈکشنری مرتب کی، جس نے اہل دنیا کو دنیا کا علم فراہم کیا۔

'خوارزمی' نے صورۃ الارض' کے نام سے ایسا جغرافیائی مطالعہ اہل علم کو عطا کیا جو بعد ازاں جدید جغرافیہ کی بنیاد بنا۔

'حمدان، (945ء) نے آج سے گیارہ سو سال قبل چوتھی صدی ہجری میں علمِ جغرافیہ میں انتہائی گرانقدر معلومات کا اضافہ کیا۔

مولوی صاحب سے سوال۔

اب اس سوال کا جواب مولوی صاحب دیں گے کہ صحرائے عرب کے ان پڑھ باسیوں میں جن کے ہاں لکھنا پڑھنا بھی عیب تصور ہوتا تھا، 'بلاذری' کی روایت کے مطابق شہر کے گردونواح میں آباد لاکھوں کی آبادی میں 10,15 افراد ایسے تھے جو لکھ پڑھ سکتے تھے۔ ان کے علاوہ کسی کو اپنا نام تک لکھنا نہیں آتا تھا، وہ قوم صرف ایک صدی کے بعد علم وفن، تہذیب وثقافت اور سائنس وٹیکنالوجی کی دنیا پر کیسے چمکنے لگی؟ پوری دنیائے تاریک میں تہذیب وثقافت اور علوم وفنون کی روشنی کیسے پھیلانے لگی؟ اس محیر العقول علمی وفکری اور سائنسی وثقافتی انقلاب کا سبب کیا تھا؟ اگر یہ فقید المثال انقلاب صرف اور صرف حضورﷺ کی تعلیمات کا نتیجہ تھا تو پھر وہ انقلاب کہاں کھو گیا ہے؟ کیا مدارس میں پڑھائی جانے والی کتابوں سے کسی انقلاب کی توقع کی جاسکتی ہے؟ اگر ہاں تو وہ انقلاب کب اور کیسے آئے گا؟ اب تک کیوں نہیں آیا؟ وہ بندہ جو اپنی قومی زبان بھی ٹھیک طرح سے لکھ، پڑھ، سمجھ اور بول نہ سکتا ہو، وہ انقلاب کا بانی کیسے ہوسکتا ہے؟ آج کے مدارس اور مولوی کی ایجادات کا موازنہ اسلاف کی ایجادات اور علمی کارناموں سے کریں اور فیصلہ کریں کہ ہمیں کونسا اسلام چاہیے......

ebooks.i360.pk

مدارس اور پرائیویٹ سکول...... بنیادی فرق

مولوی کی دین اور دنیا کی اصطلاح نے مسلم قوم کو ہر سطح پر تقسیم کر کے رکھ دیا ہے۔ رضائے الٰہی کے طلبگار اور جنت کے خواہش مند مدارس میں اپنے بچوں کو داخل کرواتے ہیں اور انہیں حافظ و عالم بناتے ہیں جبکہ دنیا کے حرص میں مبتلا اس نجس دنیا کو حاصل کرنے کے چکر میں سکول میں اپنے بچوں کو داخل کرواتے ہیں اور دنیاوی ڈگریاں دلواتے ہیں جس کا مرنے کے بعد کسی فائدہ کا امکان نہیں ہے۔

مدارس سے فارغ التحصیل ہونے والے طلباء جو حافظ و عالم بنتے ہیں، ساری عمر دین کی خدمت کرتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ کی سنّتوں کو زندہ کرتے ہیں۔ صحابہ کرامؓ کی سنتوں پر عمل کرتے ہیں۔ ابو بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و علیؓ کے نقشِ قدم پہ چلتے ہیں۔ مدارس کے طلباء صحابہ کرامؓ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے تمام علوم قرآنی پہ عبور حاصل کر لیتے ہیں یہاں تک کہ اگر کسی مولوی صاحب کے اونٹ کی نکیل بھی گم ہو جائے تو وہ قرآن پڑھ کے تلاش کر لیتے ہیں صحابہ کرامؓ کی مانند جبکہ سکول کالجز اور یونیورسٹیوں کے طلباء ساری عمر دنیاداری اور طلب دنیا میں گزار دیتے ہیں۔

پرائیویٹ سکول اور مدرسے میں بنیادی فرق یہ ہے کہ پرائیویٹ سکول چونکہ دنیاوی تعلیم کے لیے بنتا ہے اس لیے اس کے لیے دنیاوی اسباب درکار ہوتے ہیں۔ ایک اچھی بلڈنگ......اچھا معیاری فرنیچر، معیاری کوالیفائیڈ اسٹاف اور بے شمار محنت کے علاوہ اس کے لیے ایک معقول رقم بھی درکار ہوتی ہے۔ پھر سکول کو کامیاب بنانے میں بھی وقت لگتا ہے۔ کامیاب ہونے کے بعد آپ کی آمدن شروع ہوتی ہے اور وہ لمیٹڈ ہوتی ہے جبکہ کامیاب نہ ہونے کی صورت میں نقصان کے چانسز بھی ہوتے ہیں، بے شمار کمپی ٹیشن کی وجہ سے آپ کو سارا سال محنت کرنا پڑتی ہے، رزلٹ دینا پڑتا ہے اور یوں پورا سال آپ کا مسلسل محنت میں گزر جاتا ہے۔ ہر روز والدین کی مختلف قسم کی شکایات آئی ہوتی ہیں جن کا ازالہ کرنا پڑتا ہے، رزلٹ ڈاؤن ہونے پر بچوں کے سکول چھوڑ جانے کا الگ سے خطرہ ہوتا ہے جو ناقابلِ برداشت ہوتا ہے اور رزلٹ دینے کیلئے نائٹ کلاسز بھی لگانی پڑتی ہیں، سٹاف کا سر درد الگ سے رہتا ہے، آپ کو ہر قیمت پہ اچھا کوالیفائیڈ سٹاف مہیا کرنا پڑتا ہے، اگر کسی سبجیکٹ کا کوئی ٹیچر چلا جائے تو سکول والوں کی جان کو بن جاتی ہے اور انہیں اسی لیول کے متبادل ٹیچر کا ہر حال میں انتظام کرنا پڑتا ہے۔ اوپر سے گورنمنٹ کو مختلف معاملات میں جوابدہی کی الگ سے ٹینشن ہوتی ہے اور سکول والے بیچارے بیوقوف ساری محنت دنیا کیلئے کرتے ہیں اور ان سے بڑے بیوقوف وہ جو اپنے بچوں کو سکول بھیجتے ہیں اور اپنی عاقبت خراب کرتے ہیں۔

مدارس کی بھی کئی اقسام ہیں۔ بڑے مدارس جہاں باقاعدہ درس نظامی کی کلاسز لگتی ہیں، وہاں کا بجٹ بھی بڑا ہوتا ہے اور کسی کو بھی بجٹ پر بحث کی اجازت نہیں ہوتی۔ دیہاتوں کی سطح پر جو مدارس ہوتے ہیں وہاں عام طور پر بچوں کو قرآن حفظ کروایا جاتا ہے یا ناظرہ پڑھایا جاتا ہے۔ چھوٹے مدارس کی بات کریں تو مدرسہ چونکہ خالص رضائے الٰہی کے لیے بنایا جاتا ہے لہٰذا اس کیلئے بہت زیادہ مشقت نہیں کرنا پڑتی۔ مدرسے کیلئے عمدہ بلڈنگ ہونا ضروری نہیں ہوتا بلکہ ابتدا ایک کچے یا پکے کمرے سے بھی ہو جایا کرتی ہے۔ چار دیواری ہونا بھی شرط

ebooks.i360.pk

نہیں ہے اور وہ کچا یا پکا کمرہ اور جگہ خالص رضائے الٰہی کیلئے جنت کے عوض یا دوزخ کے انگارے دکھا کر حاصل کی ہوتی ہے۔ فرنیچر کی ضرورت ہی پیش نہیں آتی کیونکہ اللہ والوں کو تکبر سے سخت نفرت ہوتی ہے اور وہ نیچے چٹائیوں پہ ہی بیٹھنا پسند کرتے ہیں۔ اسٹاف کی ضرورت بھی پیش نہیں آتی کیونکہ مولوی صاحب نے قرآن حفظ کیا ہوتا ہے اور ساتھ مسلکی علوم میں بھی سپیشلٹ ہوتے ہیں اس لیے وہ سب سنبھال لیتے ہیں۔ اس کے بعد افتتاح کے موقع پر اہلِ علاقہ کو بلا کر کسی بڑے مولوی صاحب کا وعظ رکھا جاتا ہے۔ مولوی صاحب اپنے وعظ کے رعب اور ترنم کے اثر سے لوگوں کو خوب متاثر کرتے ہیں، اختتام سے پہلے جنت کے عوض لوگوں سے چندہ اکٹھا جاتا ہے، کوئی اینٹوں کے پیسے دیتا ہے، کوئی سیمنٹ، سریا، بجری وغیرہ کا انتظام کرتا ہے، باقی سب کو کہا جاتا ہے کہ بیشک 10 روپے ہی دیں مگر اس کارِ خیر میں حصہ ضرور ڈالیں کیونکہ آگے چل کر یہ مدرسہ آپ کے مسلک کا قلعہ ثابت ہوگا، پھر وہاں لوگوں سے وعدہ لیا جاتا ہے کہ کون کون اپنے بچوں کو اس مدرسے میں داخل کروائے گا تاکہ آپ کے مرنے کے بعد وہ بچہ آپ کی اور آپ کے تمام خاندان والوں بشمول سات پشتوں کی بخشش کرواسکے اور اس طرح اس پروگرام میں طلباء کا بھی انتظام ہو جاتا ہے۔ پھر کام شروع ہو جاتا ہے چندہ، زکوۃ، صدقات، خیرات وغیرہ اکٹھا ہونا شروع ہو جاتے ہیں اور مدرسے کا کام بھی آہستہ آہستہ ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ باقی حساب کتاب کی کوئی پریشانی نہیں ہوتی نہ کسی سوال جواب کی۔ کتنے پیسے آئے؟ کتنے لگے؟ باقی کہاں ہیں؟ یا کسی کو دینے لینے کی کوئی ٹینشن نہیں ہوتی۔ چونکہ یہ کام رضائے الٰہی کے لیے ہوتا ہے اس لیے اس میں کسی قسم کی کوئی پریشانی درپیش نہیں آتی جیسے سکول والوں کو ہر مہینے تنخواہ دینا پڑتی ہے، والدین کو جواب دینا پڑتا ہے، رزلٹ کا جواب دینا پڑتا ہے، گورنمنٹ کو جواب دینا پڑتا ہے۔ سکول میں آنے جانے والوں کی خاطر تواضع کرنا پڑتی ہے، چائے پانی پلانا پڑتا ہے مگر یہاں آنے والے چائے پانی پھل اور مٹھائی وغیرہ ساتھ لے کر آتے ہیں اور جاتے ہوئے نذرانہ بھی دے کر جاتے ہیں۔

ویسے کیا ہی اچھا ہو اگر دین اور دنیا کو دوبارہ اکٹھا کر دیا جائے جیسا کہ اسلام ہے۔ سارے علوم مومن کی وراثت قرار پائیں۔ سکول اور مدارس ایک ہو جائیں۔ سکول والے مذہبی علوم دلچسپی سے حاصل کریں، عبادات میں ذوق وشوق دکھائیں اور مدارس والے سائنسی اور عصری علوم کو بھی اتنی ہی اہمیت دیں جتنی درسِ نظامی کے نصاب کو دیتے ہیں۔ ہر بندہ اپنے عقیدے کے ساتھ آزاد ہو۔ دوسروں کے عقیدے سے چھیڑ چھاڑ بند ہو جائے مگر پھر ہماری کمپنیوں کا بنے گا؟ وہ دکانیں جن کے لیے ہم نے قوم کا خون تک بہانے سے گریز نہیں کیا اُن دکانوں کا کیا ہوگا؟ اللہ پاک ہمارے حال پر رحم فرمائے اور عقلِ سلیم عطا فرمائے۔

ebooks.i360.pk

اسلام میں آج کے مولوی کے لیے وعید

یہ وہ حدیثیں ہیں جن سے مولوی صاحبان انکارنہیں کرسکتے۔ جب آپ کسی بھی فرقہ کے مولوی سے ان حدیثوں کے بارے میں پوچھیں گے تو ان کا جواب ایک ہی ہوگا کہ یہ حدیثیں ہمارے فرقہ یا مسلک کے مولویوں کے لیے نہیں ہیں کیونکہ ہم اہلِ حق ہیں۔ ان حدیثوں کا اطلاق ہمارے مسلک کو چھوڑ کر باقی تمام فرقوں کے مولویوں پر ہوتا ہے۔ وہ گمراہ، بے دین، مشرک، کافر اور بدعتی ہیں وغیرہ وغیرہ......

دنیا میں ابھی تک ایسا کوئی آلہ ایجاد نہیں ہوا جو ٹیسٹ کر کے بتا سکے کہ جو اس شخص کے باہر ہے، وہی اندر ہے۔ اگر ہوتا تو شاید ایک بھی مولوی نہ ہوتا یا پھر سارے ہی مولوی ہوتے...... خیر مولوی صاحبان کے افعال اور حرکتیں اس بات کی گواہ ہیں کہ یہ حدیثیں اُن پر صادق آتی ہیں۔

☆ حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا: ایک شخص جس نے علم سیکھا اور سکھایا اور قرآن پڑھا، (قیامت کے روز) اللہ کے حضور پیش کیا جائیگا۔ پس وہ اسے اپنی نعمتیں جتوائے گا تو وہ اُن کا اقرار کرے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو نے ان نعمتوں کے شکریہ میں کیا کیا؟ وہ کہے گا میں نے علم سیکھا اور سکھلایا اور تیری رضا کی خاطر قرآن کی قرآت کی۔ اللہ فرمائے گا: تو نے جھوٹ کہا بلکہ تو نے علم اس لیے حاصل کیا تا کہ عالم کہلائے اور قرآن کی قرآت اس لیے کی تا کہ قاری کہلائے......سو یہ کہا جا چکا ہے۔ پھر اس کے بارے میں حکم ہوگا تو اسے منہ کے بل گھسیٹ کر دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔'' (اس حدیث کو امام مسلم، احمد اور حاکم نے روایت کیا ہے)

☆ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے غیر اللہ کے لیے علم حاصل کیا یا اس علم کے ذریعے (رضائے الٰہی کی بجائے کسی) اللہ کے غیر کا ارادہ کیا تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔'' (یہ حدیث امام ترمذی اور ابن ماجہ سے مروی ہے)

اب اس بات کا فیصلہ آپ کریں یا مولوی کریں کہ جس علم کو پڑھ کر 50ہزار لیتے ہیں 2 گھنٹے تقریر کرنے کے تو وہ علم حصولِ رضائے الٰہی کیلئے حاصل کیا گیا ہے یا غیر اللہ کیلئے...........؟؟؟

☆ ''حضرت کعب بن مالکؓ سے روایت ہے: میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جس نے علم اس لیے حاصل کیا کہ اس کے ذریعے علماء سے مناظرہ وجدال کرے، یا بے وقوف لوگوں سے جھگڑا کرے یا اس کے ذریعہ (مال وعزت کی خاطر) لوگوں کو اپنی طرف مائل کرے تو اللہ اس کو جہنم میں داخل کرے گا۔'' (اسے امام ترمذی اور دارمی نے روایت کیا ہے)

آج مولوی صاحبان کو سوائے مناظرہ کرنے یا لوگوں کو آپس میں لڑوانے کے اور کوئی کام نہیں اور حصول مال کے حربے تو کیا کہنے......

ebooks.i360.pk

4۔ ''حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی کریمﷺ نے فرمایا: جو عمدہ گفتگو کرنا اس لیے سیکھتا ہے کہ اس کے ذریعے اشخاص یا عوام الناس کے دل اپنے جال میں پھانس لے تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کے کوئی فرض و نفل قبول نہیں فرمائے گا۔'' (اس حدیث کو امام ابوداؤد اور بیہقی نے روایت کیا ہے)

آج مولوی صاحبان کے ترنم بھرے لہجے اور سوز و گداز کے کیا کہنے...... مجال ہے جو سانس اکھڑ جائے...... سانس اکھڑ گیا تو قیمت کیسے بڑھے گی......

☆ ''حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریمﷺ نے فرمایا: اس لیے علم نہ سیکھو کہ اس کی وجہ سے تم علماء پر فخر کرو۔ نہ اس لیے کہ جہلاء سے جھگڑا کرو اور نہ اس کے ذریعے مجالس میں برتری ثابت کرو۔ پس جس نے ایسا کیا تو اس کے لیے آگ ہی آگ ہے۔'' (اسے امام ابنِ ماجہ، ابنِ حبان اور بیہقی نے روایت کیا ہے)

آج آپ کسی مولوی کی تقریر سن کے دیکھ لیں...... کہے گا کہ یہ باتیں صرف میں بتا رہا ہوں کیونکہ پڑھا ہے اور کوئی نہیں بتا سکتا وغیرہ وغیرہ...... اور بس اللہ کی پناہ......

☆ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریمﷺ نے فرمایا: جس نے علم اس لیے حاصل کیا کہ وہ اس کے ذریعے جہلاء سے جھگڑا کرے یا اس کے باعث علماء پر فخر کرے یا لوگوں کی توجہ اپنی جانب کرے تو وہ جہنم میں داخل ہوگا'' (اسے امام ابنِ ماجہ، داری اور طبرانی نے روایت کیا ہے)

☆ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریمﷺ نے فرمایا: جس نے علم حاصل کیا تا کہ وہ اس کے ذریعہ علماء پر فخر کرے یا اس کی وجہ سے جہلاء سے جدال کرے اور اس کے باعث لوگوں کی توجہ حاصل کرے تو اللہ تعالیٰ اسے دوزخ میں داخل کرے گا۔'' (اس حدیث کو امام ابی ماجہ اور دارمی نے روایت کیا ہے)

☆ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریمﷺ نے فرمایا: جس نے وہ علم حاصل کیا جس سے اللہ تعالیٰ کی رضا مندی حاصل کی جاتی ہے اور اس نے اسے حصولِ دنیا کیلئے سیکھا تو قیامت کے روز جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا۔'' (یہ حدیث امام ابوداؤد اور ابنِ ماجہ سے مروی ہے)

آج اگر مولویوں کے بقول وہ علم جو مولوی صاحبان حاصل کرتے ہیں، وہ خوشنودی خداوند کا ذریعہ ہے بھی تو مولوی کا مقصد فقط مال و دولت اور فراخی رزق ہے۔ دین سکھانے کے تو یہ قابل ہی نہیں رہا مگر کم از کم خلوصِ نیت سے مذہب ہی عوام تک پہنچا دیتے مگر انہوں نے مذہب کو بطور پیشہ اختیار کر لیا اور اسلام کو دنیا کے سامنے ایک مذاق بنا دیا۔ آج مولوی کے ان کاموں کی وجہ سے نوجوان نسل اسلام سے دور ہوتی دکھائی دے رہی ہے...... اب تک نام کے مسلمان باقی تھے مگر مولوی صاحبان کے یہی کرحالات رہے تو یہ نام تک بھی چھین لیں گے۔......

☆ حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ حضور کریمﷺ نے فرمایا: جس نے علم کی وہ بات چھپائی جس سے اللہ تعالیٰ دین کے

ebooks.i360.pk

کاموں میں لوگوں کو فائدہ پہنچاتا ہوتو اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اسے آگ کی لگام ڈالے گا۔'' (اسے امام ابن ماجہ نے روایت کیا ہے)

☆ ''حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے علم چھپایا اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اسے آگ کی لگام ڈالے گا۔'' (اسے امام ابنِ حبان اور حاکم نے روایت کیا ہے)

☆ ''حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: حصولِ علم کے بارے میں ایک دوسرے کو نصیحت کیا کرو کیونکہ تم میں کسی ایک کی اپنے علم میں خیانت کرنا اپنے مال میں خیانت سے بدتر ہے۔ اور بے شک قیامت کے دن اللہ عزوجل تم سے (اس علمی خیانت کے بارے میں) سوال کرے گا'' (یہ حدیث امام طبرانی سے مروی ہے)

ebooks.i360.pk

آج کے خواہش پرست مُلاّ کی نشانیاں......حدیث نبوی میں

آج مولوی صاحبان اپنے وعظ وتقریر کے دوران بارہا قرآنِ کریم کی آیات کی تلاوت کرتے ہیں اور حدیث رسولؐ کا حوالہ دیتے ہیں اور اپنی مرضی کے مفہوم ومعانی سے اپنے مقاصد حاصل کرتے نظر آتے ہیں مگر وہ حدیثیں کبھی بیان نہیں کرتے جو خود اُن کے افعال پر فِٹ آتی ہیں اور اگر بیان کریں گے بھی تو کہیں گے کہ یہ ہمارے فرقے کے علاوہ باقی سب کے لیے ہیں۔ کچھ حدیثیں پیش ہیں تا کہ آپ کو فیصلہ کرنے میں دقت پیش نہ آئے اور تسلی کیلئے مولوی صاحبان سے پوچھ بھی سکتے ہیں ان حدیثوں کے بارے میں مگر جواب یہی ہو گا کہ یہ حدیثیں ہمارے مسلک کو چھوڑ کر باقی سب کے لئے ہیں۔

1۔ ''حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس امت کے علماء دو قسم کے ہیں۔ ایک وہ جسے اللہ تعالیٰ علم سے نوازے تو وہ اسے لوگوں (کی بھلائی) کیلئے خرچ کرے۔ اس پر کوئی طمع نہ رکھے اور نہ ہی اسے قیمتاً فروخت کرے۔ پس یہی ہیں وہ جس کیلئے سمندر کی مچھلیاں، خشکی کے جانور اور آسمان فضا میں پرندے مغفرت طلب کرتے ہیں۔ اور وہ بندہ (روزِ قیامت) شرافت اور وقار کی حالت میں اللہ کی طرف بڑھے گا یہاں تک کہ اسے مرسلین کی سنگت نصیب ہوگی اور دوسرا وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ علم سے نوازے تو وہ اسے اللہ کے بندوں (تک پہنچانے) سے بخل کرے۔ اس کے معاوضے کا لالچ کرے اور اس کے بدلے قیمت وصول کرے پس یہی وہ شخص ہے جسے قیامت کے دن آگ کی لگام ڈالی جائے گی اور ایک ندا دینے والا بآواز کہے گا: یہی وہ شخص ہے جسے اللہ نے علم عطا کیا تو اس نے اس نے اسے اللہ کے بندوں تک پہنچانے میں بخل سے کام لیا اور اسے قیمت کے بدلے فروخت کیا۔ یہ ندا اسی طرح جاری رہی گی حتیٰ کہ اللہ عزوجل حساب کتاب سے فارغ ہو جائے۔'' (اسے امام طبرانی نے روایت کیا ہے)

اس حدیث پاک میں آج کے مولوی کا کردار کھل کر سامنے آ گیا ہے اور یہ بھی معلوم ہو گیا ہے کہ مچھلیاں اور پرندے کن علماء کے لیے دعا کرتے ہیں اور آگ کی لگام کس مولوی کو ڈالی جائے گی۔

2۔ حضرت معاذ بن جبلؓ بیان کرتے ہیں: میرا حضور نبی کریم ﷺ سے سامنا ہوا جبکہ آپ ﷺ طواف فرما رہے تھے۔ پس میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! لوگوں میں سے کون شریر ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ (ہمیں) معاف فرما۔ (اے معاذ بھلائی کے بارے میں سوال کرو، شر کے بارے میں سوال نہ کرو) (پھر آپ ﷺ نے فرمایا) لوگوں میں سے شریر وہ ہیں جو علماء میں سے شریر ہیں۔'' (یہ حدیث امام بزار اور طبرانی سے مروی ہے)

3۔ حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ بھی ہے کہ علم اُٹھا لیا جائے گا اور جہالت پھیل جائے گی......'' (یہ حدیث متفق علیہ ہے)

ebooks.i360.pk

4۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضور ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: اللہ تعالیٰ علم کو اس طرح نہیں اُٹھائے گا کہ اسے بندوں کے سینوں سے کھینچ لے بلکہ علماء کو وفات دے کر علم اٹھا لے گا، یہاں تک کہ جب کوئی عالم باقی نہیں رہے تو لوگ جہلاء کو اپنا مقتدا بنالیں گے۔ ان سے مسائل پوچھے جائیں گے تو وہ بغیر علم کے فتوے دیں گے۔ وہ خود بھی گمراہ ہونگے اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے۔'' (یہ متفق علیہ حدیث ہے)

آج ہمارے مولوی صاحبان کی حالت کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے۔ آج ہر صاحب علم و عقل و شعور ان کے علم اور مقام تقویٰ سے اچھی طرح واقف ہے۔ باقی آپ اس حدیث کے متعلق اپنے اپنے مقامی مولوی صاحبان سے دریافت کریں۔

5۔ ''حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عنقریب لوگوں پر وہ وقت آئے گا جب اسلام کا صرف نام اور قرآن کا صرف رواج ہی رہ جائے گا۔ ان کی مسجدیں آباد ہونگی مگر ہدایت سے خالی، ان کے علماء آسمان کے نیچے بدترین خلق ہونگے۔ ان سے فتنہ نکلے گا اور انہیں میں لوٹ جائے گا۔'' یہ حدیث ہر عام فہم شخص بھی بلا تشریح سمجھ سکتا ہے اور خود ہی فیصلہ بھی کر سکتا ہے۔

6۔ حضرت انس بن مالک روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: معراج کی رات میں ایسے لوگوں کے پاس سے گزرا جن کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے پوچھا: یہ کون لوگ ہیں؟ فرشتوں نے جواب دیا: یہ دنیا دار خطباء ہیں جو لوگوں کو بھلائی کا حکم دیتے تھے اور اپنے آپ کو بھول جاتے تھے حالانکہ وہ کتاب (الٰہی) کی تلاوت کرتے تھے۔ کیا وہ عقل نہیں رکھتے؟ (اسے امام احمد اور ابو یعلی نے روایت کیا ہے)

7۔ حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: روزِ قیامت لوگوں میں سب سے شدید عذاب میں مبتلا وہ عالم ہوگا جسے اس کے علم نے نفع نہ دیا ہوگا۔'' (اس حدیث کو امام طبرانی، بیہقی اور قضاعی نے روایت کیا ہے)

8۔ حضرت ابو امامہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: علم کے اُٹھ جانے سے قبل اس کو حاصل کر لو۔ صحابہ نے عرض کیا اے اللہ کے نبی! علم کیسے اُٹھ جائے گا حالانکہ کتاب اللہ ہمارے پاس موجود ہے۔ صحابی بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ جلال میں آ گئے، اللہ تعالیٰ آپ کو غضب میں نہ لائے۔ پھر حضور ﷺ نے فرمایا: تمہاری مائیں تمہیں کھوئیں، کیا بنی اسرائیل کے پاس تورات اور انجیل نہیں تھی لیکن وہ کتب انہیں گمراہ ہونے سے روک سکیں۔ (آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: خبردار) بے شک صاحبان علم کا اُٹھ جانا حقیقت میں علم کا اُٹھ جانا ہے۔ بے شک صاحبانِ علم کا اُٹھ جانا حقیقت میں علم کا اُٹھ جانا ہے۔'' اس حدیث کو امام دارمی نے روایت کیا ہے۔

ebooks.i360.pk

عالم دین اور مولوی میں فرق

عالم اور جاہل برابر نہیں ہوسکتے اور یہ قرآن کا فیصلہ ہے اور اٹل حقیقت ہے۔ مولوی صاحبان مغالطے میں نہ رہیں کہ میں علماء یا علم کی فضیلت سے انکاری ہوں؟ میں کیا کوئی بھی صاحبِ عقل عالم دین کی فضیلت سے انکار کرہی نہیں سکتا۔ ہاں میں علم یا عالم کی وہ تعریف نہیں مانتا جو آپ سناتے ہیں، یہ دھوکہ ہے اپنے ساتھ بھی اور امت کے ساتھ بھی، یہ کنویں کے مینڈک کی دنیا ہے۔

حدیث پاک ہے:

☆ ''حضرت ابو داؤدؓ سے روایت ہے: میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا: جو آدمی طلب علم میں کسی راستے پر چلتا ہے تو اللہ اسے جنت کے راستے پر چلا دیتا ہے۔ اور بیشک فرشتے طالب علم کی رضا کے لیے اس کے پاؤں تلے اپنے پر بچھاتے ہیں اور عالم کیلئے زمین وآسمان کی ہر چیز یہاں تک کہ پانی میں مچھلیاں بھی مغفرت طلب کرتی ہیں اور عابد پر عالم کی فضیلت ایسے ہی ہے جیسے چودھویں رات کے چاند کی فضیلت ستاروں پر ہے۔ بے شک علماء انبیاء کرام کے وارث ہیں۔ بے شک انبیاء کرام نے وراثت میں درہم و دینار نہ چھوڑا بلکہ انہوں نے اپنی میراث علم چھوڑی۔ پس جس نے اس (میراث علم) کو حاصل کیا، اس نے بہت بڑا حصہ پالیا'' (ترمذی)

☆ حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''علمائے کرام زمین میں ان ستاروں کی طرح ہیں جن کے ذریعے بحر و بر کے اندھیروں میں راہنمائی حاصل کی جاتی ہے اور اگر ستارے غروب ہوجائیں تو قریب ہے کہ ان (ستاروں) سے راہنمائی حاصل کرنے والے بھی بھٹک جائیں۔ (یعنی علماء کرام نہیں ہونگے تو عوام گمراہ ہوجائیں گے) اس حدیث کو امام احمد نے اپنی اسناد کے ساتھ اور دیلمی نے روایت کی اہے۔

☆ ''حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ایک فقیہہ ایک ہزار عابدوں سے زیادہ شیطان پر سخت اور بھاری ہے۔'' (امام طبرانی اور بیہقی نے روایت کیا ہے۔)

☆ حضرت حزام بن حکیم بن حزامؓ اپنے والد اور وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: '''تم ایسے زمانے میں ہو جس میں فقہا کثرت سے ہیں اور خطیب بہت کم ہیں، عطا کرنے والے زیادہ ہیں، سوال کرنے والے کم ہیں۔ اس زمانہ میں عمل علم سے بہتر ہے۔ لیکن عنقریب ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ جس میں فقہا کم ہونگے اور خطیب کثرت سے ہونگے۔ سوال کرنے والوں کی کثرت ہوگی اور عطا کرنے والے کم ہونگے۔ اس زمانہ میں علم عمل سے بہتر ہوگا۔ (اسے امام طبرانی نے روایت کیا ہے)

☆ حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب تم جنت کے باغوں کے پاس سے گزرو تو (وہاں) بیٹھ کر فراخی کے ساتھ کھایا پیا کرو۔ عرض کیا گیا: یارسول اللہ ﷺ! جنت کے باغات کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: علم کی مجالس'' (اسے امام طبرانی نے روایت کیا ہے۔)

ذرا سوچیے: عالم دین اور طالبِ علم کی کتنی فضیلت ہے۔

ebooks.i360.pk

علم اور عالم کی فضیلت ہر شخص ماننے کو تیار ہے۔ اب آتے ہیں تعریف پر وہ علم جس کی اللہ پاک نے اور نبی کریم ﷺ نے اتنی فضیلتیں بیان کی ہیں وہ کونسا؟ کیا قرآن کو زبانی یاد کرکے فرفر پڑھنا مراد ہے؟ یا فقط وہ چند مخصوص کتابیں جو کسی خاص مسلک سے متعلق ہوں؟ ہرگز نہیں۔

مثال کے طور پر قرآن کو زبانی یاد کرنے والے کو حافظ قرآن کہا جاتا ہے مطلب قرآن کی حفاظت کرنے والا؟ قرآن کی حفاظت سے کیا مراد ہے؟ حالانکہ اسے یہ بھی نہیں معلوم کہ قرآن میں کیا ہے؟ قرآن کیا کہہ رہا ہے؟ معانی و مطالب اور مفہوم سے ناواقف ہے۔ احکامات سے بے بہرہ ہے۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے کسی قیمتی خزانے کی حفاظت کیلئے ایسے شخص کی ڈیوٹی لگا دی جو نہ تو جسمانی طور پر قوی ہو نہ اسلحہ و تلوار وغیرہ کے استعمال میں مہارت رکھتا ہو اور ساتھ ذہنی طور پر بھی معذور ہو یعنی اسے خزانے کی اہمیت کا احساس تک نہ ہو۔ دوسرے نمبر پر اگر یہ فضیلتیں مدرسے کے ان طالب علموں کے لیے ہیں جو زکوٰۃ، صدقات کے سہارے مسلک کے سپاہی بنتے ہیں اور ساری عمر لوگوں کو اسلام سے خارج کرنے پر لگا دیتے ہیں تو یہ بات بھی شعور ماننے سے قاصر ہے۔ مولوی کے بقول اگر علم وہی ہے جو مدارس میں پڑھایا جاتا ہے تو میرے ذہن میں غزوۂ بدر کا واقعہ آ رہا ہے۔ جنگی قیدیوں کیلئے فدیہ مقرر کیا گیا مگر جو لوگ لکھنا پڑھنا جانتے تھے ان کے لیے یہ رعایت تھی کہ مسلمانوں کو پڑھنا لکھنا سکھائیں اور آزادی حاصل کریں۔ بہت بڑی بات ہے۔ اس سے اسلام میں علم کی اہمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے مگر سوال یہ ہے کہ وہ تو کافر تھے، انہیں تو قرآن نہیں آتا تھا اور وہ علوم جو مولوی صاحبان پڑھاتے ہیں ان سے بھی ناواقف تھے تو نبی کریم ﷺ نے کونسا علم سکھانے کا کہا تھا اور وہ کیا تھا جس کے عوض انہیں رہائی ملی؟ یہ بات تو طے ہے کہ وہ علم یہ تو نہیں تھا جو مولوی صاحبان پڑھاتے ہیں، مطلب وہ دنیاوی علوم ہونگے جو مولوی صاحبان کی نظر میں کوئی اہمیت نہیں رکھتے تو پھر نبی کریم ﷺ نے کیوں اُنہیں حاصل کرنے کا حکم دیا اور نہ صرف سیکھنے کا حکم دیا بلکہ قیدیوں کو رہا بھی کر دیا۔ فیصلہ آپ کریں۔ اب اگر انبیاء کرامؑ کا وارث بننا اتنا ہی آسان ہے، جتنا مولوی صاحبان بتاتے اور بناتے ہیں تو میرا خیال ہے دنیا کا ہر شخص بڑی آسانی سے انبیاء کا وارث کہلا سکتا ہے اور وہ بھی بنا کسی مشقت کے حالانکہ انبیاء کرامؑ کی زندگیاں جہدِ مسلسل کا عملی نمونہ ہیں۔ انہوں نے انسانیت کی فلاح اور رہنمائی کیلئے جس قدر صعوبتیں برداشت کیں، وہ سوچ کر ہی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ''بے شک انبیاء کرامؑ نے اپنی وراثت میں درہم و دینار نہ چھوڑا مگر علم چھوڑا'' حیرت کی بات ہے انبیاء کے وارث ہونے کے دعویدار کی وراثت ملین اور بلینز پر مشتمل ہے ہاں مگر علم کا پتہ نہیں، ذرا سوچیے کہ دولت کہاں سے آئی؟ حالانکہ انبیاء کرام نے تو دولت اکٹھی نہیں کی۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ انبیاء کے وارث نہیں ہو سکتے بلکہ یہ وہ ہیں جن کی اصلاح کیلئے انبیاء کرام کو مبعوث کیا گیا کیونکہ ہوسِ دنیا میں لگے ہوؤں کے دل میں انسانیت کا درد جگانے کیلئے انبیاء کو مبعوث کیا گیا مگر افسوس کہ انبیاء کی میراث میں سے کچھ بھی نہ پایا پھر بھی وارث ہونے کے دعویدار ہیں۔

دوسری حدیث کے مطابق علمائے کرام سے رہنمائی حاصل کی جاتی ہے۔ اب جن لوگوں کو عالم ہونے کا دعویٰ ہے اور کچھ معتقدین ان کو عالم سمجھتے بھی ہیں، ان سے کیا رہنمائی حاصل کریں۔ یہی کہ بس اس کا فرقہ جنتی ہے، باقی سارا عالم اللہ نے جہنم میں پھینکنے کے لیے بنایا ہے، فلاں کے پیچھے نماز ہوتی ہے، فلاں کے پیچھے نہیں ہوتی۔ زکوٰۃ مسجد کو دینی چاہیے یا ہمارے مدرسے کو کھالیں دو گے تو ثواب ہوگا ورنہ

ebooks.i360.pk

بے کار جائیں گی۔افسوس اس طرح کی رہنمائی کے علاوہ آج مولویوں کے پاس کچھ نہیں اور عوام نہ اِدھر کی نہ اُدھر کی۔

تیسری حدیث کے مطابق ایک فقیہہ ایک ہزار عابدوں سے زیادہ شیطان پر بھاری ہے۔مگر فقہ کا تو مولوی صاحبان نے کھاتہ ہی بند کر دیا ہے۔اجتہاد کرنے والا گمراہ تصور کیا جاتا ہے کیونکہ اب کسی میں اجتہاد کرنے کی صلاحیت ہی نہیں ہے تو اس حدیث کا کیا ہوگا۔ دراصل شیطان نے چکر دے کر مولوی کو اپنے ساتھ ملا لیا اور اس میں مولوی کا اپنا بھی فائدہ ہے کہ اگر سوچنے، سمجھنے اور سوال کرنے کی اجازت دے دی گئی تو ان کا کاروبار ٹھپ ہو جائے گا۔دوسری طرف شیطانی مدد سے چلنے والی مغربی مشینریاں دوبارہ مسلم کے کنٹرول میں آجائیں گی جیسا کہ پہلے تھا اور یہ شیطانوں کو گوارہ نہیں۔

چوتھی حدیث ہمارے زمانے کے مولویوں پر صادق آتی ہے۔یہاں عالم نہ ہونے کے برابر ہیں اور خطیب...... ماشاءاللہ...... ایک سے بڑھ کر ایک......اور جوش خطابت کے کیا کہنے......کسی کو کسی کے قتل پر آمادہ کرنا......لڑائی جھگڑے کروانا......لوگوں کی جیبیں خالی کروانا۔رونا رلانا......اشتعال دلانا ان کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے...... جہاں تک سوال کرنے والوں کی کثرت کی بات ہے تو اس کام کا ذمہ بھی مولوی صاحب نے اپنے سر ہی لے لیا ہے۔ماشاءاللہ مانگنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے اور اس بات سے ہر بندہ واقف ہے۔مولوی صاحبان نے تو زکوٰۃ کو بھی غریبوں کیلئے نہیں چھوڑا اور وہ بھی مسجد اور مدرسے کیلئے مخصوص کروالی ہے حالانکہ زکوٰۃ مسجد کو نہیں دی جاسکتی تھی مگر......

پانچویں حدیث میں علم کی مجالس کو جنت کے باغات سے تشبیہہ دی گئی ہے اور ہماری بدقسمتی دیکھیے کہ علم کی مجالس ہمارے دور میں ڈھونڈھے سے بھی نہیں ملتیں۔پیارے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حکم سر آنکھوں پر مگر آج کا مسلمان کیا کرے؟ کہاں جائے؟ کونسی دیوار میں سر مارے؟ آج تو جس علم کی مجلس میں جاتا ہے یا تو وہاں ڈرنے ڈرانے کی باتیں ہوتی ہیں تاکہ ڈرا دھمکا کر چندہ اکٹھا کیا جائے، رونے رلانے کی باتیں ہوتی ہیں صدقات خیرات اکٹھا کرنے کیلئے، فرقہ پرستی اور کفر وشرک کی باتیں ہوتی ہیں اور مقصد ایک ہی ہے۔انداز الگ الگ ہوسکتا ہے مگر مقصد ایک ہی ہے سب کا......اور جو صاحب دل اور درد دِل رکھنے والے علماء ہیں تو وہ بھی خاموش ہیں کیونکہ انہیں بھی اپنی عزت سے ڈر لگتا ہے۔روایت سے بغاوت نہیں کر پا رہے۔خدارا! خاموش مت بیٹھیے......ذرا سوچیے کہ اپنے رب کا سامنا کیسے کریں گے؟ وہاں پوچھے گئے سوالوں کے جواب کیسے دیں گے؟ یہاں کی بغاوت اور مشقت وہاں کی ذلت اور شرمندگی سے ہزار ہا درجے بہتر ہے۔جب پوچھا جائے گا کہ دین فروشی کے وقت آپ کہاں تھے تو کیا جواب دو گے؟ جب پوچھا جائے گا کہ جب مولوی میری آیتیں بیچ رہے تھے۔اپنی مرضی کے مطلب اور مفہوم نکال رہے تھے اور تم خاموش تھے تو کیا جواب دو گے؟ خدارا آیئے اور اس قوم کو، نوجوان نسل کو اسلام سے باغی ہونے سے بچایئے اور حقیقی اسلام اِن تک پہنچایئے جو اللہ کے نبی ﷺ اس دنیا میں لائے تھے۔

ebooks.i360.pk

مُلّا ازم اور اقبالؒ

علامہ اقبالؒ کو سارا جہان جانتا ہے اور مولوی جانتا بھی ہے اور مانتا بھی ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ اقبالؒ کی زندگی میں فتوے اقبالؒ کو بھی سہنے پڑے بقول اقبالؒ:

زاہدِ تنگ نظر نے مجھے کافر جانا
اور کافر یہ سمجھتا ہے کہ مسلماں ہوں میں

اقبالؒ کے مفکرِ اسلام ہونے میں کوئی شک نہیں ہے۔ اقبالؒ نے اپنی شاعری کے ذریعے اسلام کے ہر پہلو پر روشنی ڈالی اور مسلم امہ کے زوال کے اسباب امت کو بتائے اور عروج کا راستہ بھی بتایا اور اقبالؒ نے امت کے زوال کی جہاں دیگر وجوہات گنوائیں وہیں اقبالؒ نے مولوی کو مرکزی ملزم ٹھہرایا مگر مولوی کمال چالاکی سے اقبالؒ سے بھی بچ گیا...... مولوی نے اقبالؒ کے عشق رسولؐ پر مشتمل اور اس طرح کے کچھ اور شعر رٹ لیے اور اپنی تقریر کے شروع میں، درمیان میں اور آخر میں اقبال کے شعر کا تڑکا لگا کر عوام میں سرخرو ہو گیا۔ عام آدمی جس بیچارے نے اقبالؒ کو نہیں پڑھا وہ مولوی صاحب کے منہ سے اقبالؒ کا شعر سن کر مولوی کا اور بھی گرویدہ ہو گیا کہ مولوی صاحب اقبالؒ کے ہم خیال ہیں حالانکہ اقبالؒ نے اپنی شاعری میں مولوی صاحب کا مکمل پوسٹ مارٹم کیا ہے اور مولوی کے کردار کے ہر پہلو پر روشنی ڈالی ہے۔ مولوی صاحب کی نفسیات کا تجزیہ انہوں نے اپنی نظم ''رندی اور زاہد'' میں کیا ہے:

اِک مولوی صاحب کی سناتا ہوں کہانی
تیزی نہیں منظور طبیعت کی دِکھانی
کرتے تھے بیاں آپ کرامات کا اپنی
منظور تھی تعداد مریدوں کی بڑھانی
سنتا ہوں کہ کافر نہیں ہندو کو سمجھتا
ہے ایسا عقیدہ اثر فلسفہ دانی
ہے اس کی طبیعت میں تشیع بھی ذرا سا
تفضیلِ علیؓ ہم نے سُنی اس کی زبانی
سمجھا ہے کہ ہے راگ عبادات میں داخل
مقصود ہے مذہب کی مگر خاک اڑانی

ebooks.i360.pk

گانا جو ہے شب کو تو سحر کو ہے تلاوت
اس رمز کے اب تک نہ کھلے ہم پہ معانی
لیکن یہ سنا اپنے مریدوں سے ہے میں نے
بے داغ ہے مانند سحر اس کی جوانی
رندی سے بھی آگاہ، تصوف سے بھی واقف
پوچھو جو تصوف کی تو منصور کا ثانی
اک دن سرراہ ملے حضرت زاہد
پھر چھڑ گئی باتوں میں وہی بات پرانی
میں خود بھی نہیں اپنی حقیقت کا شناسا
گہرا ہے مرے بحرِ خیالات کا پانی
مجھ کو بھی تمنا ہے کہ اقبال کو دیکھوں
کی اس کی جدائی میں بہت اشک فشانی
اقبال بھی اقبال سے آگاہ نہیں ہے
کچھ اس میں تمسخر نہیں، واللہ نہیں ہے

اقبال کے نزدیک مولوی نے دین فروشی میں متصوفانہ ہتھکنڈے بھی شامل کر رکھے ہیں۔اس نظم میں طنز اور تنقید کے ساتھ اقبال کے اپنے عقائد کی بھی جھلک ملتی ہے۔مولوی فروعی اختلاف پر مخالف کو کافر قرار دیتے ہیں مگر اقبال اکثر صوفیاء کی طرح سماع کو روح پرور جانتے تھے۔''اقبال اور مُلاّ''میں خلیفہ عبدالحکیم ایک واقعہ کا ذکر فرماتے ہیں۔ایک مرتبہ تُرک وفد ہلالِ احمر لاہور آیا۔ترک مجاہدین شاہی مسجد لاہور میں نماز میں شریک ہوئے۔امام صاحب نے شاید مہمانوں کے اعزاز میں لمبی لمبی صورتیں پڑھیں اور نماز کو خوب طول دیا اس کے بعد تُرک مہمانوں نے علامہ اقبال سے کہا کہ آپ کے امام بڑی لمبی نمازیں پڑھاتے ہیں۔ان کے سوال اور اپنے جواب کو علامہ اقبال نے ان اشعار میں ادا کیا ہے۔

کہا مجاہد تُرکی نے مجھ سے بعدِ نماز
طویل سجدہ ہیں کیوں اس قدر تمہارے امام
وہ سادہ مردِ مجاہد، وہ مومن آزاد
خبر نہ تھی اسے کیا چیز ہے نمازِ غلام

ebooks.i360.pk

ہزار کام ہیں مردانِ حر کو دنیا میں
انہیں کے ذوقِ عمل سے ہیں امتوں کے نظام
طویل سجدہ اگر ہیں تو کیا تعجب ہے
ورائے سجدہ غریبوں کو اور کیا ہے کام

ان اشعار میں اقبال نے مولویوں کی حقیقت بتائی ہے۔ دنیا کی آزاد قوم کو کرنے کے ہزاروں کام ہیں اور ان کے ذوقِ عمل سے ہی وہ قومیں ترقی کرتی ہیں اور اپنی شناخت برقرار رکھے ہوئے ہیں۔ اقبال نے کہا کہ اگر مولوی لمبے لمبے سجدے کرتے ہیں تو اس میں حیران ہونے کی کوئی بات نہیں ہے کیونکہ غریب، لاچار، بے بس اور غلام اس کے علاوہ اور کر بھی کیا سکتے ہیں۔ ان کے نزدیک فقط نماز پڑھ لینا ہی دین و دنیا کی کامیابی ہے اور فقط لمبے سجدوں کے سہارے ہی وہ سرخرو ہو جائیں گے۔

حدیثِ صحیح میں ہے کہ ایک لمبی نماز پڑھانے والے امام کی شکایت نبی کریم ﷺ سے ایک شخص نے کی...... آپ ﷺ کو امام کی بے عقلی پر ایسا غصہ آیا کہ چہرہ مبارک غصے سے سرخ ہو گیا اور فرمایا کہ یہ لوگ خیال نہیں کرتے کہ نماز میں بوڑھے، بیمار اور کمزور بھی ہوتے ہیں اور لوگوں کے اور جائز کاروبار اور فرائض بھی ہیں۔

مولوی کی طبیعت کا علامہ اقبال نے اپنی نظم ''مُلّا اور بہشت'' میں خوب نقشہ کھینچا ہے۔

میں بھی حاضر تھا وہاں ضبطِ سخن نہ کرسکا
حق سے جب حضرتِ مُلّا کو ملا حکم بہشت
عرض کی میں نے الٰہی میری تقصیر معاف
خوش نہ آئیں گے اسے حور و شراب و لب کشت
نہیں فردوس مقامِ جدل و قال و اقوال
بحث و تکرار اس اللہ کے بندے کی سرشت
ہے بد آموزی اقوام و ملل کام اس کا
اور جنت میں نہ مسجد نہ کلیسا نہ کنشت

علامہ اقبال نے غلط اندیش صوفی جو دوسروں کو ترکِ دنیا کی تعلیم دیتے ہیں اور خانقاہوں میں وافر رزق اکٹھا کر چکے ہیں اور کر رہے ہیں اور عیش و آرام کی زندگی گزار رہے ہیں اور تنگ نظر اور کم فہم مُلّا جن کا کام فرقہ بندی کرنا اور انتہا پسندی کو فروغ دینا ہے، دونوں گروہوں سے خبردار رہنے کی تلقین کی ہے۔

ebooks.i360.pk

مدعا تیرا اگر دنیا میں ہے تعلیم دیں
ترکِ دنیا قوم کو اپنی نہ سکھلانا کہیں
وا نہ کرنا فرقہ بندی کیلئے اپنی زباں
چھپ کے ہے بیٹھا ہوا ہنگامۂ محشر یہاں
وصل کے اسباب پیدا ہوں تیری تحریر سے
دیکھ کوئی دل نہ دکھ جائے تیری تقریر سے
محفلِ نو میں پرانی داستانوں کو نہ چھیڑ
رنگ پر جو اب نہ آئیں، اُن فسانوں کو نہ چھیڑ

اقبال علماء کے فقدان کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں

نہ اٹھا پھر کوئی رومی عجم کے لالہ زاروں سے
وہی آب و گل ایراں، وہی تبریز ہے ساقی

آگے چل کر اقبال اپنی قوم اور مولویوں کا رونا روتے ہوئے پاک بارگاہ میں گزارش کرتے ہیں......

تین سو سال سے ہیں ہند کے میخانے بند
اب مناسب ہے تیرا فیض عام ہو اے ساقی
میری مینائے غزل میں تھی ذرا سی باقی
شیخ کہتا ہے کہ ہے یہ بھی حرام اے ساقی
شیر مردوں سے ہوا بیشۂ تحقیق تہی
رہ گئے صوفی و مُلّا کے غلام اے ساقی
عشق کی تیغ جگر دار اڑالی کس نے
علم کے ہاتھ میں خالی ہے نیام اے ساقی

صوفیوں کی اجتماعی حالت کا ذکر کرتے ہوئے اقبال کہتے ہیں

میرا سبوچہ غنیمت ہے اس زمانے میں
کہ خانقاہ میں خالی ہیں صوفیوں کے کدو!

مولوی صاحب کے کے مدرسوں کا ذکر بڑے احترام سے کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

ebooks.i360.pk

یہ بتان عصرِ حاضر کہ بنے ہیں مدرسے میں
نہ ادائے کافرانہ ! نہ تراش آزرانہ

مولوی صاحب کو فریب خوردہ شاہین یا کنویں کا مینڈک سے تشبیہہ دیتے ہوئے فرماتے ہیں

وہ فریب خوردہ شاہیں جو پلا ہو کرگسوں میں
اسے کیا خبر کہ کیا ہے رہ و رسم شاہبازی
کوئی کارواں سے ٹوٹا، کوئی بدگماں حرم سے
کہ امیرِ کارواں میں نہیں خوئے دل نوازی

مولوی کے اپنے اوپر لگے کفر کے فتوؤں اور طعنوں کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

مجھ کو تو سکھا دی ہے افرنگ نے زندیقی
اس دور کے مُلّا ہیں کیوں ننگ مسلمانی
تقدیر شکن قوت باقی ہے ابھی اس میں
نادان جسے کہتے ہیں تقدیر کا زندانی

مولوی صاحب کی قابلیت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

حاضر ہیں کلیسا میں کباب و مئے گلگوں
مسجد میں دھرا کیا ہے بجز موعظہ و پند!
احکام تیرے حق ہیں مگر اپنے مفسر
تاویل سے قرآں کو بنا سکتے ہیں پاژند

مولوی صاحب کی عقل و شعور کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں

رقابت علم و عرفاں میں غلط بینی ہے منبر کی
کہ وہ حلاج کی سولی کو سمجھا ہے رقیب اپنا

اقبال مشرق، مغرب اور مولوی کی اجتماعی حالت کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں

بہت دیکھے ہیں میں نے مشرق و مغرب کے میخانے
یہاں ساقی نہیں پیدا، وہاں بے ذوق ہے صہبا
نہ ایراں میں رہے باقی، نہ توراں میں رہے باقی
وہ بندے فقر تھا جن کا ہلاکِ قیصر وکسریٰ

ebooks.i360.pk

یہی شیخ حرم ہے جو چرا کر بیچ کھاتا ہے
گلیم بوذرؓ و دلق اویسؓ و چادرِ زہراؑ؟
حضور حق میں اسرافیل نے میری شکایت کی
یہ بندہ وقت سے پہلے قیامت کر نہ دے برپا
ندا آئی کہ آشوب قیامت سے یہ کیا کم ہے
گرفتہ چینیاں احرام و مکی خفتہ در بطحا!
لبالب شیشۂ تہذیب حاضر ہے مے لا سے
مگر ساقی کے ہاتھوں میں نہیں پیمانۂ اِلاّ

موجودہ صوفیوں کے بارے میں کہتے ہیں

اب حجرۂ صوفی میں وہ فقر نہیں باقی
خونِ دل شیراں ہو جس فکر کی دستاویز!

امت مسلمہ کو مولویوں سے بچنے کی تلقین کرتے ہوئے کہتے ہیں

جس کا عمل ہے بے غرض اس کی جزا کچھ اور ہے
حور و خیام سے گزر، بادہ و جام سے گزر
تیرا امام بے حضور ، تیری نماز بے سرور
ایسی نماز سے گزر، ایسے امام سے گزر

مولوی، صوفی اور شاعر نے مسلم امہ کو جو نقصان پہنچایا، اس کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں

کسے خبر کہ سفینے ڈبو چکی کتنے
فقیہہ و صوفی و شاعر کی ناخوش اندیشی

صوفی اور مولویوں کا بارگاہِ الٰہی میں شکوہ کرتے ہوئے کہتے ہیں

شکایت ہے مجھے یارب خداوندانِ مکتب سے
سبق شاہیں بچوں کو دے رہے ہیں خاکبازی کا
قلندر جز دو حرف لا الہ کچھ بھی نہیں رکھتا
فقیر شہر قاروں ہے لغت ہائے حجازی کا

ebooks.i360.pk

مسلمانوں کو جھنجھوڑتے ہوئے کہتے ہیں

اے مسلماں! اپنے دل سے پوچھ، مُلّا سے نہ پوچھ
ہوگیا اللہ کے بندوں سے کیوں خالی حرم

مولوی اور شیخ کے متعلق فرماتے ہیں

مرید سادہ تو رو رو کے ہوگیا تائب
خدا کرے کہ ملے شیخ کو بھی یہ توفیق
مرے لیے تو اقرار باللساں بھی بہت
ہزار شکر کر مُلّا ہیں صاحبِ تصدیق

اقبال کہتے ہیں کہ مولوی کی حالت پہلے بھی کچھ ٹھیک نہیں مگر صوفی نے اُسے مزید خراب کردیا ہے۔

سکھادیئے ہیں اسے شیوہ ہائے خانقہی
فقیہہ شہر کو صوفی نے کردیا ہے خراب

منبر و محراب کے وارثان کی حالت کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں

وہ سجدہ روح زمیں جس سے کانپ جاتی تھی
اُسی کو آج ترستے ہیں منبر و محراب

مولویوں کے مدارس جو مومن بنانے کے دعویدار ہیں اور ساری قوت اسی پر صرف کرتے ہیں، ان کے متعلق اقبال فرماتے ہیں۔

گلا تو گھونٹ دیا اہلِ مدرسہ نے تیرا
کہاں سے آئے صدا لا الہ الا اللہ

مولوی و صوفی کے کردار و گفتار کے بارے میں کہتے ہیں

پیرِ حرم کو دیکھا ہے میں نے
کردار بے سوز، گفتار واہی

مولوی صاحب سے مخاطب ہوکر کہتے ہیں

اے لا الہ کے وارث، باقی نہیں ہے تجھ میں
گفتار دلبرانہ، کردار قاہرانہ

اقبال مولوی صاحب کی محنت کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں

ebooks.i360.pk

یہ پیرانِ کلیسا و حرم! اے وائے مجبوری!
صلہ ان کی کدو کاوش کا ہے سینوں کی بے نوری

مولویوں اور صوفیوں سے سوال کرتے ہوئے پوچھتے ہیں

مکتبوں میں کہیں رعنائی افکار بھی ہے؟
خانقاہوں میں کہیں لذت اسرار بھی ہے؟

امت کو مولوی اور صوفی کی پیروی کے نقصانات بتائے ہوئے کہتے ہیں

کرے گی داورِ محشر میں شرمسار اک روز
کتابِ صوفی و مُلّا کی سادہ اوراقی

مولوی کے مدرسے کے حق میں بارگاہِ ایزدی میں دعا کرتے ہیں

مئے یقین سے ضمیر حیات ہے پرسوز
نصیب مدرسہ یا رب یہ آب آتش ناک

اپنی فکر و فلسفے اور تعلیمات کے بارے میں کہتے ہیں

میرے کدو کو غنیمت سمجھ کہ بادۂ ناب
نہ مدرسے میں ہے باقی نہ خانقاہ میں ہے

مولوی صاحب کے مدرسے کے بارے میں کہتے ہیں کہ انگریز کی سازشیں پوری کرنے میں یہ اس کے ہمنوا ہیں......

یہ مدرسہ، یہ جواں، یہ سرور و رعنائی
انہی کے دم سے ہے میخانہ فرنگ آباد

مولوی صاحب کی تعلیمات کو گمراہ کن کہتے ہوئے فرماتے ہیں:

نہ فلسفی سے، نہ مُلّا سے ہے غرض مجھکو
یہ دل کی موت، وہ اندیشہ و نظر کا فساد
فقیہہ شہر کی تحقیر کیا مجال مری
مگر یہ بات کہ میں ڈھونڈتا ہوں دل کی کشاد
کیے ہیں فاش رموزِ قلندری میں نے
کہ فکرِ مدرسہ و خانقاہ ہو آزاد

مُلّا کی تعلیمات کا انجام بتاتے ہوئے کہتے ہیں

ebooks.i360.pk

میں جانتا ہوں انجام اس کا
جس معرکے میں مُلّا ہوں غازی

وارثانِ منبر و محراب کی مقامِ مومن سے بے خبری کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں:

کس کو معلوم ہے ہنگامہ فروا کا مقام
مسجد و مکتب و مے خانہ ہیں مدت سے خموش

سابقہ مسلمانوں کے مدارس اور مولوی کے آج کے مدرسے کا فرق بتاتے ہوئے کہتے ہیں:

تھا جہاں مدرسہ شیری و شہنشاہی
آج اِن خانقاہوں میں ہے فقط روباہی

مولوی کی غفلت کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں مسلمانوں کی موجودہ حالت کا ذمہ دار مولوی ہے

میں جانتا ہوں جماعت کا حشر کیا ہوگا
مسائل نظری میں اُلجھ گیا ہے خطیب

مولوی کے اسلام سے ناواقفیت کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں

رہ و رسم حرم نا محرمانہ
کلیسا کی ادا سوداگرانہ

مولوی کی پیروی کو مسلمانوں کی موت بتاتے مومن اور مولوی کے مذہب کا فرق بتاتے ہیں:

اندازِ بیاں گرچہ بہت شوخ نہیں ہے
شاید کہ اتر جائے تیرے دل میں مری بات
یا وسعت افلاک میں تکبیر مسلسل
یا خاک کی آغوش میں تسبیح و مناجات
وہ مذہب مردانِ خود آگاہ و خدامست
یہ مذہب مُلّا و جمادات و نباتات

علامہ اقبال کہتے ہیں کہ مولوی نے اسلام کا بیڑہ غرق کرتے ہوئے پوری قوم کو اپنے جیسا بنادیا ہے۔

مسلماں ہے توحید میں گرم جوش
مگر دل ابھی تک ہے زنار پوش

ebooks.i360.pk

تمدن، تصوف، شریعت، کلام
بتانِ عجم کے پجاری تمام
حقیقت خرافات میں کھو گئی
یہ امت روایات میں کھو گئی
لُبھاتا ہے دل کو کلامِ خطیب
مگر لذتِ شوق سے بے نصیب
بیاں اس کا منطق سے سلجھا ہوا
لغت کے بکھیڑوں میں الجھا ہوا

اقبال کا یہ شعر آج بچے بچے کی زبان پر ہے مگر کوئی بھی اس پر غور نہیں کرتا......

الفاظ و معانی میں تفاوت نہیں لیکن
مُلّاں کی اذاں اور ہے، مجاہد کی اذاں اور

صوفی کے خالی ہاتھ ہونے کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں

قم باذن اللہ کہہ سکتے تھے جو رخصت ہوئے
خانقاہوں میں مجاور رہ گئے یا گورکن

اپنی نظم ''باغی مرید'' میں اقبال آج کی خانقاہوں کا حال بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں

ہم کو تو میسر نہیں مٹی کا دیا بھی
گھر پیر کا بجلی کے چراغوں سے ہے روشن
شہری ہو، دیہاتی ہو، مسلمان ہے سادہ
مانندِ بتاں پجتے ہیں کعبے کے برہمن
نذرانہ نہیں سود ہے پیرانِ حرم کا
ہر خرقۂ سالوس کے اندر ہے مہاجن
میراث میں آئی ہے انہیں سند ارشاد
زاغوں کے تصرف میں عقابوں کے نشیمن

مولوی صاحب کی فرقہ پرستی، انتہا پسندی سے بیزاری اور اکتاہٹ کا اظہار کرتے ہوئے اور ان کو بھائی چارے کا درس دیتے ہوئے کہتے ہیں۔

ebooks.i360.pk

اپنوں سے بیر رکھنا تو نے بتوں سے سیکھا
جنگ و جدل سکھایا واعظ کو بھی خدا نے
تنگ آ کے میں نے آخر دیر و حرم کو چھوڑا
واعظ کا وعظ چھوڑا، چھوڑے تیرے فسانے

مولوی صاحب کی چالوں اور انسان دشمنی کا ذکر کرتے ہوئے رب کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں

عجب واعظ کی دیں داری ہے یارب
عداوت ہے اسے سارے جہاں سے
بڑی باریک ہیں واعظ کی چالیں
لرز جاتا ہے آوازِ اذاں سے

مولوی صاحب کی خواہش پرستی اور چالاکی کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں

امیدِ حور نے سب کچھ سکھا رکھا ہے واعظ کو
یہ حضرت دیکھنے میں سیدھے سادھے بھولے بھالے ہیں

مولوی صاحب کی امیدِ جنت اور اپنے عشق کا ذکر ایک ہی شعر میں کرتے ہیں

یہ جنت مبارک رہے زاہدوں کو
کہ آپ کا سامنا چاہتا ہوں

اقبال بھی مولوی صاحب کی انتہا پسندی اور فتوؤں سے اچھی طرح واقف تھے بلکہ فتوے بھگت بھی چکے تھے لہٰذا کہتے ہیں

شریعت کیوں گریباں گیر ہو ذوقِ تکلم کی
چھپا جاتا ہوں اپنے دل کا مطلب استعارے میں

اقبال زائرانِ کعبہ سے بھی پوچھتے ہیں کہ وہ اسلام کا مرکز ہیں تو کیا حق بھی ادا کر رہے ہیں

زائران کعبہ سے اقبال یہ پوچھے کوئی
کیا حرم کا تحفہ زمزم کے سوا کچھ بھی نہیں

علامہ اقبال بڑے کھلے ڈلے لفظوں میں مولوی صاحب سے ہمکلام ہو کر اس کی ٹکور کرتے نظر آتے ہیں:

بٹھا کے عرش پہ رکھا ہے تو نے اے واعظ
خدا وہ کیا جو بندوں سے احتراز کرے

ebooks.i360.pk

کوئی یہ پوچھے کہ واعظ کا کیا بگڑتا ہے
جو بے عمل پہ بھی رحمت وہ بے نیاز کرے
غرور زہد نے سکھلادیا ہے واعظ کو
کہ بندگانِ خدا پر زباں دراز کرے

مولوی صاحب کونصیحت کرتے ہوئے اقبال حقائق سے آگاہ کرتے ہیں:

واعظ کمالِ ترک سے ملتی ہے یاں نجات
دنیا جو چھوڑ دی ہے تو عقبیٰ بھی چھوڑ دے
تقلید کی روش سے تو بہتر ہے خود کشی
رستہ بھی ڈھونڈھ خضر کا، سودا بھی چھوڑ دے
سوداگری نہیں، یہ عبادت خدا کی ہے
اے بے خبر! جزا کی تمنا بھی چھوڑ دے
واعظ ثبوت لائے جو مے کے جواز میں
اقبال کو یہ ضد ہے کہ پینا بھی چھوڑ دے

اقبال پہ جب فتوے لگے تو اقبال نے فرقہ پرست مولوی کو یہ کہہ کر جواب دیا کہ

بھلا نبھے گی تری ہم سے کیونکر اے واعظ
کہ ہم تو رسم محبت کو عام کرتے ہیں

مسلمانوں کی حالت زار اور مولوی کی خود غرضی کے بارے میں کہتے ہیں:

کل ایک شوریدہ خواب گاہ نبی پہ رو رو کے کہہ رہا تھا
کہ مصر و ہندوستان کے مسلم بنائے ملت مٹا رہے ہیں
یہ زائرانِ حریم مغرب ہزار رہبر بنیں ہمارے
ہمیں بھلا ان سے واسطہ کیا جو تجھ کو ناآشنا رہے ہیں
غضب ہیں یہ "مرشدانِ خود بیں" خدا تری قوم کو بچائے
بگاڑ کر تیرے مسلموں کو یہ اپنی عزت بنا رہے ہیں

مولوی صاحب کی مذہبی تجارت اور خودغرضی کے بارے میں کہتے ہیں

ebooks.i360.pk

کچھ غم نہیں جو حضرتِ واعظ ہیں تنگ دست
تہذیب نو کے سامنے سر اپنا خم کریں
ردِّ جہاد میں تو بہت کچھ لکھا گیا
تردید حج میں کوئی رسالہ رقم کریں

مولوی صاحب کی منافقت کوان الفاظ میں وا کرتے ہیں

''اصل شہود و شاہد و مشہود ایک ہے''
غالب کا قول سچ ہے تو پھر ذکرِ غیر کیا
کیوں اے جناب شیخ! سنا آپ نے بھی کچھ
کہتے تھے کعبے والوں سے کل اہل دیر کیا
ہم پوچھتے ہیں مسلم عاشق مزاج سے
الفت بتوں سے ہے تو برہمن سے بیر کیا

مولوی صاحب جو دوسروں کوراہِ خدا میں خرچ کرنے کی تبلیغ کرتے ہیں اور راہِ خدا کا مطلب مسجد و مدرسہ ہیں، ان کو مخاطب کر کے اقبال کہتے ہیں

ہاتھوں سے اپنے دامنِ دنیا نکل گیا
رخصت ہوا دلوں سے خیال مفاد بھی
قانون وقف کیلئے لڑتے تھے شیخ جی
پوچھو تو، وقف کیلئے ہے جائیداد بھی!

مولوی صاحب کے طرزِ تبلیغ جس سے کافر کا مسلمان ہونا تو در کنار خود مسلمان بھی اسلام سے باغی ہوتے نظر آتے ہیں، اقبال نے ان الفاظ میں مولوی صاحب کوخراجِ تحسین پیش کیا ہے

فرما رہے تھے شیخ طریقِ عمل پہ وعظ
کفار ہند کے ہیں تجارت میں سخت کوش
مشرک ہیں وہ جو رکھتے ہیں مشرک سے لین دین
لیکن ہماری قوم ہے محرومِ عقل و ہوش
ناپاک چیز ہوتی ہے مشرک کے ہاتھ کی

ebooks.i360.pk

سن لے، اگر ہے گوشِ مسلماں کا حق نیوش
اِک بادہ کش بھی وعظ کی محفل میں تھا شریک
جس کیلئے نصیحتِ واعظ تھی بار گوش
کہنے لگا ستم ہے کہ ایسے قیود کی
پابند ہو تجارت سامان خورد و نوش
میں نے کہا کہ آپ کو مشکل نہیں کوئی
ہندوستان میں ہیں کلمہ گو بھی مے فروش

مولوی صاحب کی ضد اور ضد کی وجہ سے چلتی دکانداری کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ مولوی اور پنڈت دونوں کا کردار قوم کو لڑوانا اور لڑائی کو کیش کروانا ہے

یہ آیۂ نو جیل سے نازل ہوئی مجھ پر
گیتا میں ہے قرآن تو قرآن میں گیتا
کیا خوب ہوئی آشتی شیخ و برہمن
اس جنگ میں آخر نہ یہ ہارا نہ وہ جیتا
مندر سے تو بیزار تھا پہلے ہی ''بدری''
مسجد سے نکلتا نہیں، ضدی ہے ''مسیتا''

علامہ اقبال مولوی کی خوش فہمی دور کرنے کی کوشش کرتے ہوئے اُسے حقیقت دکھاتے ہیں:

علامہ اقبال بتاتے ہیں کہ کس طرح مولوی نے قرآن کی تعلیمات تک کو بدل کے رکھ دیا ہے اور مسلمان غلام ہو کر رہ گئے مگر مولوی صاحب کے طفیل انہیں احساس تک نہیں ہے

اسی قرآں میں ہے اب ترکِ جہاں کی تعلیم
جس نے مومن کو بنایا مہ و پرویں کا امیر
تن بہ تقدیر ہے آج اُن کے عمل کا انداز
تھی نہاں جن کے ارادوں میں خدا کی تقدیر
تھا جو ناخوب، بتدریج وہی خوب ہوا
کہ غلامی میں بدل جاتا ہے قوموں کا ضمیر

مولوی صاحب کی غلط روش کی وجہ سے مسلمانوں کے زوال پہ اپنے دُکھ کا اظہار ان الفاظ میں کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مولوی نے مرضی کا

ebooks.i360.pk

دین ایجاد کر رکھا ہے اور اگر کوئی بندہ حقیقی دین تک رسائی حاصل کرنا چاہتا ہو تو مولویوں نے اپنے تئیں اسے ناممکن بنانے کی پوری کوشش کی ہے۔

ہند میں حکمتِ دیں کوئی کہاں سے سیکھے
نہ کہیں لذتِ کردار نہ افکارِ عمیق
حلقۂ شوق میں وہ جراتِ اندیشہ کہاں
آہ! محکومی و تقلید و زوالِ تحقیق
خود بدلتے نہیں قرآں کو بدل دیتے ہیں
ہوئے کس درجہ فقیہانِ حرم بے توفیق
ان غلاموں کا یہ مسلک ہے کہ ناقص ہے کتاب
کہ سکھاتی نہیں مومن کو غلامی کے طریق

مولوی صاحب کنویں کے مینڈک کی طرح ہیں اور باہر کی دنیا میں کیا ہو رہا ہے اس سے بالکل بے خبر ہیں۔ اقبال کہتے ہیں مولوی صاحب کا وعظ بے اثر ہو چکا ہے کیونکہ مولوی اسلام کو ہدف تنقید بنا رہا ہے اور چونکہ باقی دنیا اور علوم سے بے خبر ہے اس لیے اس پر خاموش ہے۔

لیکن جنابِ شیخ کو معلوم کیا نہیں
مسجد میں اب یہ وعظ ہے بے سود بے اثر
حق سے اگر غرض ہے تو زیبا ہے کیا یہ بات
اسلام کا محاسبہ، یورپ سے درگزر

اِن اشعار میں اقبال نے مولوی صاحب کو امام کے اوصاف بتائے ہیں اور پھر صاف الفاظ میں دوٹوک بات کر دی کہ فقط نماز پڑھانے والے بیچارے مولوی کو کیا خبر کہ قوم کیا چیز ہے اور امامت کسے کہتے ہیں۔ یہ تو فقط روزی روٹی کا ذریعہ ہے

زندہ قوت تھی جہاں میں یہی توحید کبھی
آج کیا ہے؟ فقط اِک مسئلہ علم الکلام!
روشن اس ضو سے اگر ظلمت کا کردار نہ ہو
خو مسلماں سے ہے پوشیدہ مسلماں کا مقام!
میں نے اے میر سپہ تیری سپہ دیکھی ہے
قل ہو اللہ کی شمشیر سے خالی ہے نیام

ebooks.i360.pk

آہ! اس راز سے واقف ہے نہ مُلّا نہ فقیہہ
وحدت افکار کی بے وحدت کردار ہے خام!
قوم کیا چیز ہے؟ قوموں کی امامت کیا ہے؟
اس کو کیا سمجھیں یہ بے چارے دو رکعت کے امام!

اقبال مولوی کی بے وقوفی اور کم ظرفی کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں

مُلّا کو جو ہے ہند میں سجدے کی اجازت
ناداں یہ سمجھتا ہے کہ اسلام ہے آزاد

مولوی کی رہبانیت اور صوفی کی بے عملی کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں

فقیہہ شہر بھی رہبانیت پہ ہے مجبور
کہ معرکے ہیں شریعت کے جنگ دست بدست

اور

صوفی کی شریعت میں فقط مستی احوال
مُلّا کی شریعت میں فقط مستی گفتار

مولوی کے کردار و گفتار کے بارے میں کہتے ہیں

پیرانِ کلیسا ہوں یا شیخانِ حرم ہوں
نہ جدتِ گفتار ہے نہ جدتِ کردار

علامہ اقبال اپنی نظم ''امامت'' میں بتاتے ہیں کہ امام کو کیسا ہونا چاہیے

تو نے پوچھی ہے امامت کی حقیقت مجھ سے
حق تُجھے میری طرح صاحب اسرار کرے
ہے وہی تیرے زمانے کا امام برحق
جو تجھے حاضر و موجود سے بیزار کرے
موت کے آئینے میں تجھ کو دکھا کر رخ دوست
زندگی تیرے لیے اور بھی دشوار کرے
دے کے احساسِ زیاں تیرا لہو گرما دے
فقر کی سان چڑھا کر تجھے تلوار کرے

ebooks.i360.pk

فتنۂ ملتِ بیضا ہے امامت اس کی
جو مسلماں کو سلاطیں کا پرستار کرے

علامہ اقبال مولوی کی تبلیغ اور مولوی کے اسلام کے بارے میں کہتے ہیں کہ اس اسلام کے قبول کریا نہ کرنے سے کچھ فرق نہیں پڑتا۔ اگر انگریز یہ اسلام قبول بھی کرلے تو مسلمان غلام ہی رہیں گے

اگر قبول کرے دین مصطفیٰ انگریز
سیاہ روز مسلماں رہے گا پھر بھی غلام

علامہ اقبال کہتے ہیں مولوی اور پیر کے معتقدین کو میری باتیں اچھی لگتی ہیں مگر مولوی اور پیر کو بری لگتی ہیں کیونکہ اس سے ان کا خاندانی کاروبار متاثر ہونے خطرہ ہے۔

ہے مریدوں کو تو حق بات گوارا لیکن
شیخ و مُلاّ کو بری لگتی ہے درویش کی بات

مولوی کی دین فروشی کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں

خودی کی موت سے پیرِ حرم ہوا مجبور
کہ بیچ کھائے مسلماں کا جامۂ احرام!

مدرسہ اور مدرسے والوں کی مخصوص سوچ کے بارے میں کہتے ہیں کہ وہ سب کچھ جان چکے ہیں اور انہیں مزید کچھ جاننے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ صحیح غلط کی تمیز آہستہ آہستہ ختم ہوتی جارہی ہے

پُر ہے افکار سے ان مدرسہ والوں کا ضمیر
خوب و ناخوب کی ہے اس دور میں ہے کس کو تمیز

مدرسے والوں کے بارے میں مزید کہتے ہیں کہ

مدرسہ عقل کو آزاد تو کرتا ہے مگر
چھوڑ جاتا ہے خیالات کو بے ربط و نظام

علامہ اقبال سارے اختلافات بالائے طاق رکھتے ہوئے مولوی اور صوفی کو سمجھاتے ہیں اور اسے مسلمانوں کے حال پر رحم کرنے کا کہتے ہیں۔ اپنی نظم ''اے پیرِ حرم'' میں کہتے ہیں

اے پیرِ حرم رسم و رہ خانقہی چھوڑ
مقصود سمجھ میری نوائے سحری کا

ebooks.i360.pk

اللہ رکھے تیرے جوانوں کو سلامت
دے ان کو سبق خود شکنی، خود نگری کا
تو ان کو سکھانا خارہ شگافی کے طریقے
مغرب نے سکھایا انہیں فن شیشہ گری کا
دل توڑ گئی ان کا دو صدیوں کی غلامی
دارو کوئی سوچ اِن کی پریشاں نظری کا
کہہ جاتا ہوں میں زورِ جنون میں تیرے اسرار
مجھ کو بھی صلہ دے مری آشفتہ سری کا!

مولوی کے اسلام کی حقیقت بتاتے ہوئے کہتے ہیں

قرآں کو بازیچۂ تاویل بنا کر
چاہے تو خود اِک تازہ شریعت کرے ایجاد
ہے مملکت ہند میں اِک طرفہ تماشا
اسلام ہے محبوس، مسلمان ہے آزاد

مولوی صاحب کے اسلام کے بارے میں مزید کہتے ہیں

تو بدل گیا تو بہتر کہ بدل گئی شریعت
کہ موافق تدرواں نہیں دین شہبازی!

مدرسہ عنوان سے اپنے قطعہ میں مدرسہ کو ملک الموت سے تشبیہہ دیتے ہوئے اقبالؒ کہتے ہیں

عصرِ حاضر ملک الموت ہے تیرا جس نے
قبض کی روح تری دے کے تجھے فکر معاش
مدرسے نے تیری آنکھوں سے چھپایا جن کو
خلوتِ کوہ و بیاباں میں وہ اسرار ہیں فاش

''اساتذہ'' کے نام سے لکھے گئے اپنے اشعار میں اقبال نے مولوی اور مدرسے والوں کو تنبیہہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ آپ لوگ زمانے کی امامت کر سکتے تھے مگر افسوس کہ آپ زمانے کے غلام ہو کر رہ گئے ہو

مقصد ہے اگر تربیت لعل بدخشاں
بے سود ہے بھٹکے ہوئے خورشید کا پر تو

ebooks.i360.pk

دنیا ہے روایات کے پھندوں میں گرفتار
کیا مدرسہ، کیا مدرسہ والوں کی تگ و دو
کرسکتے تھے جو اپنے زمانے کی امامت
وہ کہنہ دماغ اپنے زمانے کے ہیں پیرو!

علامہ اقبال کہتے ہیں کہ مولوی فقط باتیں کرتے ہیں مگر اخلاص سے خالی ہیں اور اخلاص کے بنا کوئی بھی عمل پایۂ تکمیل تک نہیں پہنچتا۔

مجھ کو معلوم ہے پیرانِ حرم کے انداز
ہو نہ اخلاص تو دعویٰ ہے فقط لاف و گزاف

علامہ اقبال مولوی اور شاعر کو شیشہ گر کی دکان سے دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دیوانہ بیکار میں جنگلوں میں بھٹکتا پھر رہا ہے، وہ مدرسے میں چلا جائے تو اس کو وہی سب کچھ ملے گا جو ویرانوں اور جنگلوں میں ہے

زُجاج گر کی دکاں شاعری و مُلاّئی
ستم ہے خوار پھرے دشت و در میں دیوانہ
ہمو مدرسہ بھی سازگار ہے اس کو
کہ اس کے واسطے لازم نہیں ہے ویرانہ

علامہ اقبال مولوی کو مخاطب کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ تو صبح اُٹھ کر جو رو رو کر دعائیں کرتا ہے یہ کیا اس بات کی تلافی ہوسکتی ہے جو تو بے مقصد اور بے معرکہ جی رہا ہے۔

کرسکتی ہے بے معرکہ جینے کی تلافی
اے پیرِ حرم تیری مناجاتِ سحر کیا؟

علامہ اقبال کہتے ہیں کہ صوفی کی خانقاہوں میں اب پہلی والی بات نہیں رہی اور یہ بھی اب کسب معاش کا ہی ذریعہ بن چکی ہیں اور تخلیقِ خودی ان کے بس کی بات نہیں رہی

ممکن نہیں تخلیق خودی خانقھوں سے
اس شعلۂ نم خوردہ سے ٹوٹے گا شرر کیا؟

علامہ اقبال مولوی صاحب کو بتاتے ہیں کہ مدرسے کی فضا میں لاکھ سکون سہی مگر فاروقی اور سلیمانی ایسے بیاباں میں نہیں بنتی اس کیلئے عمرؓ کے نقشِ قدم پہ چلنا پڑتا ہے

اے شیخ بہت اچھی مکتب کی فضا لیکن
بنتی نہیں بیاباں میں فاروقی و سلمانی!

ebooks.i360.pk

علامہ اقبال کی نظم ’’ابلیس کی مجلس شوریٰ‘‘ بہت ہی مشہور و معروف نظم ہے یہ نظم حقیقت کے قریب تر ہے دنیا میں آج جو کچھ ہو رہا ہے، ابلیس نے کیسے کیسے کس کس کو اپنا پیرو کار بنایا، اور آج دنیا میں ابلیس کا راج ہے، یہ سب اقبالؒ کی نظم میں ہے۔ اقبالؒ کی نظم کے چند شعر یہ ہیں۔

نظم میں ابلیس کا پہلا مشیر کہتا ہے

ہے ازل سے ان غریبوں کے مقدر میں سجود
ان کی فطرت کا تقاضا ہے نمازِ بے قیام
آرزو اول تو پیدا ہو نہیں سکتی کہیں
ہو کہیں پیدا تو مرجاتی ہے یا رہتی ہے خام
یہ ہماری سعی پیہم کی کرامت ہے کہ آج
صوفی و مُلّا ملوکیت کے بندے ہیں تمام

ابلیس اپنے مشیروں کو کہتا ہے

جانتا ہے جس روش باطن ایام ہے
مزدکیت فتنہ فردا نہیں، اسلام ہے
جانتا ہوں میں کہ مشرق کی اندھیری رات میں
بے ید بیضاء ہے پیرانِ حرم کی آستیں
عصرِ حاضر کے تقاضاؤں سے ہے لیکن یہ خوف
ہو نہ جائے آشکارا شرع پیغمبر کہیں
چشم عالم سے ہے پوشیدہ یہ آئین تو خوب
یہ غنیمت ہے کہ خود مومن ہے محرومِ یقیں
ہے یہی بہتر الٰہیات میں اُلجھا رہے
یہ کتاب اللہ کی تاویلات میں الجھا رہے
ہیں کلام اللہ کے الفاظ حادث یا قدیم
امت مرحوم کی ہے کس عقیدے میں نجات؟
کیا مسلماں کے لیے کافی نہیں اس دور میں
یہ الٰہیات کے ترشے ہوئے لات و منات؟

ebooks.i360.pk

خیر اس میں ہے، قیامت تک رہے مومن غلام
چھوڑ کر اوروں کی خاطر یہ جہانِ بے ثبات
ہر نفس ڈرتا ہوں اس امت کی بیداری سے میں
ہے حقیقت جس کے دیں کی احتسابِ کائنات
مست رکھو ذکر و فکرِ صبح گاہی میں اِسے
پختہ تر کر دو مزاجِ خانقاہی میں اِسے

علامہ اقبال کہتے ہیں کہ مغرب کے بتکدے، کلیسا اور مدرسے ایک ہی ڈگر پہ چل رہے ہیں......

جہاں مغرب کے بتکدوں میں، کلیساؤں میں، مدرسوں میں
ہوس کی خون ریزیاں چھپاتی ہے عقلِ عیار کی نمائش

علامہ اقبال مسلم امہ کی بے علمی کو مولویوں کے کاروبار کی بنیاد قرار دیتے ہوئے کہتے ہیں

تیری بے علمی نے رکھ لی بے علموں کی لاج
عالم فاضل بیچ رہے ہیں اپنا دین ایمان

مدرسوں کی حالت زار کا رونا روتے ہوئے کہتے ہیں

یہ مدرسہ ، یہ کفیل، یہ غوغائے روا رو
اس عیش فراواں میں ہے ہر لحظہ غم نو!
وہ علم نہیں، زہر ہے احرار کے حق میں
جس علم کا حاصل ہے جہاں میں دو کف جو!
ناداں! ادب و فلسفہ کچھ چیز نہیں ہے
اسبابِ ہنر کیلئے لازم ہے تگ و دو!

علامہ اقبال کہتے ہیں کہ جب تک وارثان منبر ومحراب نہیں جاگ جاتے اور اُن میں نورِ فراست نہیں آجاتا'' تب تک عام لوگوں تک دین نہیں پہنچ سکتا اور پہنچے گا تو اُلٹا باعثِ نقصان ہوگا

گر صاحبِ ہنگامہ نہ ہو منبر و محراب
دیں بندۂ مومن کیلئے موت ہے یا خواب
مُلّا کی نظر نورِ فراست سے ہے خالی
بے سوز ہے میخانہ صوفی کی مے ناب

ebooks.i360.pk

مولوی کی راہبانہ روش کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں

ضمیر مغرب ہے تاجرانہ، ضمیر مشرق ہے راہبانہ
وہاں دگرگوں ہے لحظہ لحظہ، یہاں بدلتا نہیں زمانہ

مولوی اور شاعر ایک ہی ڈگر پر چل رہے ہیں......فرماتے ہیں کہ ان سب کا مقصد لوگوں کو غلامی پہ رضا مند رکھنا ہے......

شاعر بھی ہیں پید، علماء بھی ، حکماء بھی
خالی نہیں قوموں کی غلامی کا زمانہ
مقصد ہے ان اللہ کے بندوں کا مگر ایک
ہر ایک ہے گو شرح معانی میں یگانہ!
''بہتر ہے کہ شیروں کو سکھا دیں رم آہو
باقی نہ رہے شیر کی شیری کا فسانہ!''
کرتے ہیں غلاموں کو غلامی پہ رضا مند
تاویلِ مسائل کو بناتے ہیں بہانہ!

''اے روح محمدؐ!'' کے عنوان سے لکھے گئے ان اشعار علامہ اقبال آقائے نامدارؐ کے حضور درخواست گزار ہیں کہ اس امت کے حال پر رحم کیا جائے

شیرازہ ہوا ملتِ مرحوم کا ابتر!
اب تو ہی بتا تیرا مسلمان کدھر جائے!
وہ لذتِ آشوب نہیں بحرِ عرب میں
پوشیدہ جو ہے مجھ میں وہ طوفان کدھر جائے
ہر چند ہے بے قافلہ و راحلہ و زار
اس کوہ بیاباں سے حدی خوان کدھر جائے!
اس راز کو اب فاش کر اے روحِ محمدؐ!
آیاتِ الٰہی کا نگہبان کدھر جائے

علامہ اقبالؒ کے یہ تمام اشعار جو میں نے نقل کیے ہیں، ایک عام آدمی بھی آسانی سے سمجھ سکتا ہے اس لیے تشریح کی ضرورت محسوس نہیں کی......اگر کسی کو تشریح کی ضرورت پیش آئے تو مولوی صاحب سے رابطہ کر سکتے ہیں......

ebooks.i360.pk

میرا نہیں خیال کہ ان تمام اشعار کے پڑھنے کے بعد مُلّا ازم پر یا مولوی کے معاشرے میں کردار پر مزید کچھ لکھنے کی ضرورت باقی رہ جاتی ہے۔ علامہ اقبالؒ نے واضح طور پر مولوی کو مسلمانوں کے زوال کی وجہ قرار دیا ہے اور اس میں کوئی شک بھی نہیں ہے۔ علامہ اقبالؒ نے مدرسہ کے متعلق واضح طور پر کئی جگہوں پر دوٹوک الفاظ میں اپنا موقف پیش کیا ہے۔

تشریح نہ کرنے کی وجہ بھی یہی ہے کہ ہر شخص ان اشعار کی خود تشریح کرے یا مولوی سے کروالے اور یہ الزام نہ لگے کہ اقبال نے ایسا نہیں کہا بلکہ تشریح میں ذاتی خیال پیش کیا گیا ہے، اگر مولوی صاحب ان اشعار کو ماننے سے انکار کرے اور صرف وہی چند اشعار مانے جو اس نے رٹ رکھے ہیں اور جو اس کا کاروبار چلانے میں مددگار ثابت ہوتے ہیں تو اب ایسا نہیں چلے گا، مولوی صاحب کو علامہ اقبالؒ کے متعلق واضح موقف سامنے لانا ہوگا تاکہ عوام کو مولوی صاحب کی حقیقت کا علم ہوسکے اور عوام مولوی صاحب کے متعلق بھی واضح موقف رکھ سکے۔

خدارا! اس قوم کے حال پر رحم کیا جائے اور اسے ان علوم تک رسائی دی جائے جن کی یہ حقدار ہے اور ایسا مولوی کے تعاون کے بنا ممکن نہیں ہے، مدارس کے طلباء اور یونیورسٹیوں کے طلباء کے لیے یکساں معیارِ تعلیم ہونا چاہیے اور اس کے لیے مولوی صاحب کو اپنی سوچ بدلنا ہوگی، وہ ترازو جو اس کے ہاتھ میں ہے اور جس میں ہر حال میں مولوی صاحب کا پلڑا بھاری رہتا ہے، بدلنا ہوگا اور ایک نیوٹرل ترازو پہ تمام معاملات کو پرکھنا ہوگا اور وہ نیوٹرل ترازو قرآنِ حکیم ہے......

ebooks.i360.pk

مُلّا ازم سے نجات کیسے ممکن ہے اور حقیقی اسلام کیسے نافذ ہوگا......؟

مُلّا ازم اور اس کے اثرات پوری مسلم امہ پر اثر انداز ہو چکے ہیں خصوصاً پورے پاکستان کو اپنی لپیٹ میں لے چکے ہیں۔ یہ ایک انتہائی حساس مسئلہ ہے، جس نے ہمیں اندر سے کھوکھلا کر دیا ہے اور ہم بقول اقبالؒ نچوڑی ہوئی ہڈیوں کو چُوس رہے ہیں، پاکستان میں موجود مُلّا ازم کے سسٹم کو تبدیل کیے بغیر ہم بحیثیت مسلمان اور پاکستانی اپنی شناخت کھو دیں گے جس کا مداوا ممکن نہیں ہوگا۔ اب بھی بہت نقصان ہو چکا ہے مگر پھر بھی ابھی گنجائش باقی ہے۔ اگرچہ یہ کام بہت مشکل ہے مگر پھر بھی ہمیں یہ کام کرنا ہوگا۔ یہ صرف مولوی صاحبان کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ یہ پوری قوم کی زندگی اور موت کا مسئلہ ہے۔ پوری قوم اس کی ذمہ دار ہے اور پوری قوم کو اس مسئلے کے حل میں اپنا کردار ادا کرنا ہوگا۔ پوری قوم خصوصاً نوجوان نسل، علمائے کرام اور حکومت وقت کو اس مسئلے کے حل میں اپنا اپنا کردار ادا کرنا ہوگا۔ نوجوان نسل اس وقت بے راہ روی کا شکار ہے، لادینیت کو نوجوان نسل میں فروغ مل رہا ہے، اس کی وجہ اسلامی تعلیمات سے ناواقفیت اور فیس بک اور انٹرنیٹ وغیرہ پر یورپ نواز ملحدوں کی اسلام دشمنی پر مبنی لٹریچر کا فروغ ہے جسے پڑھ کر اسلامی تعلیمات سے ناواقف نوجوان نسل اسلام سے دور ہوتی نظر آ رہی ہے۔ حیا ایمان سے ہے مگر یورپ نواز طبقہ خود سائنس وٹیکنالوجی اور انٹرنیٹ سے دن دگنی رات چوگنی ترقی کر رہا ہے مگر ہماری قوم کو اسی انٹرنیٹ کے ذریعے بے حیائی پر لگا دیا ہے اور اکثریت اس کا شکار ہے اور یہ حقیقت ہے۔ نوجوان نسل کی اکثریت کے پاس بڑی بڑی ڈگریاں تو ہیں مگر وہ اسلام کی بنیادی تعلیمات سے بھی محروم ہے اور جن باتوں کا علم ہے وہ بھی سنی سنائی باتیں ہیں اور فقط اسلام پر تنقید کرنے کیلئے۔ یہ درست ہے کہ مولوی کے اسلام نے حقیقی اسلام کو ہم تک پہنچنے ہی نہیں دیا مگر جس وقت یہ خرافات دین میں شامل ہونا شروع ہوئیں، اُس وقت ہم کہاں تھے؟ ہمارے بڑوں نے ان خرافات کو دین میں شامل ہونے سے کیوں نہیں روکا؟ یا ہم اس قدر گہری نیند میں سوئے ہوئے تھے کہ ہمیں معلوم ہی نہ ہو سکا کہ کیا ہو رہا ہے اور اب تک سوئے ہوئے ہیں؟ مولوی اگر اسلام کے متعلق کوئی غلط بات کرتا ہے تو اس کی وجہ بھی ہماری جہالت ہے کیونکہ بدقسمتی سے ہمیں اسلام کے بارے میں کچھ نہیں معلوم اور مجبوراً مولوی کی بات پر یقین کرنا پڑتا ہے۔ اگر ہم نے اسلام کو اہمیت دی ہوتی اور اسے فقط مولوی کی ذمہ داری نہ سمجھا ہوتا تو نہ آج مولوی اسلام کا ٹھیکیدار ہوتا اور نہ اسلام کی یہ حالت ہوتی مگر اب بھی اگر ہوش آ جائے تو مداوا ممکن ہے۔

پوری قوم اور خصوصاً نوجوان نسل سے گزارش:

☆ پوری قوم خصوصاً نوجوانوں کو مذہب اور مذہبی علوم میں خصوصی دلچسپی لینا ہوگی۔

☆ ارکانِ اسلام نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کی حکمت کو سمجھنا ہوگا اور ان کا پابند ہونا ہوگا۔

☆ اسلامی تاریخ سے واقفیت حاصل کرنا ہوگی۔

ebooks.i360.pk

☆ قرآن وحدیث کا فہم حاصل کرنا ہوگا۔

☆ اپنے سامنے ایک واضح مقصد حیات رکھنا ہوگا۔

☆ اپنے رسول ﷺ سے محبت خون میں شامل کرنا ہوگی اور اپنے نبی کی عزت وناموس کا دفاع جان دے کر بھی کرنا ہوگا۔

☆ سائنس وٹیکنالوجی میں مہارت حاصل کرنا ہوگی۔

☆ بے حیائی کو ترک کرنا ہوگا، خودی کو بلند کرنا ہوگا۔

☆ فرنگی کی چالوں کو سمجھنا ہوگا۔

☆ اولیائے کرام کے محبت اور امن کے مشن کو دنیا میں عام کرنا ہوگا۔

☆ اختلاف رائے کو برداشت کرنا ہوگا۔

☆ دلیل سے بات کرنا ہوگی، انتہا پسندی سے بچنا ہوگا۔

☆ رٹا سسٹم سے نجات حاصل کرنا ہوگا، ایجادات کی طرف مائل ہونا ہوگا۔

☆ اندھی تقلید سے چھٹکارہ حاصل کرنا ہوگا۔

☆ اچھے اخلاق پیدا کرنا ہونگے۔

☆ علم کو علم سمجھ کر حاصل کرنا ہوگا نہ کہ فقط ڈگری کیلئے۔

☆ علم انسان بننے کے لیے حاصل کرنا ہوگا نہ کہ ٹیچر، انجینئر، ڈاکٹر یا بزنس مین بننے کیلئے۔

☆ قومی مفاد کو ذاتی مفاد پر ترجیح دینا ہوگا۔

☆ مدارس کے طلباء اور علمائے کرام کی عزت کرنا ہوگی اور اختلافِ رائے کو اختلاف رائے تک محدود رکھنا ہوگا۔

☆ مخالفت یا تضحیک سے ہر صورت بچنا ہوگا۔

علمائے کرام اور مولوی صاحبان سے گزارش

☆ ہر کسی کا عقیدہ اپنی جگہ درست مگر سب کو اسے اپنے تک محدود رکھنا ہوگا۔ دوسروں پر زبردستی اپنا عقیدہ مسلط کرنا فرقہ پرستی ہے، یہی ہمارے سسٹم کی سب سے بڑی خرابی ہے اور فساد کی جڑ ہے، اس سے پرہیز کرنا ہوگا۔

☆ اختلافی موضوعات پر گفتگو سے پرہیز کرنا ہوگا۔

☆ خصوصاً پیارے آقا ﷺ کی ذات اقدس پر اختلافی گفتگو سے پرہیز کرنا ہوگا کیونکہ یہ ہمارے لیے ڈوب مرنے کا مقام ہے کہ ہم رحمت اللعلمین ﷺ کی ذات وصفات کو متنازعہ بنانے پر لگے ہوئے ہیں۔ ایک طرف محبت رسول ﷺ کا دعویٰ ہے تو دوسری طرف اختلاف کا مرکز ومحور بھی اسی رسول ﷺ کو بنا رکھا ہے۔ نبی کریم ﷺ کی محبت عام کرنے کیلئے، ہمیں اس نقطے کو سمجھنا ہوگا۔

یہ فاقہ کش جو موت سے ڈرتا نہیں ذرا

ebooks.i360.pk

روحِ محمدی اس کے بدن سے نکال دو

☆ فرنگی کی چالوں کو سمجھنا ہوگا، عالم اسلام کیلئے فرنگی کے بچھائے جال سے امت کو بچانا ہوگا، موجودہ مُلّا ازم کا سسٹم جس نے اسلام کا بیڑہ غرق کرنے میں اپنا بھرپور حصہ ڈالا ہے اس کو بدلنا ہوگا، علمائے کرام کے تعاون کے بغیر یہ سسٹم بدلنا ممکن نہیں ہے اور مجھے امید ہے کہ علمائے کرام اس سسٹم کو بدلنے میں اپنا کردار ضرور ادا کریں گے۔

☆ اسلامی تاریخ قوم کو بتانا ہوگی اور قوم کو وہی جذبہ ودیعت کرنا ہوگا جو اسلاف کی میراث ہے۔

☆ مذہبی تجارت کو ترک کرنا ہوگا، جو مولوی صاحبان اس کے مرتکب ہورہے ہیں، درددل رکھنے والے علمائے کرام کو انہیں راہِ راست پر لانا ہوگا۔

☆ مذہبی علوم کے ساتھ قوم کو سائنس وٹیکنالوجی اور عصری علوم کی بھی ترغیب دینا ہوگی اور انہیں بتانا ہوگا یہ ہمارے اسلاف کا ورثہ ہے اور سائنس وٹیکنالوجی کا مرکز عالمِ اسلام تھا اور ہونا چاہیے۔

☆ مدارس جو عالم اسلام کا قابل فخر سرمایہ تھے اور دنیا بھر سے طلباء وہاں تعلیم حاصل کرنے کیلئے آیا کرتے تھے، ہمیں دوبارہ مدارس کو اسی مقام پر لانا ہوگا اور اس کیلئے نصاب کی تبدیلی ناگزیر ہے جس میں مذہبی علوم کے ساتھ ساتھ جدید عصری علوم بھی شامل ہونے چاہئیں اگر ایک مدرسے سے فارغ ہونے والا عالم دین ساتھ میں بہت اچھا سپیشلسٹ ڈاکٹر، انجینئر یا سائنس دان ہوگا تو پھر ہمیں کسی کو یہ سمجھانے کی ضرورت نہیں پڑے گی کہ اسلام سچا دین ہے، کلمہ پڑھو بلکہ دنیا خود متاثر ہوکر اسلام قبول کرے گی اور اسلاف کی مثالیں ہمارے سامنے ہیں۔

☆ علمائے کرام کو ان مولوی صاحبان کو امامت سے ہٹانا ہوگا جنہوں نے کسی بھی مدرسے سے درس نظامی کی ڈگری نہیں لی اور نہ باقاعدہ تعلیم حاصل کی اور وہ مساجد پر قبضہ کیے بیٹھے ہیں اور لوگوں کے ایمان سے کھیل رہے ہیں، یہ کام علمائے کرام کا ہے اور وہی کرسکتے ہیں کیونکہ اگر کسی اور نے یہ کوشش کی تو فتنہ وفساد کا اندیشہ ہے جس کے ہم کسی طور بھی متحمل نہیں ہوسکتے۔

☆ علمائے کرام کو وعظ وخطبات میں، تقاریر میں محبت رسول ﷺ کے ساتھ ساتھ علمی موضوعات کا انتخاب کرنا ہوگا جس سے یہ قوم ترقی کی راہ پر گامزن ہو اور جو مولوی صاحبان ریٹ فکس کرکے تقاریر کیلئے آتے ہیں، انہیں اسلام کی خدمت پر قائل کرنا ہوگا اور نہ ماننے پر اُن کا مذہبی کانفرنسز سے بائیکاٹ کرنا ہوگا۔

☆ ہمارا سسٹم ایسا بن چکا ہے کہ ان پڑھ یا دین سے ناواقف لوگ ٹیسٹ لینے کے بعد اپنے لیے امام کا انتخاب کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کا معیار کیا ہوگا اور ہوتا ہے، ہم جانتے ہیں۔ پھر اس امام کی تنخواہ وغیرہ کا انتظام بھی چونکہ لوگوں کے اپنے ذمے ہوتا ہے اس لیے امام صاحب کو اپنی ملازمت محفوظ کرنے کیلئے اُن لوگوں کو خوش رکھنا پڑتا ہے اور ذراسی ناراضگی کی صورت میں چھٹی کا اندیشہ ہوتا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ ایسا امام لوگوں کو کیا دین سکھائے گا؟ علمائے کرام کو ملکر سنجیدگی سے اس کا حل سوچنا ہوگا ورنہ اس کے بغیر ہم مزید دلدل میں دھنستے چلے جائیں گے۔

ebooks.i360.pk

مولوی صاحبان کوسکول، کالجزاور یونیورسٹی کے طلباء کو اتنی ہی اہمیت اور عزت دینا ہوگی جتنی ایک مدرسے کے طالب علم کو دی جاتی ہے اور ایک ڈاکٹر، انجینئر، ٹیچر، پروفیسر اور سائنس دان کو بھی عالم دین کی طرح عزت دینا ہوگی۔ سکول، کالجز اور یونیورسٹیز کے طلباء کے سوال کے جواب میں اکثر مولوی صاحبان یہ جواب دے کر علم کی توہین کرتے نظر آتے ہیں کہ تمہیں طہارت کے مسائل آتے نہیں اور چلے ہو دین پر بات کرنے......نماز کی شرائط کیا ہیں؟ بتاؤ......اور اس قسم کے جوابات سن کر نوجوان نسل اسلام سے باغی ہو رہی ہے اور مولوی صاحبان اپنی اسلام دشمنی کا ثبوت دیتے ہیں کیونکہ یہ اسلامی طریقہ کار ہرگز نہیں ہے۔ دوسرا اگر کسی کو مولوی صاحب میں کوئی کمی نظر آئے اور سوال کر بیٹھے تو جواب دیا جاتا ہے کہ اگر تیرے باپ کا نکاح مولوی نے نہ پڑھایا ہوتا تو تُو کہاں سے آتا؟ یا حرامی ہوتا......تمہارا جنازہ مولوی پڑھاتا ہے......ختم درود اور ایصال ثواب کیلئے مولوی کے محتاج ہو وغیرہ وغیرہ جو انتہائی احمقانہ جواب ہیں اور جہالت ہے......نہ تو یہ ایک عالم دین کی ذمہ داری ہے اور نہ عالم دین کے شایان شان، یہ تو ہر مسلمان کو کرنے چاہئیں مگر دین سے دوری کی وجہ سے مولوی صاحبان کرتے ہیں اور بس یہی کرتے ہیں تو میری علمائے کرام سے گزارش ہے کہ اس روش کو بدلا جائے۔ تنقید برداشت کی جائے اور پیار محبت سے نئی نسل کو سمجھا جائے......ایک عالم دین کی یہ ذمہ داری ہرگز نہیں ہے جو وہ آج ادا کر رہے ہیں بلکہ ان کی ذمہ داری تو وہ ہے رسول کریم ﷺ اور صحابہ کرامؓ کی ذمہ داریاں تھیں......نئی نسل کو اسلام کا سپاہی بنائیں نہ کہ ملحد بنانے میں اپنا کردار ادا کریں۔ ایسا نہیں ہے کہ ان کو طہارت کے مسائل یا نماز کی شرائط نہیں آتیں......کچھ کو نہیں بھی آتیں مگر سب برابر نہیں ہیں اور جن کو نہیں آتیں، ان کی مذہب سے دوری میں بھی کچھ نہ کچھ قصور ضرور مولوی صاحب کا بنتا ہے مگر مولوی صاحب کے ذہن میں بیٹھ گیا ہے کہ یہ سکول، کالجز اور یونیورسٹی کے طلباء سب کے سب جاہل ہیں اور مذہب سے ان کا کوئی واسطہ نہیں ہے اور ان کے رویے سے لگتا بھی نہیں ہے کہ وہ ان کو دین کی طرف لانا چاہتے ہیں۔

علمائے کرام جب تک اس سسٹم کی خرابیوں کو درست کرنے کیلئے سنجیدگی سے غور نہیں کریں گے تب تک یہ معاملہ جوں کا توں رہے گا بلکہ روز بروز خراب ہوگا، اس لیے میری علمائے کرام سے دردمندانہ اپیل ہے خدارا! اس مسئلے کو سنجیدگی سے لیتے ہوئے حل کرنے میں اپنا بنیادی کردار ادا کریں ورنہ روز محشر ہمارے پاس سوائے شرمندگی کے اور کچھ نہ ہوگا۔

☆ **حکومتِ وقت سے گزارش:** حکمرانوں سے گزارش ہے کہ پاکستان واحد نظریاتی اسلامی ملک ہے۔ اس کے بنانے کا مقصد اسلامی اصول وقوانین کے تجربات کرنا تھا اور دنیا کو بتانا تھا کہ اسلامی قوانین اور باقی دنیا کے قوانین میں یہ بنیادی فرق ہے مگر افسوس یہ تجربات آج تک نہ ہو سکے۔ اس ملک کو اسلامی ملک بننے میں علمائے کرام سب سے اہم کردار ادا کر سکتے ہیں مگر افسوس آج مذہبی سسٹم ایک مذاق بن چکا ہے۔ حکومت وقت سے گزارش ہے کہ وہ موجودہ مُلّا ازم کے سسٹم میں اصلاحات نافذ کرنے کیلئے اپنا کردار ادا کرے۔

☆ حکومت وقت کو چاہیے کہ مدارس کو بھی سکول کالجز کے برابر اہمیت دے۔ مدارس میں پڑھانے والے اساتذہ کو سرکاری ملازمتیں فراہم کی جائیں اور سکول کالجز کے ٹیچرز و پروفیسرز کے برابر مراعات دی جائیں۔

ebooks.i360.pk

☆ علمائے کرام کو اعتماد میں لے کر مدارس کے نصاب میں تبدیلی کی جائے اور جدید علوم پڑھانے کا مناسب انتظام کیا جائے۔

☆ اسلامی تاریخ اور اسلاف کے کارناموں کو درسی نصاب میں شامل کیا جائے اور پر امن اسلام کے پرچار میں علمائے کرام کے ساتھ تعاون کیا جائے۔

☆ عام مساجد کے مولوی صاحبان کو بھی ملازمت کے تحفظ کی ضمانت فراہم کی جائے اور علمائے کرام کے ساتھ مل کر مسجد امام کی ملازمت کے تحفظ کو یقینی بنایا جائے تاکہ وہ بلاخوف حق بات کہہ سکے۔

☆ فرقۂ واریت کا پرچار کرنے والوں کو سخت سزا دی جائے۔

☆ فی الوقت اختلافی موضوعات پر وعظ و تقریر پر پابندی عائد کر دی جائے۔

☆ سائنس و ٹیکنالوجی کی سرپرستی کی جائے۔

☆ مدرسے سے فارغ ہونے کے بعد مولانا صاحبان کی تربیت کیلئے کلاسز شروع کی جائیں اور کسی بھی مسجد میں امام بننے کیلئے تربیتی کورس کرنا لازم قرار دیا جائے۔

☆ موجودہ مولوی صاحبان کی تربیت کیلئے مناسب کورس ترتیب دیا جائے اور تربیتی پروگرام شروع کیا جائے۔

☆ بلاوجہ مدارس کو ہراساں نہ کیا جائے اور جو مدارس انتہا پسندی یا دہشت گردی وغیرہ میں ملوث پائے جائیں، صرف اُن کے خلاف کاروائی کی جائے۔

☆ مسلک کے نام پر مساجد کی تعمیر پر پابندی عائد کی جائے۔ مساجد کی تعمیر سے پہلے گورنمنٹ سے اجازت لینا ضروری قرار دیا جائے۔

ebooks.i360.pk

مولوی صاحبان سے کچھ سوالات

آج کل اکثر جگہوں پر لوگ مولوی کے متعلق بحث کرتے نظر آتے ہیں۔ کچھ مولوی کے حق میں بات کر رہے ہوتے ہیں اور کچھ مولوی صاحب پہ اعتراض کرتے نظر آتے ہیں۔ کچھ بہت ہی عام سے سوال ہیں جو عام لوگوں کی زبان پہ ہیں اور وہ اُن کا سیر حاصل جواب چاہتے ہیں مگر مولوی صاحب سے پوچھنے کی جرأت نہیں ہوتی کیونکہ مولوی صاحب فوراً اشتعال میں آجاتے ہیں یا جواب ایسا دیتے ہیں جس کا سوال سے کوئی تعلق ہی نہیں ہوتا، اس لیے عام لوگ اپنے سوالات کو پبلک تک ہی رکھتے ہیں یا دل میں رکھتے ہیں۔ یہ کچھ عوامی سوالات جو عام لوگوں کے ہیں، ہم امید کرتے ہیں کہ مولوی صاحبان ان کے مُدلّل جوابات دے کر عام لوگوں کی غلط فہمیاں دور کر دیں گے۔ ہر سوال پوچھنا تو ممکن نہیں ہے البتہ کچھ سوالات جو زیادہ پوچھے جاتے ہیں، وہ مولوی صاحبان کے گوش گزار ہیں۔ یہ سوال میں نے پاکستان کے تمام مسالک کے قریباً 25 نامور جید علماء کرام کو بھی بھجوائے ہیں اور اُن سے درخواست کی ہے کہ ان سوالوں کا تحریر جواب عنایت فرمائیں تا کہ انہیں کتابی شکل میں شائع کر سکے اور عام لوگ مطمئن ہو سکے۔

1۔ معاشرے کے ہر فرد پر سوال اٹھایا جاسکتا ہے تو مولوی پر کیوں نہیں؟ اگر اٹھایا جاسکتا ہے تو سوال کرنے پر اکثر مولوی صاحبان اشتعال میں کیوں آجاتے ہیں؟

2۔ کیا ایک عام فرد اور عالم دین کی ذمہ داری برابر ہے؟ اگر عالم اپنی ذمہ داری میں غفلت برتے تو اسے تنبیہ کیوں نہیں کی جاسکتی؟

3۔ کیا ایک عالم دین کو ویسا ہی ہونا چاہیے جیسا کہ آج کے عالم اور مولوی ہیں؟

4۔ کیا جنازہ، نکاح، عید، نماز وغیرہ کی اجرت مقرر کرنا جائز ہے۔ اگر اس کا استدلال عمر فاروقؓ کے عہد خلافت سے لیا جاتا ہے تو کیا وہ جن کا وظیفہ عمر فاروقؓ نے مقرر کیا تھا، یہی کام کرتے تھے جو آج کے مولوی کرتے ہیں؟

5۔ دین فروشی سے کیا مراد ہے؟ کیا ریٹ فکس کر کے تقریر کرنا بھی دین فروشی کے زمرے میں آتا ہے؟ اگر یہ دین فروشی نہیں ہے تو قرآن وحدیث میں جس دین فروشی کا ذکر ہے، وہ کیسے دین بیچیں گے؟

6۔ فقط پانچ نمازیں وقت مقررہ پر پڑھانا اور سارا دن سکون کرنا ہی مومن کی علامات ہیں؟

7۔ امام اعظم ابوحنیفہؒ، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ اور امام مالک کو کن کن علوم پر دسترس حاصل تھی؟ وہ کونسی کتابیں تھیں جن کو پڑھ کر وہ عالم بنے تھے؟ اب وہ کتابیں کہاں ہیں؟ اگر وہ یہی کتابیں ہیں جو آج مدارس میں پڑھائی جاتی ہیں تو آج کوئی ایسا عالم دین نظر کیوں نہیں آتا جس پر عالم اسلام کو فخر ہو؟

8۔ کیا نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرامؓ بھی یہی ذمہ داریاں انجام دیتے تھے جو آج مولوی سرانجام دے رہے ہیں؟ کیا نبی پاک ﷺ اور صحابہ کرامؓ صرف پانچ وقت نماز پڑھاتے تھے اور اس کے علاوہ سارا دن آرام کرتے تھے؟ وہ کون کون سے اعمال ہیں جو نبی کریم

ebooks.i360.pk

ﷺ اور صحابہ کرامؓ ادا کرتے تھے مگر آج مولوی نہیں کر رہے اور کیوں؟

9۔ مدارس میں یہ کتابیں کب سے پڑھائی جارہی ہیں جو آج مولوی پڑھا رہے ہیں اور کب تک پڑھائی جاتی رہیں گی؟ کیا نبی کریم ﷺ کے دور میں بھی یہ کتابیں پڑھائی جاتی تھیں؟ اگر نہیں تو آج وقت کے حساب سے نصاب میں ترمیم کیوں نہیں ہوسکتی؟

10۔ مدارس کب سے زکوٰۃ، خیرات اور صدقات پہ چل رہے ہیں اور کب تک چلتے رہیں گے؟ مدارس میں پڑھنے والے کتنے فی صد طلباء زکوٰۃ کے مستحق ہیں؟ اگر 10، 20 فی صد طلباء مستحق ہیں تو باقی 80% طلباء جو زکوٰۃ کے پیسوں سے عالم بنتے ہیں، اُن کیلئے کیا حکم ہے؟

11۔ بڑے مدارس اور تنظیموں کے اخراجات بھی بڑے ہوتے ہیں اور جب بھی سنتے ہیں تو یہی سننے کو ملتا ہے کہ فلاں چیز کی ضرورت ہے، فلاں چیز کیلئے پیسوں کی ضرورت ہے مگر کبھی ایسا دیکھنے یا سننے کو نہیں ملا کہ کسی بڑے مدرسے یا تنظیم نے اپنا سارا حساب عوام کے سامنے رکھا ہو حالانکہ وہ پیسہ عوام سے ہی اکٹھا کیا ہوتا ہے، کیوں؟ کیا ایسا ممکن نہیں ہے کہ ایسا سسٹم وضع کیا جائے کہ ایک ایک پیسے کا حساب عام عوام تک پہنچے اور عوام اور گورنمنٹ کے خدشات بھی دور ہو جائیں؟

12۔ ابوبکرؓ اور عمرؓ سے جب ایک عام آدمی مجمع میں کھڑا ہو کر سوال پوچھ سکتا ہے اور حساب مانگ سکتا ہے تو مولوی سے کیوں نہیں؟

13۔ مسلمانوں کی اس حالت کا مولوی کس حد تک ذمہ دار ہے؟

14۔ پاکستان کے دیہات کی مسجدوں کے قریباً 50% مولوی صاحبان نے مدرسے کی مروّجہ درسِ نظامی کی ڈگری بھی حاصل نہیں کی ہوئی وہ اردو بھی ٹھیک سے لکھ پڑھ نہیں سکتے۔ وہ لوگ امامت کے اہل ہیں؟ اور جس کے قوم امام ایسے ہوں اس قوم کی حالت پاکستان سے مختلف ہوسکتی ہے؟

15۔ عمرؓ پہ جب اعتراض ہوا کہ ایک چادر سے آپ کا سوٹ نہیں بن سکتا، آپ نے دو چادریں رکھیں ہیں تو آپ کے بیٹے نے فوراً غلط فہمی دور کردی اور کہا کہ میں نے اپنے والد کو اپنی چادر دی ہے...... آج وہ مولوی صاحبان جن کا بظاہر کوئی بزنس بھی نظر نہیں آتا، انتہائی قیمتی گاڑیوں اور شہر کی انتہائی مہنگی ہاؤسنگ سکیموں میں رہائش رکھے ہوئے ہیں اور زندگی کی ہر آسائش سے لطف اندوز ہو رہے ہیں، کیا ان کا حق نہیں بنتا کہ عوام کی غلط فہمی دور کریں اور بتائیں کہ یہ سب کیسے اور کہاں سے آیا اور آرہا ہے؟

16۔ مولوی صاحبان کے وہ تمام فتوے جو کچھ وقت گزرنے کے بعد خود بخود غلط ثابت ہوئے جیسے چھاپہ خانہ حرام، لاؤڈ سپیکر شیطانی آلہ، ریل گاڑی قیامت کی نشانی، ہوائی جہاز پر سفر کرنے سے نکاح فاسق، انجکشن حرام، مرغی کو پہلے 30 دن ڈربے میں روک کے رکھو، پھر حلال کرو، ڈیری فارم کے انڈے حرام، خون لینا دینا حرام، تصویر کشی حرام اور ٹیلی ویژن حرام وغیرہ تو کیا ان فتاویٰ جات کے جاری کرنے پر مولوی صاحبان کو علی الاعلان توبہ نہیں کرنی چاہیے اور دوبارہ اس قسم کے فتاویٰ جات کے اجراء سے گریز نہیں کرنا چاہتے؟

17 اگر سائنس غیر اسلامی ہے تو کیا ہمیں سائنسی ایجادات سے گریز نہیں کرنا چاہیے؟ اور اگر ایجادات سے فائدہ اٹھانا جائز ہے تو کیا

ebooks.i360.pk

ہمیں اپنی قوم کو جدید سائنس کی ترغیب نہیں دینی چاہیے؟ دوسروں کی محنت سے بنائی ہوئی چیزیں استعمال کرنا جائز ہے تو خود محنت اور دماغ سے انسانی فلاح کیلئے چیزیں بنانا کیوں ناجائز ہیں؟ اگر جائز ہیں تو اس کی تعلیم اور ترغیب کیوں نہیں دی جاتی؟ اگر ناجائز اور غیر اسلامی ہیں جو استعمال کیوں کی جاتی ہیں؟

18۔ فقہ کے امام اربعہ فقہی مذہب کے اعتبار سے شدید اختلاف کے باوجود مسلم امہ میں قدر کی نگاہ سے دیکھے جا رہے ہیں اور ان کی زندگی سے بھی واقعات ملتے ہیں کہ وہ ایک دوسرے کا بے حد احترام کرتے تھے مگر آج کے مولوی صاحبان ذرا ذرا سی بات پہ کفر و شرک کے فتوے جاری کر دیتے ہیں اور انتہائی عدم برداشت کا مظاہرہ کرتے ہیں، کیوں؟

اسلام میں زکوٰۃ کا نظام کیوں رائج کیا گیا؟ کیا مساجد کو زکوٰۃ دینا زکوٰۃ کے مصارفین کی حق تلفی نہیں؟ کیا مساجد کی تعداد اتنی کم ہے کہ نمازیوں کو نماز پڑھنے میں دشواری کا سامنا ہوتا ہے جو زکوٰۃ کے پیسوں سے مساجد بنائی جا رہی ہیں؟ کیا آپ نہیں سمجھتے کہ اگر زکوٰۃ کی منصفانہ تقسیم ہو تو بے شمار لوگ خودکشیوں اور دیگر جرائم سے بچ سکتے ہیں۔

19۔ مدرسے کے فنڈ کے حساب پر مولوی صاحبان اشتعال میں کیوں آجاتے ہیں؟ حالانکہ نبی کریم ﷺ کے دور میں، صحابہ کرامؓ کے دور میں ہر عام سے عام شخص بھی حساب لے سکتا تھا......

20۔ کیا فرقہ پرستی کا خاتمہ ممکن ہے؟ ہاں تو کیسے؟ نہیں تو کیوں نہیں؟ اور نہیں کا ذمہ دار کون ہے؟

21۔ کسی بھی شخص کیلئے مذہب بدلنا سب سے مشکل کام ہے جبکہ ہمارے ہاں مسلک بدلنے بدلوانے پر قتل و غارت گری تک ہو جاتی ہے، اسلام سچا دین ہے جبکہ مومن کی ذمہ داری ہے کہ وہ دلیل کے ساتھ غیر مسلموں پر اسلام پیش کرے اور یہ ذمہ داری مولوی پر سب سے بڑھ کر عائد ہوتی ہے۔ منبر و محراب کا وارث ہونے کے ناطے عصری علوم نہ پڑھنے کی وجہ سے ہمارے مولوی صاحبان تو ہلکی پھلکی انگریزی سمجھنے سے بھی قاصر ہیں تو میرا سوال یہ ہے کہ ان کو اسلام کیسے پیش کریں؟ کیا مذہب بدلنا اتنا آسان کام ہے کہ اسے کہا جائے کہ مسلمان ہو جا اور وہ ہو جائے؟ بنا زبان جانے کیسے اس کے سوالات کے جوابات دیئے جائیں گے اور وہ کیسے مطمئن ہو کر اسلام قبول کرے گا؟ تو کیا کل قیامت کے دن آپ کا یہ عذر قابل قبول ہوگا کہ ہمیں انگریزی نہیں آتی تھی اس لیے اسلام کی دعوت نہ دے سکے؟ کیا آپ سے یہ نہیں پوچھا جائے گا انگریزی سیکھنے میں کیا امر مانع تھا؟

22۔ کیا مولوی کا اسلام، اسلام کی شان و شوکت بحال کر سکتا ہے؟ ہاں تو کیسے؟ اگر دنیا کے سارے مسلمان پانچ وقت کے نمازی بن جائیں، زکوٰۃ دیں، حج کریں، روزے رکھیں، اور علم و عمل کے معاملے میں ویسے ہی رہیں جیسے آج ہیں، سکول بند ہو جائیں، سب مدرسے میں پڑھیں تو کیا اس طرح اسلامی وقار بحال ہو جائے گا؟

23۔ حدیث رسول ﷺ میں جن تہتر فرقوں کا ذکر ہے وہ کون کون سے ہیں؟ نبی پاک ﷺ کے زمانہ سے اب تک ٹوٹل کتنے فرقے بن چکے ہیں؟ جو فرقے 73 کے بعد بنے ہیں ان کیلئے کیا حکم ہے؟ نبی پاک ﷺ کے فرمان کے مطابق 73 بنیں گے تو زیادہ کیوں بنے؟

ebooks.i360.pk

24۔ اللہ کا حکم ہے کہ تفرقہ میں مت پڑو اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھو اور نبی پاک ﷺ نے بھی فرقہ پرستی سے بچنے کا حکم دیا ہے، جس حدیث میں 73 فرقوں کا ذکر ہے اس میں فرقوں کے بارے میں صرف بتایا گیا ہے تفرقہ میں پڑنے کا نہیں کہا گیا، تو فرقہ پرستی میں پڑنا نص قرآنی کی صریح مخالفت نہیں؟ دوسرے اعتبار سے فقط دو یا چار ہی مسلک ہیں تو 73 کیسے بنیں گے۔ 73 فرقوں کی حقیقت بیان کی جائے۔

25۔ حدیث پاک میں ہے اللہ فرماتا ہے کہ ''ہم نے ایسی کوئی بیماری نہیں اتاری جس کا علاج نہ اتارا ہو'' سوال یہ ہے کہ مولوی صاحبان نے کون کون سی بیماریوں کے علاج دریافت کر لیے ہیں اور کن کن بیماریوں کے علاج دریافت کرنے کیلئے تحقیق جاری ہے؟ اگر نہیں تو کیوں؟ اگر 73 فرقوں والی حدیث پر حدیث سے بڑھ کر عمل کیا جا سکتا ہے تو اس حدیث پر حدیث کے مطابق بھی عمل کیوں نہیں کیا گیا؟ یہ حدیث واضح طور پر تحقیق کا حکم دے رہی ہے تو مدارس کے طلباء پر کیوں سائنس و تحقیق کے دروازے بند کیے گئے ہیں؟

26۔ کیا حرام کے پیسے جائز کام میں خرچ کیے جا سکتے ہیں؟ اگر نہیں تو کیا ان لوگوں سے جو مدارس اور مساجد کو لاکھوں روپے زکوٰۃ، صدقات دیتے ہیں ان سے پوچھا جاتا ہے کہ یہ رقم کن ذرائع سے حاصل کی گئی ہے؟

27۔ کیا شاگرد علم و تقویٰ میں استاد سے آگے نہیں بڑھ سکتا؟ اگر بڑھ سکتا ہے تو ہمارے ہاں اندھی تقلید کیوں رائج ہے؟ اسلاف نے بے شمار علوم و فنون پر ہزاروں کتابیں لکھیں تو جن علوم کا احاطہ اسلاف کا قلم نہیں کر سکا کیا ہماری ذمہ داری نہیں ہے کہ اسلاف کے مشن کو آگے لے کر چلیں؟

28۔ ہمارے معاشرے کی ایک تلخ حقیقت یہ بھی ہے کہ عام جاہل لوگ مل کر ایک عالم کا انتخاب کرتے ہیں، اسے امام رکھا جاتا ہے اور تنخواہ بھی وہ لوگ اپنی جیب سے دیتے ہیں۔ اب اس امام کی ڈیوٹی ہوتی ہے کہ وہ ان لوگوں کو خوش رکھے۔ ذرا بھی کوتاہی ہونے کی صورت میں اس کی چھٹی کروا دی جاتی ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ جس کے شخص کے سر پر ہر وقت نوکری سے برخاست ہونے کی تلوار لٹکتی رہتی ہے، وہ کیا دین سکھائے گا؟ علمائے کرام اس مسئلے کا حل نکالنے کے لیے کیوں کانفرنسز نہیں کر رہے؟ عالم کی گفتگو انہیں پسند نہیں آتی مگر ترنم کے ساتھ شعر سنانے والا اور قصے کہانیاں سنانے والا مولوی انہیں فوراً پسند آ جاتا ہے تو اس کا ذمہ دار کون ہے؟

29۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ سکول، کالج یا یونیورسٹی کے طالب علم کے مولوی صاحب سے سوال کرنے پر یا کسی معاملے میں اپنی رائے دینے پر اسے جواب دیا جاتا ہے کہ طہارت کے مسائل آتے نہیں اور چلے ہو دین پر بات کرنے، نماز کی شرائط بتاؤ، جنازہ کی دعا سناؤ، مطلب سوال گندم، جواب چنا، کیا اس قسم کے جوابات ایک عالم دین کے شایان شان ہیں؟ کیا یونیورسٹی، کالجز اور سکول کے تمام طلباء جاہل ہیں؟ اگر نہیں تو پھر خود سے ہی یہ کیوں اندازہ لگا لیا جاتا ہے کہ مولوی یا مولوی کے پیروکاروں کے علاوہ کسی اور کو دین کے بارے میں کچھ معلوم نہیں اور کسی اور کو دین پر بات کرنے کا کچھ حق نہیں؟

ebooks.i360.pk

30۔ اگر کوئی شخص مولوی صاحب پر کسی قسم کا اعتراض کرتا ہے تو مولوی صاحب اس کا جواب جلسوں میں سپیکر میں دیتے نظر آتے ہیں اور یہ جواب میں نے مولوی صاحبان سے خود کئی جلسوں میں سنا ہے اگر مولوی نہ ہوتا تو تیرے باپ کا نکاح کون پڑھاتا؟ جنازہ کون پڑھاتا ہے؟ پیدائش کے وقت اذان کون دیتا ہے؟ اور یہ باتیں بہت بڑے بڑے ناموں سے بھی سننے کو ملتی ہیں۔ کیا یہ صریحاً جہالت نہیں؟ کیا ایک عالم دین کی یہی ذمہ داری ہے کہ وہ نکاح و جنازہ پڑھائے؟ عمرؓ پر اعتراض ہوتا ہے تو وہ جواب دیتے ہیں، ابوبکرؓ پر اعتراض ہو تو وہ جواب دیتے ہیں اور مولوی صاحب پر اعتراض ہو تو گالی...... ایسا کیوں ہے؟